عمران سیریز

سپر ایجنٹ صفدر

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران نے کار سنٹرل سیکرٹریٹ کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ اوپر کی منزل پر جانے والی لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"جی فرمائیے" ۔۔۔ لفٹ کے باہر کھڑے باوردی دربان نے اسے روکتے ہوئے کہا۔

"اجی ہم نے کیا فرمانا ہے ۔۔۔ فرمائیں گے تو آپ ۔۔۔ ہم تو عرض کر سکتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے اس کے قریب رک کر عاجزانہ سے لہجے میں کہا۔

"زیادہ بات مت کریں ۔۔۔ آپ کیا چاہتے ہیں" ۔۔۔ دربان کی گردن پہلے سے بھی زیادہ اکڑ گئی تھی اور اس بار اس کا لہجہ بھی پہلے کی نسبت زیادہ کرخت تھا۔

"میرے چاہنے یا نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے جناب! ۔۔۔ آپ بڑے افسر ہیں ۔۔۔ جو آپ کا مزاج یار چاہے گا۔ وہی ہوگا" ۔۔۔ عمران

نے پہلے سے زیادہ عاجزانہ لہجے میں کہا۔ اس کے جسم پر اپنا مخصوص ٹیکنی کلر لباس تھا اور آج تو اس نے سر پر باقاعدہ پھندنے والی ترکی ٹوپی بھی پہن رکھی تھی۔ اس لئے ہیئت کے لحاظ سے وہ کسی تھیٹر کا مسخرہ ہی لگ رہا تھا۔ اور پھر چہرے پر بہنے والا حماقت کا آبشار اس سب کے علاوہ تھا۔

"دیکھو! ۔۔۔ میں تمہاری عزت کر رہا ہوں ۔۔۔ اور تم ہو کہ سر پر چڑھے آ رہے ہو ۔۔۔ چلو ہٹو ایک طرف ۔۔۔ ابھی ایک بڑے افسر نے آنا ہے" ۔۔۔ دربان اس بار آپ جناب کے چکر سے نکل کر تم پر اتر آیا تھا۔ لہجہ ظاہر ہے کہ کرخت سے کرخت تر ہوتا جا رہا تھا۔ اور چہرے پر بھی غصے کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"آپ سے بڑا افسر بھی اس دنیا میں ہے جناب! ۔۔۔ مجھے تو آپ یہاں کے بڑے افسر لگ رہے ہیں" ۔۔۔ عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"دیکھو! ۔۔۔ خوشامد کی ضرورت نہیں ۔۔۔ میں کہتا ہوں کہ دفع ہو جاؤ۔ بڑے افسر نے آنا ہے ۔۔۔ چلو جاؤ یہاں سے۔ ورنہ پولیس کو بلوا لوں گا۔ سمجھے" ۔۔۔ دربان نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"پولیس ۔۔۔ ارے باپ رے ۔۔۔ وہ بڑی بڑی مونچھوں اور موٹے پیٹ والی پولیس ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ وہ تو شکل سے ہی جلاد لگتے ہیں ۔۔۔ ان کے مقابلے میں تو آپ شہزادہ سیف الملوک لگتے ہو ویسے یار! ۔۔۔ ایک بات ہے۔ کچھ رقم سے کام نہیں چل سکتا" عمران نے جیب سے دس روپے کا نوٹ نکالتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"افسر کے جانے کے بعد اوپر جانے دوں گا ۔۔۔ اور وہ بھی صرف تمہیں ۔۔۔ مجھے تم پر رحم آ گیا ہے" ۔۔۔ دربان نے جلدی سے اس کے ہاتھ سے نوٹ جھپٹتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے عمران کو بازو سے پکڑ کر ایک طرف ہٹانے کی کوشش کی۔

"کمال ہے افسر نے تمہیں کیا دینا ہے ۔۔۔ الٹا تمہیں سیلوٹ مارنا پڑے گا ۔۔۔ میں نے تو تمہیں روپے بھی دیئے ہیں پھر بھی"۔ عمران کا لہجہ اس بار خاصا بلند تھا۔

"اوہ! ۔۔۔ میں تمہارا سر توڑ دوں گا ۔۔۔ مجھ پر رشوت کا الزام لگاتے ہو ۔۔۔ نکلو یہاں سے جلدی" ۔۔۔ دربان کو شدید غصہ آ گیا۔

"کیسے نکلوں ۔۔۔ سو روپے دیتے ہیں ۔۔۔ میرے سو روپے واپس کر دو۔ میں چلا جاتا ہوں" ۔۔۔ عمران کا لہجہ اور زیادہ بلند ہو گیا۔

"کیا بات ہے ۔۔۔ کیا جھگڑا کر رہے ہو" ۔۔۔ اسی لمحے ایک کمرے سے ایک بابو سے آدمی نے باہر نکلتے ہوئے کہا وہ اپنے پچکے ہوئے چہرے کو بارعب بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"صاحب! ۔۔۔ یہ شخص مجھ پر رشوت کا الزام لگا رہا ہے۔ یعنی خوامخواہ" ۔۔۔ دربان نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"میں یہاں سپرنٹنڈنٹ ہوں ۔۔۔ ابھی جیل میں سڑوا دوں گا۔ یہ دربان تو بے حد ایماندار ہے ۔۔۔ تم خوامخواہ اس پر الزام لگا رہے ہو ۔۔۔ چلو جاؤ دفع ہو جاؤ" ۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ نے آتشی شیشوں کے پیچھے دھندلی آنکھوں کو پھاڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"توتم اس کے حصہ دار ہو ——— ٹھیک ہے۔ پچاس پچاس کرو گے یا دس نوّے کا حساب ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دربان! ——— اسے دھکے دے کر یہاں سے نکال دو ——— ابھی اسی وقت" ——— سپرنٹنڈنٹ کا غصہ اب عروج پر پہنچ گیا تھا۔

"پہلے میرے سو روپے واپس کرو ——— ورنہ میں ابھی یہیں شور مچادوں گا" ——— عمران اڑ گیا۔

"یہ لو اپنے دس روپے ——— اور شکل گم کرو اپنی" ——— دربان نے جلدی سے جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے دانت پیس کر کہا۔

"یہ تو ہوا تمہارا حصہ ——— اب سپرنٹنڈنٹ صاحب! ——— آپ بھی نوّے روپے نکالیں ——— جلدی کریں" ——— عمران اب سپرنٹنڈنٹ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"یہ ——— کیا بکواس ہے ——— میں نے تم سے کب پیسے لئے ہیں ——— تم پاگل تو نہیں ہو" ——— سپرنٹنڈنٹ اب بری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"اچھا! ——— ابھی بڑا افسر آئے گا ——— میں اس سے کہتا ہوں پھر دیکھتا ہوں کہ کیسے تم میری رقم ہضم کر سکتے ہو" ——— عمران کا لہجہ بھی سخت ہو گیا۔

"تم کیا بکواس کر رہے ہو ——— خوامخواہ الزام لگاتے ہو" ——— سپرنٹنڈنٹ کا زرد چہرہ مزید زرد پڑ گیا۔

"ارے عمران صاحب آپ! ——— ارے سر سلطان تو آپ کا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

شدت سے انتظار کر رہے ہیں ——— اور آپ یہاں کھڑے ہیں"۔ اچانک لفٹ کا دروازہ کھلا اور سر سلطان کے پرسنل سیکرٹری نے باہر نکلتے ہوئے عمران کو دیکھ کر کہا۔

"یہ سپرنٹنڈنٹ صاحب مجھے میرے نوّے روپے نہیں واپس کر رہے ——— دربان نے تو دس روپے دے دیتے ہیں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سر ——— سر ——— یہ الزام ہے مجھ پر سر" ——— سپرنٹنڈنٹ سیکرٹری خارجہ کے پی۔ اے کو دیکھ کر اس قدر بوکھلایا کہ اس کی عینک گرتے گرتے بچی۔

"اوہ! ——— تو تم اوپر جانے والوں سے مل کر رشوت لیتے ہو ——— ہونہہ! ——— جانتے ہو یہ کون صاحب ہیں ——— ان کے انتظار میں سر سلطان بیٹھے ہیں اور تم ——— تمہیں نہیں کہا گیا تھا کہ عمران صاحب آئیں تو انہیں فوراً اوپر بھیجو ——— پھر تم نے انہیں کیوں روکا ہے" ——— پرسنل سیکرٹری سپرنٹنڈنٹ اور دربان دونوں پر چڑھ دوڑا۔

"م ——— مم ——— مگر صاحب! ——— وہ تو بڑے افسر صاحب" ——— دربان کی اکڑی ہوئی مونچھیں گر چکی تھیں اور گردن جھک گئی تھی اس کا چہرہ بوکھلاہٹ کی شدت سے پھڑکنے لگا تھا۔

"یہی تو وہ افسر ہیں ——— یہ سر سلطان سے بھی بڑے افسر ہیں"۔ پرسنل سیکرٹری نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"اوہ جناب! ——— جناب! مجھ سے غلطی ہو گئی ——— میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں صاحب! ——— مجھے معاف کر دیں" ———

دربان یکلخت عمران کے پیروں پر جھک گیا۔

"ارے ارے تم نے تو دس روپے واپس کر دیئے ہیں ــــ اور اس دور میں اس سے بڑی ایمانداری کیا ہو سکتی ہے ــــ لیکن یہ سپرنٹنڈنٹ صاحب ــــ یہ نوّے روپے نہیں دے رہے ــــ چلو ٹھیک ہے ــــ میں سر سلطان سے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے کیسے سپرنٹنڈنٹ بھرتی کر رکھے ہیں" ــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ج ــ ج ــ جناب ! ــــ م ــــ م ــــ میں غریب آدمی ہوں، آپ مجھ سے نوّے روپے لے لیں ــــ میں ابھی کسی سے مانگ کر لے آتا ہوں۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے ــــ"

سپرنٹنڈنٹ کی آنکھوں سے اب آنسو رواں ہو گئے۔ اُسے یقین تھا کہ اب نوکری تو گئی سو گئی، باقی عمر جیل میں کٹ جائے گی۔ سر سلطان سے بھی بڑا افسر ــــ اس کا پورا جسم کانپنے لگ گیا تھا۔

"تو میں جھوٹ بول رہا ہوں ــــ تمہارا یہی مطلب ہے ــــ ٹھیک ہے ابھی پتہ لگ جاتا ہے" ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور تیزی سے لفٹ کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اسی لمحے ایک دھماکہ ہوا اور عمران نے مڑ کر دیکھا تو سپرنٹنڈنٹ بے چارہ فرش پر بے ہوش ہو کر گر چکا تھا۔

"ارے ــ ارے ــ کیا ہوا اُسے" ــــ عمران تیزی سے واپس دوڑا۔ دربان اور پرسنل سیکرٹری اُسے ہوش میں لانے میں مصروف ہو گئے۔ ارد گرد کے کمروں سے بھی لوگ نکل نکل کر آنے لگے تھے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"ارے ارے ہٹو ــــ یہ تو میرا عزیز تھا ــــ بیچارہ سپرنٹنڈنٹ"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جلدی سے جھک کر اس نے سپرنٹنڈنٹ کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی سمجھتا، عمران دوڑ کر لفٹ میں سوار ہوا اور اس نے دوسری منزل کا بٹن دبا دیا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

سپرنٹنڈنٹ صرف خوف کی وجہ سے بیہوش تھا۔ اس کی جان کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ اس لئے عمران مطمئن تھا۔

چند لمحوں بعد وہ دوسری منزل پر پہنچا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سر سلطان کے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ وہاں گیلری میں موجود چپڑاسی اس طرح حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے جیسے انہیں کوئی عجوبہ نظر آ گیا ہو۔ لیکن عمران کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ وہ کوئی عملی قدم نہ اٹھا سکے اور عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

بڑے سے کمرے میں اس وقت چار افراد موجود تھے۔ درمیان میں سر سلطان بیٹھے تھے۔ عمران کو اس حالت میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ سب بری طرح چونک پڑے۔

"یہ کیا" ــــ سر سلطان نے بڑے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

"خاموش رہیں" ــــ عمران نے کہا اور کاندھے پر لدے ہوئے سپرنٹنڈنٹ کو بڑے اطمینان سے اس نے ان کے درمیان موجود بڑی سی میز پر لٹا دیا۔ اور پھر اس نے اس کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے دبا دیئے۔

سر سلطان سمیت باقی تین آدمی حیرت سے بت بنے بیٹھے تھے

ان کے چہروں پر ابھر آنے والے تاثرات ایسے تھے جیسے کسی نے اچانک انہیں میجک سنٹر میں بھیج دیا ہو۔

چند لمحوں میں ہی سپرنٹنڈنٹ کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور عمران پیچھے ہٹ گیا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے —— کون ہے یہ" ——؟ سر سلطان پہلی بار دھاڑے۔

"یہ بےچارہ آپ کے دفتر کا سپرنٹنڈنٹ ہے —— میں نے اس سے صرف اتنا پوچھا کہ سر سلطان کو جانتے ہو۔ اور یہ آپ کا نام سنتے ہی بیہوش ہو گیا —— بڑا رعب داب ہے آپ کا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے سپرنٹنڈنٹ کراہتا ہوا ایک جھٹکے سے اٹھا اور پھر جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا اور اس نے سچویشن سمجھی تو وہ اس بری طرح بوکھلا کر اٹھا کہ دھڑام سے نیچے فرش پر گر گیا۔

"ارے ارے —— اس قدر کمزوری —— کمال ہے —— کیا تنخواہ نہیں ملتی تمہیں" —— عمران نے جلدی سے اسے سنبھالتے ہوئے کہا اور سپرنٹنڈنٹ کی حالت ایسی ہو گئی جیسے وہ واقعی کسی طویل بیماری سے اٹھا ہو۔ سر سلطان اور دوسرے بڑے افسروں کو دیکھ کر اس کے ذہن پر نجانے ایک لمحے میں کتنی قیامتیں ٹوٹ پڑی تھیں۔

"مم —— مم —— میں نے نوّے روپے نہیں لئے جناب! —— قسم لے لیں —— میں غریب آدمی ہوں —— میں مر جاؤں گا —— میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں صاحب! —— میری بیوی بیمار ہے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

خدا کے لئے مجھ پر رحم کریں" —— سپرنٹنڈنٹ اس قدر بوکھلایا ہوا تھا کہ اس نے عمران کے سامنے ہی ہاتھ جوڑ کر رونا شروع کر دیا۔

"ارے تو پہلے کیوں نہیں بتایا —— ارے تمہاری بیوی تو میری بہن ہے —— کمال ہے بھئی وہ بیمار ہے —— حیرت ہے —— اچھا یہ لو یہ رکھ لو —— میری بہن کا علاج کرانا" —— عمران نے جلدی سے جیب سے بڑے نوٹوں کی گڈی نکال کر سپرنٹنڈنٹ کے ہاتھ پر رکھی اور پھر اسے بازو سے پکڑ کر دروازے کی طرف لے جانے لگا۔ اب تو بیچارے سپرنٹنڈنٹ کی حالت دیکھنے کے قابل ہو چکی تھی۔

"ٹھہرو" —— اچانک سر سلطان نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور سپرنٹنڈنٹ نہ صرف تیزی سے مڑا بلکہ اس نے نوٹوں کی گڈی پھینک کر ایک بار پھر ہاتھ جوڑ دیئے۔

"ادھر آؤ" —— سر سلطان نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"ج —— ج —— جناب! —— میں مر جاؤں گا —— قسم لے لیں میں نے ——" سپرنٹنڈنٹ اب باقاعدہ ہچکیاں لے لیکر رو رہا تھا

"تم اس شیطان کے مذاق کا نشانہ بنے ہو —— میں تمہاری حالت سمجھ رہا ہوں —— پہلے تم یہ نوٹ اٹھاؤ" —— سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ج —— ج —— جی —— میں ——" سپرنٹنڈنٹ کی سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا۔

"میں کہتا ہوں نوٹ اٹھاؤ" —— سر سلطان نے سخت لہجے میں کہا اور سپرنٹنڈنٹ نے جلدی سے نوٹوں کی گڈی اٹھائی اور سر سلطان کی

طرف کانپتے ہوئے ہاتھوں سے بڑھائی۔

"اسے جیب میں ڈالو"۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور سپرنٹنڈنٹ نے جلدی سے گڈی جیب میں ڈال لی۔

"تمہارا نام کیا ہے۔ کس برانچ میں ہو"۔۔۔ سر سلطان نے نرم لہجے میں کہا۔

"ج۔ ج۔ جی میرا نام ذوالفقار ہے۔۔۔ میں ٹرانسفر برانچ میں سپرنٹنڈنٹ ہوں جناب!۔۔۔ مم۔۔۔ مگر جناب!۔۔۔ میرا کوئی قصور نہیں"۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ مسلسل کانپ رہا تھا۔

"تمہارا واقعی کوئی قصور نہیں ہوگا۔۔۔ یہ سارا قصور اس شیطان کا ہے۔۔۔ بہرحال تم یہ نوٹ رکھو۔ اپنی بیوی کا علاج کراؤ۔۔۔ اور میں ابھی تمہاری ترقی کے آرڈر کر دیتا ہوں۔۔۔ میں تمہیں اسی سیکشن میں چیف سپرنٹنڈنٹ تعینات کر رہا ہوں۔۔۔ جاؤ"۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"ج۔ ج۔ جی۔۔۔" سپرنٹنڈنٹ کی آنکھیں ایک بار پھر پھیلنے لگیں۔

"ارے ارے!۔۔۔ اب بیہوش نہ ہو جانا۔۔۔ اب میرے پاس دوسری گڈی نہیں ہے"۔۔۔ عمران جو اس دوران ایک خالی کرسی پر بیٹھ چکا تھا یکلخت بول پڑا۔

"جاؤ اب اپنا کام کرو۔۔۔ جاؤ۔۔۔ ابھی آرڈرز پہنچ جائیں گے"۔ سر سلطان نے نرم لہجے میں کہا اور سپرنٹنڈنٹ اس طرح مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا جیسے کسی ماہر ہپناٹائزر کا معمول ہو۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"ہاں!۔۔۔ اب تم بتاؤ کہ یہ کیا حرکت تھی"۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ کے باہر جاتے ہی سر سلطان، عمران کی طرف متوجہ ہوتے۔

"ارے پہلے اس غریب کی ترقی کے آرڈرز تو کر دیجئے۔۔۔ ورنہ وہ تو مجھے واپس ہی نہ جانے دیگا"۔۔۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

اور سر سلطان نے مسکراتے ہوئے رسیور اٹھایا اور پھر پی۔ اے کو سپرنٹنڈنٹ ذوالفقار کی ترقی کے آرڈرز ٹائپ کرا کر دستخطوں کے لئے بھیجنے کا کہہ کر انہوں نے رسیور رکھ دیا۔

"آج پتہ چلا کہ ترقی کیسے ملتی ہے۔۔۔ اب میں سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بھی کہوں گا کہ وہ بھی اس طرح بیہوش ہو جایا کرے۔ تب ہی ترقی مل سکتی ہے۔۔۔ ویسے سر سلطان!۔۔۔ آپ کتنی بار بیہوش ہو کر اس سیٹ پر پہنچے ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا اور سر سلطان قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"تم جہاں سے گذرتے ہو۔۔۔ کوئی نہ کوئی حرکت کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔۔۔ اچھا ان سے ملو۔۔۔ یہ سر دلاور ہیں۔ پاکیشیا میں ایک خفیہ سائنسی لیبارٹری کے انچارج ہیں"۔۔۔ سر سلطان نے سنجیدہ ہو کر ایک فلسفی نما بوڑھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"دلاور اور خفیہ۔۔۔ یہ تو دو متضاد الفاظ ہیں۔۔۔ کیوں جناب!" عمران نے منہ بناتے ہوئے سر دلاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر سلطان!۔۔۔ یہ کیسی لغویات ہیں۔۔۔ کیا آپ نے ہمیں اسی لئے یہاں بلوایا تھا"۔۔۔ سر دلاور نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر سلطان لغویات! ——— واہ! اسے کہتے ہیں تخلص"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سر داور! ——— میں نے پہلے آپ کو بتایا ہے کہ اس قسم کی حرکتیں اور باتیں کرنا اس کی عادتِ ثانیہ بن چکی ہے ——— اس لئے آپ پلیز تحمل سے کام لیں ——— اور سنو عمران! ——— بہت ہو چکی۔ اب مزید بکواس کی تو میں اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا ——— یہ میجر جنرل انصاری ہیں ——— ملٹری سیکرٹ سروس کے ڈی سیکشن کے انچارج ——— اور یہ ہیں جناب صمدانی صاحب ——— اور یہ سائنسدان ہیں سر داور کی لیبارٹری میں ——— اور یہ علی عمران ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کا خاص نمائندہ" ——— سر سلطان نے جلدی جلدی تعارف کرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"معاف کیجئے گا سر سلطان! ——— اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہے ——— اگر یہ ایکسٹو کے نمائندے ہیں تو ہمیں صدر مملکت سے دوبارہ بات کرنا پڑے گی" ——— میجر جنرل انصاری نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"آپ حضرات اس شیطان کو نہیں جانتے ——— آپ پاکیشیا کے صدر سے بات کریں یا ایکریمیا کے صدر سے ——— بہرحال بات پھر اسی پر آکر رک جائے گی" ——— سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب میجر جنرل انصاری صاحب! ——— آپ کب ڈی سیکشن کے انچارج مقرر ہوتے ہیں ——— میرے خیال میں تو ڈی سیکشن کے انچارج جنرل شبیر تھے" ——— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"ان کا تقرر حال ہی میں ہوا ہے ——— جنرل شبیر بیمار ہیں اس لئے انہوں نے ریٹائرمنٹ لے لی ہے" ——— سر سلطان نے جلدی سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایکسٹو کو تو اس کی اطلاع نہیں دی گئی" ——— عمران کا لہجہ یکلخت خشک ہو گیا۔ اور سب اس طرح چونک کر عمران کو دیکھنے لگے جیسے ان کے سامنے کوئی نیا آدمی نمودار ہو گیا ہو۔

"اس میں میرا قصور سمجھ لیں ——— مجھے ایک اہم دورے پر باہر جانا پڑ گیا تھا اس لئے ضروری ڈاک رک گئی تھی ——— آئی ایم سوری"۔ سر سلطان نے جواب دیا۔

"لیکن سر سلطان! ——— یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ یہ فرض شناسی کے خلاف ہے ——— آپ جانتے ہیں کہ ایکسٹو ایسے معاملات میں بے حد سخت ہیں" ——— عمران کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

"میں نے معافی مانگ لی ہے ——— اس لئے پلیز ایکسٹو سے میری سفارش کر دیجئے گا ——— آئندہ ایسی کوتاہی نہ ہو گی" ——— سر سلطان نے منت بھرے لہجے میں کہا اور باقی تینوں کے چہروں پر سر سلطان جیسے آدمی کو منت کرتے دیکھ کر زلزلے کے آثار سے نمودار ہو گئے۔

"او کے! ——— آئندہ محتاط رہیں ——— اور ہاں! مسئلہ کیا ہے"۔ عمران نے اب پوری طرح سنجیدہ موڈ میں کہا۔

"سر داور لیبارٹری میں ایک اہم پراجیکٹ میں مصروف ہیں۔ صمدانی صاحب اس پراجیکٹ میں ان کی مدد کر رہے ہیں ——— یہ پراجیکٹ دفاعی نوعیت کا انتہائی اہم ترین ہتھیار ہے اس پراجیکٹ

میں ایک رکاوٹ پڑ گئی ہے۔ اس کے لئے ایک ایسے فارمولے کی ضرورت پڑ گئی ہے جو صرف ایکریمیا کے پاس ہے اور اس فارمولے کی حفاظت کے لئے انہوں نے ایک پورا سیکشن ترتیب دیا ہوا ہے ۔۔۔ پاکیشیا نے اسے حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن کئی ڈی ایجنٹ اس کوشش میں ہاتھ دھو بیٹھے ہیں ۔۔۔ ہمیں وہ فارمولا ہر قیمت پر چاہئے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"فارمولا چاہئے ۔۔۔ کچھ تفصیل کا بھی تو پتہ چلے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ سائنسی مسئلہ ہے سر! ۔۔۔ ویسے اتنا بتا دوں کہ یہ فارمولا سپر سانک خلائی جیٹ جہازوں کے انجن کے فیول ایڈجسٹمنٹ کا فارمولا ہے ۔۔۔ اور اس فارمولے کی مدد سے ہی ایکریمیا، روسیاہ پر بھی سبقت لے چکا ہے ۔۔۔ اس لئے اس فارمولے کو جسے سائنسی زبان میں ریڈ ٹاک کہتے ہیں ۔۔۔ ایکریمیا نے سپر ٹاپ سیکرٹ رکھا ہوا ہے ۔۔۔ ان کی ایک خفیہ لیبارٹری ہے جس کے متعلق صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ ان کی ریاست ڈاٹ میں موجود صحرائے تابیتی میں کہیں زیر زمین خفیہ طور پر رکھا ہوا ہے۔ یہ صحرا انتہائی دشوار گذار ہے ۔۔۔ یہاں اس قدر گرد باد اور طوفان چلتے رہتے ہیں کہ کوئی جہاز بھی اس کی فضا سے نہیں گذر سکتا ۔۔۔ اس صحرا کے گرد ایکریمیا نے اپنے خفیہ ایجنٹوں کا ایک جال سا پھیلا رکھا ہے۔ لیبارٹری کے اندر بھی ایسے انتظامات ہیں کہ اندر سے پورے صحرا کی مکمل اور مستقل نگرانی کی جاتی ہے ۔۔۔ اس لیبارٹری میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

رہنے والے کسی صورت زندہ باہر نہیں آ سکتے ۔۔۔ اس لیبارٹری میں اس فارمولے کے مطابق وہ اپنی ضرورت کے پرزے تیار کرتے ہیں اور وہاں بھی اصل فارمولے تک صرف چند سائنسدانوں کی ہی رسائی ہے ۔۔۔ اس فارمولے کے متعلق صرف اس قدر معلوم ہوا ہے کہ اسے ایک چھوٹی سی مائیکرو فلم میں محفوظ کیا گیا ہے ۔۔۔ اب وہ فلم کہاں ہے ۔۔۔ اسے کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ ہمیں نہیں معلوم ۔۔۔ ہمارا ہتھیار اس فارمولے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا" ۔۔۔ سائنس دان صمدانی نے کہا۔

"نہیں بن سکتا تو نہ بنایئے ۔۔۔ کوئی اور ہتھیار بنا لیجئے۔ مثال کے طور پر ریوالور کا کوئی نیا ڈیزائن۔ جس میں ایک گولی آگے اور ایک پیچھے ۔۔۔ واہ! کیا آئیڈیا ہے" ۔۔۔ عمران کا ذہن ایک بار پھر پٹڑی سے اترنے لگا۔

"عمران پلیز! ۔۔۔ جس ہتھیار کی بات ہو رہی ہے اس پر پاکیشیا نے اپنے پورے وسائل خرچ کر دیتے ہیں ۔۔۔ اگر یہ ہتھیار تیار ہو جاتے تو کم از کم پاکیشیا دفاعی لحاظ سے مکمل طور پر محفوظ ہو جائے گا ۔۔۔ اس ہتھیار کا فارمولا صمدانی صاحب کی ایجاد ہے لیکن اس ہتھیار میں ایک خامی عملی طور پر سامنے آئی ہے اور وہ خامی صرف اسی صورت میں دور ہو سکتی ہے اگر اس فارمولے پر بنا ہوا پرزہ اس میں ایڈجسٹ کیا جا سکے ورنہ یہ بے کار ہے۔ اور اب یہ پاکیشیا کے لئے موت اور زندگی کا مسئلہ بن چکا ہے۔ چونکہ اس ہتھیار کا تعلق ملٹری سے ہے اس لئے ڈی سیکشن نے اس

فارمولے کے حصول کے لیے کئی ٹاپ ڈی ایجنٹ بھیجے ۔ لیکن وہ سب مارے گئے ـــــ چنانچہ صدر مملکت نے سفارش کی ہے کہ ایکسٹو اس فارمولے کے حصول پر کام کرے" ـــــ سر سلطان نے کہا۔

"اگر آپ کو اس فارمولے کے متعلق اس قدر معلومات ہیں تو پھر باقی ملکوں کو بھی اس کا علم ہوگا ـــــ کیا انہوں نے اسے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی" ـــــ عمران نے کہا۔

"ہمیں جو رپورٹیں ملی ہیں اس کے مطابق روسیاہ ۔ ولیسٹرن کارمن ۔ شوگران اور سر النس نے بھی اس کے حصول کے لیے بیشمار کوششیں کی ہیں ـــــ لیکن آج تک کوئی بھی کامیاب نہیں ہو سکا ۔ ایکریمیا نے اس کی حفاظت کا ایسا انتظام کیا ہے کہ بڑے سے بڑا ایجنٹ بھی ناکام ہو گیا ہے ـــــ میں نے تو صدر مملکت سے کہا تھا کہ ایکسٹو کو آزمائش میں نہ ڈالیں ۔ اس فارمولے کا حصول ناممکن ہے لیکن ان کا خیال ہے کہ ایکسٹو کے لیے یہ ناممکن نہیں ہے" میجر جنرل انصاری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کتنے ایجنٹ بھیجے ہیں اپنے انچارج بننے کے بعد" ؟ عمران نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے دو ایجنٹ بھیجے تھے کرنل بختیار اور میجر اسلم ـــــ یہ دونوں ہمارے سیکشن کے سپر ایجنٹ تھے ـــــ لیکن دونوں ہی مارے گئے" ـــــ جنرل انصاری نے جواب دیا۔

"کیسے مارے گئے" ـــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"کرنل بختیار تو جیسے ہی ایکریمیا کے ایئرپورٹ پر اترے ۔ انہیں وہیں گولی مار دی گئی ـــــ جب کہ میجر اسلم وہاں پہنچ کر دوسرے روز ہوٹل کے کمرے میں مردہ پائے گئے ۔ ان کی گردن کاٹ دی گئی تھی" ـــــ میجر جنرل انصاری نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کے سیکشن سے باقاعدہ ان کے بارے میں اطلاعات ایکریمیا کو بھیجی گئی تھیں" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"میرے سیکشن سے اطلاعات ـــــ نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے" ـــــ جنرل انصاری نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"اور اب بھی آپ کو یہی بتایا گیا ہے کہ یہاں جو فیصلہ ہو ـــــ وہ آپ نے آگے پہنچانا ہے ـــــ کیونکہ ایکریمیا والے جانتے ہیں کہ ایکسٹو نے اگر یہ مشن ہاتھ میں لے لیا تو ان کے لئے مشکل ہو جائے گی" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں نے بتانا ہے ـــــ کیا مطلب ! ـــــ کیا آپ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں" ـــــ جنرل انصاری نے یکلخت بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اطمینان سے بیٹھ جائیں انصاری صاحب ! ـــــ میں جانتا ہوں کہ آپ صدر مملکت کے قریبی عزیز ہیں ۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کو برداشت کر لیا جائے ـــــ اپنے کوٹ کی جیب سے وہ مائیکرو ٹیپ نکال کر سر سلطان کو دے دیں جس میں آپ اس میٹنگ کی کارروائی ٹیپ کر رہے ہیں" ـــــ عمران نے

یکلخت جیب سے ایک چپٹا سا ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

"یہ ——— یہ مجھ پر الزام ہے ——— میں احتجاج کرتا ہوں" ——— جنرل انصاری نے کہا۔ لیکن اس کے لہجے میں اب بوکھلاہٹ نمایاں ہو گئی تھی۔

"مائیکرو ٹیپ باہر نکالیں ——— جلدی" ——— عمران نے یکلخت اچھل کر جنرل انصاری کا گریبان پکڑ کر ریوالور ان کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے کہا۔

جنرل انصاری نے ایک جھٹکے سے اپنے آپ کو چھڑا کر دروازے کی طرف لپکنا چاہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چیختے ہوئے فرش پر جا گرے۔ عمران نے یکلخت ان کے پیٹ میں زوردار گھٹنا مار کر انہیں فرش پر اچھال دیا تھا۔

"اب حرکت نہ کرنا ——— سمجھے ——— میں جانتا ہوں کہ تم ایکریمیا کے ہی ایجنٹ ہو" ——— عمران نے آگے بڑھ کر جنرل انصاری کے سینے پر پیر رکھتے ہوئے کہا۔

لیکن اسی لمحے جنرل انصاری کے جبڑے یکلخت حرکت میں آئے۔

"تت ——— تت ——— تم کبھی ریڈ ٹاک نہیں حاصل کر سکتے ——— کبھی نہیں" ——— جنرل انصاری نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ان کی گردن ڈھلک گئی۔ منہ سے نیلے رنگ کے جھاگ کے بلبلے سے نکلنے لگے۔

"میں بھی یہی چاہتا تھا کہ تم خودکشی کر لو ——— مجھے تم جیسے غلیظ خون میں ہاتھ نہ رنگنے پڑیں" ——— عمران نے نفرت بھرے لہجے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جھک کر ان کے کوٹ کا کالر اٹھایا اور اس میں لگا ہوا ایک عام سا سیپ کا بٹن توڑ کر اس نے اسے زمین پر رکھا اور اوپر سے پوری قوت سے ریوالور کا دستہ مار دیا۔ ہلکا سا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی بٹن کے ٹکڑے فرش پر بکھر گئے۔ لیکن اب سیپ کے ان ٹکڑوں کے درمیان باریک ترین ٹوٹے ہوئے پرزے بھی پڑے صاف نظر آ رہے تھے۔

سر سلطان سمیت باقی افراد یوں بیٹھے ہوئے تھے جیسے کسی نے انہیں جادو کی چھڑی لگا کر مجسموں میں تبدیل کر دیا ہو۔

"ہاں اب بتائیں صمدانی صاحب! ——— آپ کو یہ سب تفصیلات کا کیسے علم ہوا کہ وہاں اس فارمولے کی حفاظت کا یہ انتظام کیا گیا ہے" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھ کر یوں صمدانی سے مخاطب ہو کر کہا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔

"م ——— م ——— مجھے سر داور نے بتایا تھا" ——— صمدانی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہوں! ——— تو سر داور! آپ کو کہاں سے یہ معلومات ملیں"۔ عمران سر داور کی طرف مڑ گیا۔

"یہ جنرل ——— جنرل کیا غدار تھا ———" سر داور نے جیسے اپنے آپ سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں جو پوچھ رہا ہوں ——— وہ بتائیں ——— وقت ضائع نہ کریں" ——— عمران کا لہجہ کرخت ہو گیا۔

"اوہ! ——— یس سر! ——— دراصل اس فارمولے کا ذکر آج سے

چار سال قبل ایک سائنس کانفرنس میں آ گیا تھا ـــــ اور وہ بھی اتفاق سے ایک ایکریمین سائنسدان سر ولنگٹن ایسے ہی کہہ بیٹھے تھے۔ اس وقت یہ ہتھیار ہمارے سامنے نہ تھا ویسے مجھے اس سے دلچسپی ہو گئی ـــــ چنانچہ میں نے سر ولنگٹن سے اکیلے میں بات کی ـــــ سر ولنگٹن میرے استاد رہے ہیں ـــــ انہوں نے مجھے اس کی تفصیلات بتائیں ـــــ اور ساتھ ہی اس کے حفاظتی انتظامات کے متعلق بھی سرسری سا بتایا ـــــ اس دوران انہیں کہیں سے فون آ گیا اور وہ اٹھ کر چلے گئے۔ لیکن وہ اتفاق سے سیڑھیوں سے گر گئے ان کی نظر خاصی کمزور تھی اور وہ کافی بوڑھے تھے ـــــ لیکن وہ فطری طور پر لفٹ سے الرجک تھے اس لئے سیڑھیوں سے نیچے اترتے اور چڑھتے تھے ـــــ سیڑھیوں سے گرنے کی وجہ سے ان کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ وفات پا گئے۔ اس طرح مزید اس کے متعلق بات چیت نہ ہو سکی ـــــ پھر جب اس ہتھیار کی تیاری کے دوران یہ رکاوٹ پیدا ہوئی تو مجھے سر ولنگٹن کی بات یاد آئی ـــــ میں نے صمدانی صاحب سے اس پر ڈسکس کیا تو انہوں نے بھی تسلیم کیا کہ اس کی موجودگی کے بغیر ہتھیار بے کار ہے ـــــ چنانچہ میں نے اس کے حصول کے لئے صدر مملکت سے بات کی تو انہوں نے مجھے ڈی سیکشن کے جنرل شبیر صاحب سے بات کرنے کے لئے کہا ـــــ لیکن جنرل شبیر صاحب ان دنوں شدید بیمار تھے اس لئے بات نہ ہو سکی ـــــ پھر جنرل شبیر ریٹائر ہو گئے اور چارج جنرل انصاری نے لیا تو میں نے ان سے بات

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کی۔ انہوں نے پہلے تو مجھے اس فارمولے کے حصول سے باز رکھنے کی کوشش کی ـــــ لیکن میں جانتا تھا کہ اس کا حصول پاکیشیا کے لئے کتنا ضروری ہے۔ چنانچہ میرے اصرار پر انہوں نے پہلے ایک ایجنٹ بھیجا اور یقین دلایا کہ فارمولا مل جائے گا ـــــ لیکن پھر اطلاع ملی کہ وہ ایجنٹ مارا گیا ہے اور انہوں نے اس آئیڈیے کو ڈراپ کر دیا ـــــ میں نے پھر صدر مملکت سے بات کی تو ان کے کہنے پر انہوں نے دوسرا ایجنٹ بھیجا ـــــ لیکن وہ بھی مارا گیا اس پر میں نے واقعی یہ آئیڈیا ڈراپ کر دیا۔ لیکن جب رپورٹ صدر مملکت کے پاس پہنچی تو انہوں نے کہا کہ اب اس فارمولے کا حصول پاکیشیا کے لئے موت زندگی کا مسئلہ بن گیا ہے ـــــ چنانچہ انہوں نے مجھے صمدانی صاحب کے ساتھ سر سلطان سے ملنے کے لئے کہا ـــــ سر سلطان کو جب میں نے تفصیل بتائی تو انہوں نے جنرل انصاری کو بھی بلا لیا اور کہا کہ انسٹیٹیوٹ کے نمائندے کو تفصیلات بتانے کے لئے ان کی موجودگی بھی ضروری ہے ـــــ چنانچہ یہ بھی یہاں آ گئے اور اس کے بعد آپ آئے" ـــــ سر دلاور نے بڑی تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔ لیکن ان کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا جیسے وہ عمران کی بجائے صدر مملکت سے بات کر رہا ہو

"جنرل انصاری سے آپ نے خود ملاقات کی تھی" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ـــــ ان سے میری فون پر بات چیت ہوتی رہی تھی ـــــ انہوں نے خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ لیبارٹری میں آ کر بات چیت کرتے

ہیں۔ لیکن صدر مملکت کے انتہائی سخت آرڈرز ہیں کہ کوئی غیر متعلق آدمی چاہے وہ خود صدر مملکت ہی کیوں نہ ہوں، لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتے ـــ البتہ آج سر سلطان کے بلانے پر ہمیں یہاں آنا پڑا ـــ کیونکہ آپ وہاں نہ جا سکتے تھے اور سر سلطان کے مطابق آپ سے بالمشافہ گفتگو بہتر رہتی تھی ـــ جنرل انصاری سے پہلی بار ہمیں ملاقات ہوئی ہے" ـــ سر دلاور نے جواب دیا۔

"ہوں ـــ ٹھیک ہے ـــ اب آپ تشریف لے جا سکتے ہیں میں ایکسٹو سے بات کروں گا ـــ اگر وہ راضی ہو گئے تو یہ فارمولا ضرور حاصل ہو جائے گا۔ ورنہ دوسری صورت میں مجبوری ہے" ـــ عمران نے خشک لہجے میں کہا اور سر دلاور اور صمدانی نے سر سلطان کی طرف دیکھا۔

"ٹھیک ہے ـــ آپ کو تکلیف ہوئی ـــ شکریہ" ـــ سر سلطان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور سر دلاور اور صمدانی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے سر سلطان سے مصافحہ کیا اور دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگے تھے۔

"ایک منٹ پلیز! ـــ سر سلطان! ـــ مجھے ابھی خیال آیا ہے کہ جنرل انصاری نے لازماً اس میٹنگ میں سر دلاور اور صمدانی کی موجودگی کی اطلاع دی ہو گی ـــ اور ہو سکتا ہے کہ ان کے تعاقب کا ایکریمین ایجنٹوں نے بندوبست کر لیا ہو تاکہ وہ خفیہ لیبارٹری تلاش کی جا سکے ـــ اس لئے آپ ایسا کریں کہ انہیں نمبر ٹو راستے سے جا کر چھوڑ آئیں ـــ میں اس دوران یہیں آپ کا انتظار کروں گا کیونکہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

انہوں نے لازماً مجھے بھی مارک کیا ہو گا" ـــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے" ـــ سر سلطان نے کہا اور پھر انہوں نے ان دونوں کو عقبی کمرے کی طرف چلنے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں اس طرح عمران کو دیکھتے ہوئے سر سلطان کے پیچھے چل پڑے، جیسے عمران انسان کی بجائے کوئی مافوق الفطرت قسم کی چیز ہو۔ ان کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ عمران سے ذہنی طور پر سخت مرعوب ہو چکے ہیں۔

سر سلطان کے جانے کے بعد عمران اٹھا اور اس نے فرش پر پڑی ہوئی لاش کی مکمل اور بھرپور تلاشی لینا شروع کر دی اور جلد ہی وہ جنرل انصاری کی پتلون کی ایک خفیہ جیب سے ایک پتلی سی ڈائری برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے یہ ڈائری کھولی اور پھر اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

ڈائری میں مختلف نمبرز لکھے ہوئے تھے۔ عمران ان نمبروں پر غور کرتا رہا۔ اور پھر اچانک اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ڈائری بند کی اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا۔

اسی لمحے عقبی دروازہ کھلا اور سر سلطان اندر داخل ہوئے۔

"ارے اتنی جلدی آپ واپس آ گئے ـــ کیا یہ لیبارٹری اسی بلڈنگ کے ساتھ ہے" ـــ عمران نے سر سلطان کو دیکھتے ہی بری طرح چونک کر کہا۔

"لیبارٹری یہاں کیسے ہو سکتی ہے ——— میں نے ان کی کار پارکنگ سے منگوالی تھی اور وہ خفیہ راستے سے نکل کر اس پر چڑھ کر چلے گئے ہیں" ——— سر سلطان نے اُلجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا جیسے انہیں عمران کی بات کی سمجھ نہ آئی ہو اور عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

"کیا ہوا ——— ؟ کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے ——— کیا مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا" ——— سر سلطان نے بُری طرح پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے یا تو اب مجھے ریٹائر ہو جانا چاہیئے ——— یا آپ کو۔ کیا ایکریمین ایجنٹوں کو ان کی کار کا علم نہیں ہو گا ——— کیا وہ کار کو اپنا کیب خالی جاتے ہوئے دیکھ کر چونک نہ پڑے ہوں گے ——— ؟ اب یقیناً ان دونوں کی کار کا تعاقب ہو رہا ہو گا ——— اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کار میں ہی کوئی ایسا آلہ فٹ کر دیا ہو کہ انہیں تعاقب کی بھی ضرورت نہ پڑی ہو" ——— عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"اوہ! ——— واقعی مجھ سے بڑی حماقت ہو گئی ——— اب کیا کیا جائے" ——— سر سلطان نے انتہائی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ ان کا چہرہ یکلخت بجھ سا گیا تھا۔

"اب کیا ہو سکتا ہے ——— کیا آپ کو لیبارٹری کا علم ہے" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ——— مجھے تو علم نہیں ہے ——— البتہ معلوم کیا جا سکتا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہے" ——— سر سلطان نے کہا۔

"اچھا چھوڑیں ——— اب یہ پروگرام کنفرم ہو گیا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیسا پروگرام" ——— ؟ سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

"پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ مجھے بلانے سے پہلے یہ میلہ کیوں اکٹھا کر لیتے ہیں ——— کیا آپ ان سے فون پر بات کر کے مجھ سے بات نہ کر سکتے تھے" ——— ؟ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دراصل تم سنجیدہ تو ہوتے ہی نہیں اس لئے میں نے سوچا کہ ان سب لوگوں کی موجودگی میں کچھ تو سنجیدہ ہو گے ——— اور پھر دوسری بات یہ کہ سنجانے تم کون کون سے سوال کرو ——— لیکن یہ جنرل انصاری کے متعلق تمہیں کیسے پتہ چلا" ——— سر سلطان نے کہا۔

"یہ جنرل انصاری احمق آدمی تھے ——— مائیکرو ٹیپ کا ایریل کالر ہول میں لگائے اکڑے بیٹھے تھے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کالر ہول میں ایریل ——— لیکن وہاں تو مصنوعی سُرخ گلاب تھا۔ سر سلطان نے چونک کر کہا۔

"یہ سُرخ گلاب تو عام سا ہے ——— لیکن پھول کے اندر جو زیرہ ہے وہ عام گلابوں جیسا نہیں ہے اس کے پوائنٹس نیلگوں رنگ کی روشنی دے رہے تھے ——— یہ مائیکرو ٹیپ کے ایریل کی مخصوص نشانی ہے۔ اگر یہ کوٹ کے اندر ہوتا تو میں کبھی بھی مائیکرو ٹیپ سے

آگاہ نہ ہو سکتا ـــــ بس اتفاق ہی سمجھیے کہ جنرل انصاری اسے کالر ہول میں لگا کر آگئے اور مجھے اس کی موجودگی کا پتہ چل گیا۔ ویسے بھی جس انداز میں دونوں ڈی ایجنٹ مارے گئے ہیں اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں سے ان کے جانے کی مکمل تفصیلات بھیجی جاتی رہی ہیں ـــــ لیکن شاید میرا شک اس حد تک نہ جاتا" ـــــ عمران نے کہا اور سر سلطان بے اختیار سر ہلانے لگے۔

"واقعی ! ـــ یہ تمہارا ہی کام ہے ـــ اب کیا کرو گے ـــ؟" سر سلطان نے پوچھا۔

"اب کیا کرنا ہے ـــ اب سر داور کی لیبارٹری سے وہ ہتھیار ہی اڑانا ہو گا ـــ تاکہ نہ رہے وہ ہتھیار ـ اور نہ اس کے لئے ریڈ ٹاک حاصل کرنا پڑے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ! ـــ میں سمجھا نہیں ـــ یہ تم کیا کہہ رہے ہو" ـــ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ان کی آنکھیں تعجب سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔

"مطلب میں سمجھاتا ہوں ـــ اب آپ واقعی ریٹائر ہو جائیں اور کسی ویرانے میں بیٹھ کر تسبیح پڑھا کریں" ـــ عمران نے خوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"دیکھو عمران ! ـــ میں مانتا ہوں کہ میرا ذہن تمہاری طرح نہیں سوچ سکتا ـــ لیکن اگر تم نے اسی طرح مسلسل طنز جاری رکھا تو میں واقعی ریٹائر ہو جاؤں گا ـــ اور صدر مملکت سے کہہ کر سر رحمان کو یہ سیٹ دلا دوں گا" ـــ سر سلطان نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"ارے ارے ـــ پھر تو بیچارے ایکسٹو کو بوریا بستر اٹھا کر قبرستان میں بیٹھ کر قوالی کرنی پڑے گی ـــ پلیز ! ـــ آپ ابھی مزید سو سال ریٹائر نہ ہوں" ـــ اس بار عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"اچھا تم مجھے مطلب سمجھا رہے تھے" ـــ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں ! ـــ اب تو واقعی سمجھانا پڑے گا ـــ مجبوری ہے ـــ جنرل انصاری کی وجہ سے ایکریمیا والے یہ تو جان گئے ہیں کہ ہم کوئی ہتھیار بنا رہے ہیں جو انتہائی اہم دفاعی نوعیت کا ہے اور جس میں ریڈ ٹاک جیسا پرزہ استعمال ہوتا ہے ـــ اس ریڈ ٹاک کے استعمال کی وجہ سے وہ اس ہتھیار کی اصل نوعیت سمجھ گئے ہوں گے ـــ چنانچہ وہ اب لیبارٹری کی تاک میں ہوں گے جس کا موقع انہیں آج مل گیا ہے ـــ اب لازماً انہوں نے پورا زور اس لیبارٹری پر لگا دینا ہے اور کسی نہ کسی روز وہ یہ ہتھیار اڑا لے جانے میں بہرحال کامیاب ہو جائیں گے ـــ اگر آپ سر داور اور صدانی کو یہاں نہ بلاتے ـــ یا اگر بلاتے تو پھر جنرل انصاری کو نہ بلاتے ـــ تو پھر لیبارٹری محفوظ رہتی اور میں ریڈ ٹاک کے حصول کے لئے کام کرتا ـــ لیکن اب ریڈ ٹاک سے پہلے ہمارے لئے اس ہتھیار کو بچانا ضروری ہے ـــ لیکن آپ جانتے ہیں کہ ہم لامحدود عرصہ کے لئے تو لیبارٹری کی حفاظت نہیں کر سکتے ـــ اس لئے اب ایک ہی صورت رہ گئی ہے کہ ہم خود

یہ ہتھیار اڑا لیں۔ ایکریمین ایجنٹوں سے پہلے" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن اس سے کیا ہوگا ـــــ کیا انہیں پتہ نہیں چل جائے گا کہ ہتھیار تم نے اڑا لیے ہیں" ـــــ سر سلطان نے اور زیادہ الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ ابھی تک مطلب نہیں سمجھے ـــــ میں تو سوچ رہا تھا کہ کسی تعلیم بالغاں کے سنٹر میں استاد لگ جاؤں ـــــ لیکن آج تجربہ ہوا کہ بوڑھے طوطوں کو پڑھانا کم از کم میرے لئے ناممکن ہے اس کا مطلب ہے کہ آمدنی کا یہ سکوپ بھی گیا" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم پھر پٹڑی سے اتر رہے ہو ـــــ ٹھیک ہے! ـــــ میں صدر مملکت سے ریٹائرمنٹ کی بات کرتا ہوں" ـــــ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا۔

"بے شک ریٹائر ہو جائیے ـــــ باقی ساری عمر پنشن کے کاغذات بنوانے میں گذر جائے گی" ـــــ عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ سر رحمان جانے اور تم ـــــ بھگتتے رہنا"۔ سر سلطان نے کہا۔

"ارے ارے ـــــ پلیز! ـــــ یہ غضب نہ کیجئے گا ـــــ ورنہ مجھے تو پنشن بھی کسی نے نہیں دینی ـــــ اچھا بتاتا ہوں۔ ویسے آپ کے ہاتھ میں یہ دھمکی اچھی آئی ہے ـــــ چلو خیر۔ مجبوری ہے

میں سوچ رہا ہوں کہ سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو روسیاہی ایجنٹ بنا دوں ـــــ مثلاً صفدر۔ کیپٹن شکیل۔ تنویر ـــــ نہیں۔ صفدر ٹھیک رہے گا ـــــ ہاں ٹھیک ہے ـــــ سپر ایجنٹ صفدر ہی ٹھیک رہے گا وہ یہ مشن صحیح انداز میں کرنے کی قابلیت بھی رکھتا ہے ـــــ وہ روسیاہ سے یہاں آئے گا اور لیبارٹری سے ہتھیار اڑا کر لے جائے گا ـــــ ہتھیار تو بہر حال واپس لیبارٹری میں پہنچ جائے گا۔ لیکن ایکریمین ایجنٹ جان چھوڑ جائیں گے۔ اس کے بعد ہم اطمینان سے ریڈ ٹاک کے پیچھے لگ جائیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"تو تم ڈرامہ کرو گے ـــــ تجویز تو واقعی انتہائی اچھی ہے"۔ سر سلطان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ڈرامہ نہیں چلے گا جناب! ـــــ یہ سب کچھ بالکل اصلی ہوگا۔ قطعی اصلی ـــــ ورنہ یہ ایکریمین ایجنٹ ڈرامے کی بو سونگھ لیں گے اور پھر سارا کھیل بالکل اسی طرح خراب ہو جائے گا جس طرح آپ نے خفیہ دروازے پر کار منگوا کر کھیل خراب کر دیا ہے" ـــــ عمران نے کہا اور سر سلطان آنکھیں پھاڑے رہ گئے۔

"اوہ! ـــــ واقعی تمہارا ذہن لاجواب ہے ـــــ اس قدر گہرائی میں سوچنا کم از کم میرے بس میں نہیں ہے۔ لیکن یہ سب کچھ اصلی کیسے ہوگا ـــــ صفدر کو تو معلوم ہوگا کہ یہ سب کچھ اصلی نہیں ہو رہا" ـــــ سر سلطان نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے ـــــ صفدر تو لازماً حقیقت سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

آگاہ ہوگا —— اس لئے ہم چاہے جتنی بھی کوشش کریں۔ یہ بہرحال ڈرامہ ہی رہے گا —— لیکن اس کی بھی ایک صورت ہے —— صفدر کا ذہن تبدیل کرنا پڑے گا" —— عمران نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

"صفدر کا ذہن تبدیل کرنا پڑے گا —— کیا اب تمہارا ذہن بھی فیل ہو رہا ہے" —— سر سلطان کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی کا عنصر بھی نمایاں تھا۔

"صفدر کو مسلسل ریکس فائیو کے پندرہ انجکشن لگانے پڑیں گے اس کے بعد ہپناٹزم کے ذریعے اس کے ذہن کو بدلنا ہوگا۔ اور پھر مزید پندرہ انجکشن اسے ریکس نائن کے لگیں گے —— اور وہ پہلے والی پوزیشن میں آجائے گا۔ لیکن اس کا ذہن بدل چکا ہوگا —— وہ اپنے آپ کو واقعی روسیاہی ایجنٹ ہی سمجھے گا اور اسی انداز میں کام کرے گا —— اس کے ذہن سے ٹیم کی آشنائی بھی ختم کرنا ہوگی —— اور ساتھ ہی پلاسٹک سرجری سے اس کا چہرہ بھی بدلنا ہوگا —— روسیاہی سپر ایجنٹ ایس۔ اے دن کو میں جانتا ہوں۔ وہ بالکل صفدر کے قد و قامت میں ہے۔ اسے اغوا کر کے اس کی جگہ صفدر کو دینی ہوگی" —— عمران نے کہا۔

"اس طرح تو روسیاہ کو بھی اس ہتھیار کا علم ہو جائے گا" —— سر سلطان نے پریشان لہجے میں کہا۔

"وہ تو ظاہر ہے —— اب بھی ہوتا ہے۔ وہ لوگ ایکریمین ایجنٹوں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے پیچھے لگے رہتے ہیں" —— عمران نے کہا۔

"تو پھر تو یہ ہتھیار روسیاہ پہنچ جائے گا" —— سر سلطان نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں —— اصل فارمولا نہیں پہنچے گا —— اصل فارمولا تو پہلے ہی ایجنٹو کے پاس پہنچ چکا ہوگا —— اس کی جگہ نقلی فارمولا اصل سپر ایجنٹ لے کر جا رہا ہوگا اور پھر ایکریمین ایجنٹ اس سپر ایجنٹ کو ختم کر کے وہ نقلی فارمولا لے اڑیں گے —— اس کے بعد روسیاہ جانے اور ایکریمیا والے جانیں —— وہ دونوں آپس میں لڑتے رہیں گے —— بس اصل فارمولے میں تھوڑی سی گڑبڑ کرنی پڑے گی۔ اس طرح وہ کبھی صحیح ہتھیار نہ بنا سکیں گے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"میری سمجھ میں تو تمہارا یہ پلان نہیں آ رہا —— بڑا الجھا ہوا پلان ہے یہ —— اس سارے کھیل کی بجائے اگر اصل فارمولا ہی محفوظ کر لیا جائے اور لیبارٹری ختم کر دی جائے تو زیادہ بہتر نہیں ہے" —— سر سلطان نے کہا۔

"نہیں —— ایکریمین اور روسیاہی ایجنٹ دونوں ہی اس طرح مطمئن نہیں ہوں گے —— یہ مسلسل پیچھے لگے رہیں گے اور پھر یہ ہوگا کہ ہم واقعی ایک نہ ایک دن اس فارمولے سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے —— بہرحال میں اس پر مزید غور کرتا ہوں —— دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے —— آپ اس لیبارٹری کا کا محل وقوع معلوم کریں تاکہ پلان کے بنتے ہی اس پر کام شروع

ہو جائے" ـــــ عمران نے کہا۔

"اچھا تو اس جنرل انصاری کا کیا کرنا ہے" ـــــ سر سلطان نے فرش پر پڑی ہوئی جنرل انصاری کی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"صدر مملکت سے بات کر لیجئے ـــــ اور پھر ہارٹ اٹیک اور جنازہ اور پھر کفن دفن ـــــ اور کیا کرنا ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کمرے کا دروازہ کھلا اور لمبا تڑنگا مضبوط جسم اور بھاری چہرے والا نوجوان بڑے اعتماد بھرے انداز میں چلتا ہوا اندر داخل ہوا اور کمرے میں رکھی ہوئی میز کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا یہ عام سا دفتر تھا۔ میز پر مختلف کاغذات بکھرے ہوئے تھے نوجوان کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا تھا۔

نوجوان چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر وہ اٹھا۔ کرسی کو ذرا سا پیچھے ہٹایا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اس نے میز پر بکھری ہوئی چند کتابوں میں سے ایک کتاب اٹھائی اور اسے کھول کر پڑھنے لگا۔ پھر اس نے ایک صفحے کے کونے کو اس طرح موڑ کر کتاب بند کر دی جیسے کتاب پڑھتے ہوئے نشانی لگائی جاتی ہے۔ کتاب اس نے میز پر رکھ دی اور اٹھ کر کرسی کو آگے کی طرف کھسکایا اور دوبارہ بیٹھ گیا اسی لمحے میز کے عقب میں موجود دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل

ہوا۔اس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے۔اس کے اندر آتے ہی نوجوان احتراماً اُٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا تمہیں کوڈ پوری طرح یاد نہیں رہا ــــ تم نے کتاب کا غلط صفحہ موڑ دیا ہے" ــــ اُدھیڑ عمر آدمی نے اونچی نشست کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"غلط صفحہ ــــ میں نے صفحہ نمبر ایک سو بارہ ہی موڑا ہے۔اور یہی کوڈ ہے" ــــ نوجوان نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ایک سو بارہ نہیں ــــ ایک سو چودہ صفحہ موڑنا تھا"۔ اُدھیڑ عمر کا لہجہ اور خشک ہو گیا۔

"تو پھر ایسا کرتے ہیں کہ ایک سو تیرہ صفحے کو کوڈ بنا لیتے ہیں۔یہی میرا ذاتی نمبر بھی ہے" ــــ نوجوان نے جواب دیا اور اُدھیڑ عمر آدمی اس بار مسکرا دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ کوڈ مکمل ہو گیا ہے ــــ کیا تمہیں اس قدر طویل کوڈ سے اُلجھن تو نہیں ہوتی" ــــ اُدھیڑ عمر آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس ــــ یہ کوڈ وغیرہ تو اب ہماری زندگی کا ایک جز بن چکے ہیں ــــ کوڈ جس قدر طویل ہو گا آدمی کی صحیح شناخت ہو جاتی ہے ــــ اب آپ خود دیکھیں کبھی کوئی غلط آدمی اس کوڈ کو مکمل کر سکتا ہے" ــــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ ــــ اس بار میں نے تمہارے لئے پاکیشیا کا مشن منتخب کیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہے ــــ پاکیشیا میں ہمارے ایجنٹوں نے اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا ایک خفیہ لیبارٹری میں ایک اہم دفاعی ہتھیار کی تکمیل میں مصروف ہے اس ہتھیار کی اہمیت اس طرح سمجھی جا سکتی ہے کہ ایکریمین ایجنٹ دن رات اس کے حصول کے لئے کام کر رہے ہیں ــــ انہوں نے وہ خفیہ لیبارٹری تلاش کر لی ہے چونکہ ہمارے ایجنٹ ان کی کارکردگی سے باخبر رہتے ہیں اس لئے ان کے حرکت میں آتے ہی مجھے اطلاعات مل گئی ہیں ــــ اب ہم نے ایکریمین ایجنٹوں سے پہلے فارمولا حاصل کرنا ہے اور میں نے اس کام کے لئے تمہارا انتخاب کیا ہے" ــــ اُدھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ــــ میں تیار ہوں" ــــ نوجوان نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے انتخاب کی دو وجوہات ہیں ــــ ایک تو یہ کہ تم سپر ایجنٹ ایس۔ون ہو اور اس مشن کے لئے ٹاپ سپر ایجنٹ کی ہی ضرورت ہے ــــ دوسری بات یہ کہ تم پاکیشیا کے سب سے بڑے خطرے علی عمران سے واقف ہو اور پہلے بھی پاکیشیا جا چکے ہو" ــــ اُدھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"علی عمران کی تفصیلات تو میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں ــــ میں اسے آسانی سے ڈیل کر لوں گا" ــــ نوجوان نے کہا۔

"نہیں ــــ یہ غلطی نہ کرنا ــــ اگر علی عمران کو تمہاری پاکیشیا میں موجودگی کی بھنک بھی پڑ گئی تو پھر تمہاری کامیابی مشکوک ہو جائے گی" ــــ اُدھیڑ عمر آدمی نے سخت لہجے میں کہا۔

" کیا مطلب ! ___ کیا علی عمران سے بالا بالا ہی مشن مکمل کرنا ہے"۔ نوجوان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں ! ___ مجھے معلوم ہے کہ عام ایکریمین ایجنٹ تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے ___ لیکن علی عمران اگر تمہارے مقابلے میں آگیا تو پھر معاملہ خراب ہو جائے گا" ___ اُدھیڑ عمر نے زور دیتے ہوئے کہا۔

" باس ! ___ پھر آپ اپنے ایجنٹ کی صلاحیتوں کو ابھی تک نہیں سمجھ سکے ___ علی عمران واقعی انتہائی ذہین ___ پھرتیلا ___ ہوشیار اور چالاک آدمی ہے ___ وہ اکیلا دس سپر ایجنٹوں پر بھاری ہے ___ لیکن گذشتہ مشن کے دوران مجھے تجربہ یہ ہوا ہے کہ پاکیشیا میں عمران سے مقابلہ کئے بغیر کوئی مشن مکمل نہیں ہو سکتا۔ نجانے کس طرح اُسے علم ہو جاتا ہے اور پھر وہ سپر سانک طیارے سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے کام شروع کر دیتا ہے اس لئے میں نے ابھی ابھی جو پلان بنایا ہے اس میں اس علی عمران کو استعمال کر کے اس سے یہ فارمولا اڑایا جائے گا" ___ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" کیا تم نشے میں ہو ___ یا پھر گھاس چر کے آئے ہو ___ علی عمران تمہارے کہنے پر اپنے ملک کا اہم ترین دفاعی فارمولا چرا کر تمہیں دے گا" ___ ادھیڑ عمر باس نے انتہائی بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میرے کہنے پر نہیں ___ بلکہ وہ مجبوراً ایسا کرے گا باس"۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" وہ کس طرح ___ مجھے تفصیل بتاؤ ___ تمہارے ذہن میں کیا پروگرام ہے" ___ ؟ باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

" باس ! ___ عمران میرا دوست ہے ___ لیکن وہ میری اصل حیثیت سے واقف نہیں ہے ___ میں اگر اس پر نئی ایجاد این سکس گرام آزماؤں تو میں اس کے ذہن کو آسانی سے کنٹرول کر سکتا ہوں ___ اس کے بعد وہ میرے حکم کے مطابق سب کچھ کر سکے گا۔ اس طرح میں ایکریمین ایجنٹوں کے سامنے آئے بغیر فارمولا حاصل کر لوں گا" ___ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" نہیں ___ تمہارا خیال غلط ہے ___ این سکس گرام مشین انتہائی پیچیدہ ہے ___ وہ صرف اسی صورت میں کامیابی سے استعمال ہو سکتی ہے جب کہ اس کا معمول اس پر ذہنی طور پر تیار ہو ___ تم یہ چکر بازی ذہن سے نکال دو اور ڈائریکٹ ایکشن کرو" ___ باس نے سخت لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے باس ! ___ جیسے آپ کا حکم" ___ نوجوان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" یہ لو فائل ___ اس میں تمام رپورٹیں موجود ہیں ___ آگے تمہارا اپنا کام ہے ___ مجھے بہرحال وہ فارمولا چاہئے" ___ باس نے میز کی دراز سے ایک سُرخ رنگ کی فائل نکال کر نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" یس باس ! ___ میں آج ہی پاکیشیا روانہ ہو جاتا ہوں" ___ نوجوان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم نے تمام پروگرام اپنے سیکشن کے ذریعے پورا کرنا ہے ــــ پاکیشیا میں موجود روسیاہی ایجنٹوں کو تم نے نہیں چھیڑنا ــــ کیونکہ جس طرح ہمارے ایجنٹ ایکریمین ایجنٹوں کی نگرانی کرتے ہیں اسی طرح وہ ہماری نگرانی کرتے ہیں ــــ اس لئے ان سے لنک ہوتے ہی تم سامنے آجاؤ گے" ــــ باس نے کہا۔

"یس باس ــ میں سمجھتا ہوں ــــ آپ بے فکر رہیں۔ زیادہ سے زیادہ دو تین روز کے اندر فارمولا آپ کی میز پر موجود ہوگا" ــــ نوجوان نے کہا اور پھر باس کے سر ہلانے پر وہ واپس مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر آگیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی سپورٹس کار شہر سے دور ایک پہاڑی کے دامن میں واقع اس کی ذاتی رہائش گاہ کی طرف اڑی جارہی تھی۔

"سر! ــ پاکیشیا سے فون آیا ہے کسی علی عمران کا" ــــ رہائش گاہ میں داخل ہوتے ہی اس کے ذاتی ملازم نے کہا۔

"علی عمران کا ــ پھر ــــ" نوجوان نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے فون نمبر دیا ہے کہ جیسے ہی آپ آئیں انہیں فون کرلیں ــــ فون نمبر میں نے پیڈ پر لکھ دیا ہے" ــــ ملازم نے جواب دیا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا فون سٹینڈ کی طرف بڑھ گیا۔ سٹینڈ کے ساتھ رکھے ہوئے پیڈ پر فون نمبر درج تھا۔ نوجوان نے فون نمبر کو ایک نظر دیکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے فارن کال کے لئے مخصوص نمبر پریس کئے۔ لنک ہوتے ہی اس نے عمران کا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بتلایا ہوا فون نمبر پریس کر دیا۔

"ارے کس کی زبان کھجلائی ہے ــــ بھائی نیم کے پتوں کا عرق پیا کرو ــــ خارش کے لئے بہترین دوا ہے" ــــ دوسری طرف سے عمران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"میں سولوف بول رہا ہوں روسیاہ سے" ــــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سولف ــ یعنی اب سولف جیسی حقیری دوا بھی پاکیشیا سے شفٹ ہوکر روسیاہ پہنچ گئی ہے ــــ بھئی کچھ نہ کچھ تو پاکیشیا میں بھی رہنے دو" ــــ عمران کا جواب سنائی دیا اور سولوف بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"سولف نہیں ــ سولوف" ــــ سولوف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ سولحاف! ــ ارے تم ہو بھائی! ــ کہاں چلے گئے تھے جب سے تم گئے ہو ہمیں سردی زیادہ لگنے لگی ہے ــــ اور سردی تو لگنی ہی ہے جب سولحاف غائب ہو جائیں" ــــ عمران نے کہا اور سولوف ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اچھا بتاؤ کیسے فون کیا تھا" ــــ سولوف نے اب براہ راست بات شروع کر دی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران کی زبان اسی طرح چلتی رہے گی۔ ایک مشن کے دوران اس کی دوستی بس اتفاقاً ہی عمران سے ہو گئی تھی اس مشن میں عمران کا کوئی انٹرسٹ نہ تھا کیونکہ یہ مشن نارک میں ایکریمیا کے خلاف تھا۔ عمران کا نام اس نے سنا ہوا تھا۔ اس لئے وہ اس کی بابت اچھی طرح جان گیا تھا۔

"بس ریسور اٹھایا۔ نمبر ڈائل کئے اور فون ہو گیا ___ تمہاری طرف کیا طریقہ ہے" ___ عمران نے کہا۔

"اچھا میں فون بند کر رہا ہوں ___ گڈ بائی" ___ سولوف نے جان بوجھ کر کہا۔

"ارے ارے بند نہ کرنا ___ میری بات سنو! ___ کیا تم چند روز کے لئے پاکیشیا نہیں آسکتے ___ میری کل سالگرہ ہے اور میں نے پوری دنیا سے تمام دوستوں کو مدعو کیا ہوا ہے ___ تمہارے مطلب کے دوست ہوں گے" ___ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"واہ! ___ یہ تو واقعی بڑی خوشی کا موقع ہے ___ ٹھیک ہے میں کل پہنچ جاؤں گا" ___ سولوف نے خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"جس فلائیٹ سے آنا ہو ___ مجھے اطلاع کر دینا۔ میں ایئر پورٹ پر تمہیں ریسیو کر لوں گا ___ کیونکہ تمہاری عاشقانہ طبیعت سے ڈر لگتا ہے ___ ایسا نہ ہو کہ ایئر پورٹ پر ہی تمہیں کوئی خوبصورت چہرہ نظر آجائے اور تم اس کے پیچھے ___ اور میری موم بتیاں پھونک مارنے کے انتظار میں جل جل کر ختم ہو جائیں" ___ عمران نے کہا اور سولوف قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"میں کل شام کی فلائیٹ سے پہنچوں گا ___ لیکن میں میک اپ میں ہوں گا ___ تم جانتے تو ہو" ___ سولوف نے کہا۔

"ارے میک اپ کہیں زنانہ نہ کر لینا ___ ورنہ ڈیڈی کو رپورٹ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مل جائے گی ___ اور وہ آجکل بڑی مضبوط جوتیاں پہننے لگ گئے ہیں" ___ عمران نے جواب دیا اور سولوف کے حلق سے ایک بار پھر زوردار قہقہہ نکلا۔

"او کے! ___ زنانہ نہیں ___ مردانہ میک اپ میں آؤں گا ___ گڈ بائی" ___ سولوف نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت اور کامرانی کی چمک تھی۔ اس نے پاکیشیا تو جانا ہی تھا اس طرح وہ اب نیا پروگرام بنا سکتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے خاص کمرے میں آیا اور پھر اس نے فائل کھول کر اس کا مطالعہ شروع کر دیا تاکہ صورتحال کے مطابق وہ اپنا پروگرام فائنل کر سکے۔ فی الحال اس نے یہی سوچا تھا کہ وہ اکیلا پاکیشیا جائے گا۔ اس کے بعد اگر ضرورت پڑی تو پھر اپنے سیکشن کو بلا لے گا۔ ورنہ جو پروگرام اس کے ذہن میں تھا اس کے مطابق اسے یقین تھا کہ وہ عمران کے ذریعے ہی اپنا مشن آسانی سے پورا کر لے گا۔

صفدر اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"صفدر سپیکنگ" ـــــ صفدر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو" ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس سر" ـــــ صفدر نے کتاب ایک طرف پھینکتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا تم ایک اہم مشن کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو" ـــــ ایکسٹو کا لہجہ نرم تھا۔

"یس سر! ـــ یہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں سر! ـــ میں ہر وقت ذہنی طور پر تیار رہتا ہوں سر" ـــــ صفدر نے جواب دیا لیکن اس کے ذہن میں یہ خیال ضرور آیا تھا کہ آج ایکسٹو نے حکم دینے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کی بجائے یہ پوچھنے کی ضرورت کیوں سمجھی ہے۔

"کیا تم پاکیشیا کے خلاف کام کرو گے ـــــ عمران اور سیکرٹ سروس کے خلاف" ـــــ ؟ ایکسٹو نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"میں سمجھا نہیں سر! ـــــ پاکیشیا کے خلاف میں کام کروں" ـــــ صفدر نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو! ـــ ایک اہم ترین مسئلہ سامنے ہے ـــــ پاکیشیا کی ایک خفیہ لیبارٹری میں ایک اہم دفاعی ہتھیار تیار ہو رہا ہے اس کا علم ایکریمین اور روسیاہی ایجنٹوں کو ہو گیا ہے اور وہ اس کا فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں ـــــ اس لئے اس ہتھیار اور فارمولے کو بچانے کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم ایک ڈرامہ کھیلیں اور وہ ڈرامہ یہ ہو سکتا ہے کہ تم روسیاہی سپر ایجنٹ بن کر لیبارٹری سے یہ فارمولا حاصل کرو اور فرار ہو جاؤ ـــــ تاکہ ایکریمین ایجنٹوں کو بھی پتہ چلے کہ فارمولا روسیاہ کے پاس چلا گیا ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ آپس میں لڑتے رہیں گے ـــــ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ تم اس طرح ایکشن کرو کہ یہ ڈرامہ محسوس نہ ہو بلکہ اصل حقیقت ہو ـــــ تمہارے قد و قامت اور جسم کا روسیاہ میں ایک سپر ایجنٹ ایس۔ ون ہے اس کا نام سولوف ہے وہ عمران کا دوست ہے ـــــ عمران نے اسے اپنی سالگرہ کا بہانہ بنا کر یہاں بلوایا ہے ـــــ اس کے بعد تم اس کی جگہ لے سکتے ہو ـــــ اور پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران اس فارمولے کا دفاع کریں گے ـــــ اور تم نے سولوف کے میک اپ

میں یہ فارمولا حاصل کرنا ہے ــــ پاکیشیا کی سرحد پر ایک بار پھر تبدیلی ہو گی ــــ اصل سولوف ایکریمین ایجنٹوں کے ہاتھوں مارا جائے گا اور وہ فارمولا ایکریمین ایجنٹ لے اُڑیں گے ــــ لیکن ان کے پاس نقلی فارمولا جائے گا اور اصل فارمولا واپس لیبارٹری پہنچ جائے گا ــــ پھر ہمارا یہ فارمولا محفوظ ہو جائے گا اور روسیاہ اور ایکریمین ایجنٹ آپس میں لڑتے رہیں گے" ــــ ایکسٹو نے کہا۔

"سر! ــــ میں تو تیار ہوں اور بالکل اصل ایکشن بھی کروں گا لیکن سر! ــــ روسیاہ اور ایکریمین دونوں جانتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے اطمینان سے نہیں بیٹھ سکتے۔ اس کا کیا ہو گا" صفدر نے کہا۔

"اس کے لئے پروگرام تیار کر لیا گیا ہے ــــ اس فارمولے کو حتمی شکل دینے کے لئے ایکریمیا سے ایک فارمولا ہم نے حاصل کرنا ہے ــــ اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس بظاہر ایکریمیا میں اپنا فارمولا واپس لینے جائے گی۔ لیکن اس کا اصل مشن ان کا فارمولا حاصل کرنا ہو گا" ــــ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے سر! ــــ میں تیار ہوں" ــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سوچ لو ــــ دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ تمہارا ذہن ہپناٹزم کے ذریعے بدل دیا جائے تاکہ تمہارے ایکشن میں واقعی اصلیت آ جائے" ــــ ایکسٹو نے کہا۔

"جیسے آپ مناسب سمجھیں سر! ــــ ویسے میں اپنی طرف سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تو پوری کوشش کروں گا کہ میرا مشن ڈرامہ محسوس نہ ہو ــــ لیکن اس کے باوجود بھی ہو سکتا ہے کہ کہیں کوئی ایسا اقدام ہو جائے جس سے ایکریمین ایجنٹ مشکوک ہو جائیں ــــ اس لئے آپ جیسا مناسب سمجھیں میں حاضر ہوں" ــــ صفدر نے جواب دیا۔

"گڈ! ــــ تم ایسا کرو کہ باوانی کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں پہنچ جاؤ ــــ وہاں عمران موجود ہو گا ــــ تم عمران سے اس معاملے میں ڈسکس کر لینا ــــ پھر جیسے تم دونوں فیصلہ کرو ویسے ہی ہو جائے گا" ــــ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

صفدر نے رسیور رکھتے ہوئے ایک طویل سانس لیا۔ یہ واقعی اس کی زندگی کا ایک انوکھا مشن تھا جس میں اس نے اپنے ہی ساتھیوں اور اپنے ہی ملک کے خلاف کام کرنا تھا۔ یہ اس کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج بھی تھا اور اس نے یہ چیلنج قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ویسے اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ عمران کو قائل کر دے گا کہ وہ اس کا ذہن تبدیل نہ کرے۔ کیونکہ ذہن تبدیل ہونے کے بعد وہ لطف محسوس نہ کر سکے گا جو سب کچھ جانتے بوجھتے محسوس ہو سکتا تھا۔ اس نے ڈریسنگ روم میں جا کر لباس تبدیل کیا اور پھر فلیٹ بند کر کے وہ سیڑھیاں اترتا نیچے موجود اپنے گیراج کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری کے ساتھ باوانی کالونی کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ یہ شاید ایکسٹو کا کوئی نیا اڈہ تھا اس سے پہلے وہ کبھی اس کوٹھی میں نہ گیا تھا۔

باداني کالوني میں داخل ہونے کے بعد اُسے کوٹھی نمبر بارہ تلاش کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوئی ۔ یہ خاصی بڑی کوٹھی تھی ۔ اور کالونی کے مین روڈ کے اوپر ہی تھی ۔ اس لئے صفدر نے کار پھاٹک کے باہر روکی اور نیچے اتر کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا ۔ چند لمحوں بعد چھوٹی کھڑکی کھلی اور جوزف کی شکل نظر آئی ۔

" اوہ ! ___ صفدر صاحب آپ ! ___ میں پھاٹک کھولتا ہوں " ۔ جوزف نے کہا اور کھڑکی سے غائب ہو گیا ۔

صفدر مسکراتا ہوا دوبارہ سٹیرنگ پر آ بیٹھا اور پھر پھاٹک کھلتے ہی وہ کار اندر لے گیا ۔ اس کی آنکھوں میں کوٹھی کی اندرونی حالت دیکھ کر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے ۔ کیونکہ کوٹھی کو اس انداز میں سجایا گیا تھا جیسے وہاں کوئی فنکشن ہونے والا ہو ۔ صفدر نے جیسے ہی کار پورچ میں روکی ۔ راہداری سے عمران باہر آ گیا اس نے باقاعدہ زری کی چمکدار شیروانی پہن رکھی تھی ۔ کڑک سفید پاجامہ اور سلیم شاہی جوتی کے ساتھ وہ بڑا وجیہہ لگ رہا تھا ۔

" ارے کیا شادی تو نہیں ہو رہی آپ کی عمران صاحب ___ ؟ صفدر نے کار سے اترتے ہوئے ہنس کر کہا ۔

" جوزف ___ جوزف " ___ عمران نے یکلخت چیخ کر کہا اور جوزف جو پھاٹک بند کر کے واپس آ رہا تھا دوڑتا ہوا برآمدے میں آ گیا ۔

" یس باس " ___ جوزف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" جاؤ جلدی سے جا کر کسی حلوائی سے دس بارہ کلو مٹھائی اُدھار

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لے آؤ ۔ تاکہ میں صفدر کا منہ مٹھائی سے بھر دوں ___ مجھے تو آج پتہ چلا ہے کہ میں اب تک کنوارہ کیوں پھر رہا ہوں ۔ بس صفدر کا منہ مٹھائی سے بھرنے کی دیر ہے " ___ عمران نے کہا ۔

" باس ! ___ عورت شیطان ہوتی ہے اس لئے باس مٹھائی کی بجائے اگر ___ " جوزف نے بڑے پر خلوص لہجے میں کہا لیکن شاید صفدر کی وجہ سے وہ خاموش ہو گیا ۔

" ارے افریقی احمق ! ___ شیطان کے بغیر تو زندگی ہی سپاٹ ہو جاتی ہے ___ اب دیکھو اگر شیطان نہ ہوتا تو آدم و حوا جنت میں پڑے خراٹے لے رہے ہوتے اور بور ہو رہے ہوتے " ۔ عمران نے لیکچر دینا شروع کر دیا ۔

" بس بس اب یہ لیکچر بند کرو ___ اور مجھے بتاؤ کہ یہ چکر کیا ہے " ___ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" میری سولھویں سالگرہ ہے ___ پوری سولہ موم بتیاں خریدنی پڑی ہیں ___ ویسے یار صفدر ! ___ اس مہنگائی کے دور میں یہ بوڑھے آخر کیا بیچ کر موم بتیاں خریدتے ہوں گے ___ غضب خدا کا ۔ جب اسّی نوّے موم بتیاں خریدنی پڑ جاتی ہوں گی تو مربع زمین تو بک ہی جاتی ہو گی ___ اور ہر سال اگر مربع بکتا ہے تو مرنے سے پہلے ہی آدمی خود مربع بن جاتا ہو گا " ___ عمران کی زبان چل پڑی اور صفدر تو ہنستا رہا ۔ البتہ جوزف خاموشی سے ایک طرف چلا گیا ۔

" آپ نے سولہ موم بتیوں کا خوامخواہ خرچہ کیا ___ ایک دو ہی کافی

ہیں" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ آنے والے مہمان صرف فیڈر تحفے میں دے کر چلے جاتے ——— اور جولیا تو مجھے گود میں اٹھا کر پچکارنا شروع کر دیتی" ——— عمران نے کہا اور صفدر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں اندر ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔

"ایکسٹو نے مجھے بتایا تھا کہ میں نے سپر ایجنٹ بننا ہے اور آپ یہاں سالگرہ کا چکمہ چلائے ہوئے ہیں" ——— صفدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"سپر ایجنٹ ! ——— اور تم ——— کمال ہے ——— میرے خیال میں ایکسٹو کو اب کم دکھائی دینے لگا ہے" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں ! ——— میں سپر ایجنٹ کیوں نہیں بن سکتا" ——— صفدر نے بھی خوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"تم بن سکتے ہو تو بن جاؤ ——— میں تو تمہیں شکل سے بڑا شریف آدمی سمجھتا تھا ——— چلو میں اپنا خیال بدل لیتا ہوں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سپر ایجنٹ شریف آدمی نہیں ہوتے" ——— صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"خاک ہوتے ہیں ——— خالی ایجنٹ تین تین چار چار ساتھ لگائے پھرتے ہیں کہ ان میں سے رات گذارنے کے لئے کوئی دانہ چن لو۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اور تم سپر ایجنٹ بننا چاہتے ہو ——— تو تمہارے پاس تو پھر پوری البم ہو گی" ——— عمران نے کہا اور صفدر بےاختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ وہ عمران کا مطلب سمجھ گیا تھا۔ وہ طوائفوں کے دلال کو ایجنٹ کہہ رہا تھا۔

"ایسی ایجنٹی تو واقعی میرے بس کا روگ نہیں ہے ——— میں سیکرٹ سروس کی بات کر رہا ہوں" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا یعنی خفیہ خدمت ——— تو میرے بھائی ابھی اس ملک میں ایسا قانون نہیں بنا کہ ایسی خدمت کو کھلے عام سرانجام دیا جا سکے حدود آرڈیننس نافذ ہے" ——— عمران نے کہا اور صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے ——— آپ کی مرضی ——— اب آپ سے بحث تو کم از کم میں نہیں کر سکتا ——— پھر میں واپس جاؤں اور کوئی تحفہ وغیرہ لے آؤں آپ کی سولہویں سالگرہ کے لئے" ——— صفدر نے کہا۔

"تحفہ ! ——— واہ ارے جوزف ! ——— وہ مٹھائی ——— تم تو واقعی سپر ایجنٹ ہو ——— عام ایجنٹ دانہ کی بات کرتے ہیں۔ تم تحفہ کہہ رہے ہو ——— واہ کیا خوبصورت لفظ ہے تحفہ" ——— عمران نے کہا اور صفدر اس بار واقعی شرمندہ ہو گیا۔ عمران کا ذہن واقعی نکتہ رسی میں خوب چلتا تھا۔

"ہاں تو تم تحفے کی بات کر رہے تھے ——— لیکن ایک بات کا خیال رکھنا ——— تحفہ شادی شدہ نہ ہو۔ اس کی سزا زیادہ ہے قانون

"میں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر اس بار منہ بناتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اب اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا تھا کہ وہ عمران کو واپس جانے کی دھمکی دے۔

"ارے ارے اتنی جلدی بھی کیا ہے ـــــ ابھی تو دن ہے۔ سالگرہ تو رات کو ہوتی ہے ـــــ آخر سولہویں سالگرہ ہے دن کو تو ستر اسی سالوں والی سالگرہ ہی منائی جا سکتی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر ہنستے ہوئے بیٹھ گیا۔

"کیا واقعی تم روسیاہی سپر ایجنٹ بننے کے لئے تیار ہو" ـــــ عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"بالکل تیار ہوں ـــــ ایکسٹو کی مرضی ہے وہ جس طرح چاہے گا۔ ہم نے تو صرف حکم کی تعمیل کرنی ہے" ـــــ صفدر نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ! ـــــ تو پھر تمہارا ذہن تبدیل کر دیا جائے۔ کیا خیال ہے۔ بس انجکشنز لگوانے پڑیں گے پیٹ میں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پیٹ میں ـــــ کیا مطلب ـــــ کیا مجھے پاگل کتے نے کاٹ لیا ہے جو پیٹ میں انجکشن لگیں گے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"تو اور میں کیا سمجھوں ـــــ ظاہر ہے تم ملک سے غداری کرنے پر تلے ہوتے ہو ـــــ اور ایسا اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کسی محب وطن کو کوئی پاگل کتا کاٹ لے" ـــــ عمران نے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"آپ اسے غداری کہہ رہے ہیں ـــــ ویسے عمران صاحب! اگر آپ میرا ذہن تبدیل نہ کریں تو زیادہ بہتر ہے ـــــ اس طرح میں اس لطف سے محروم ہو جاؤں گا جو مجھے آپ اور اپنے ساتھیوں کے خلاف کام کرتے ہوئے محسوس ہو گا" ـــــ صفدر کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"سوچ لو ـــــ کم از کم میں تو رتی برابر بھی لحاظ نہ کروں گا ـــــ اور تم کہیں لحاظ کے چکر میں مارے جاؤ" ـــــ عمران نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ـــــ میں نے ایک مشن مکمل کرنا ہے اور حقیقت میں کرنا ہے تو پھر لحاظ کیسا ـــــ البتہ اگر کوئی ممبر میرے ہاتھوں مارا گیا تو شاید بعد میں مجھے افسوس رہے" ـــــ صفدر نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے ہاتھوں اور سیکرٹ سروس کا ممبر مارا جائے ـــــ ایسی کوئی بات نہیں سپر ایجنٹ صاحب! ـــــ یہاں بڑے بڑے سپر ایجنٹ یہ تصور لے کر آتے ہیں ـــــ لیکن آخر میں ناکامی ان کا مقدر بن جاتی ہے" ـــــ عمران کا لہجہ یکلخت خشک ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں دیکھوں گا کہ ناکامی کسے کہتے ہیں"۔ صفدر کا لہجہ بھی یکلخت خشک ہو گیا تھا۔

"گڈ! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ واقعی تمہارا ذہن تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے ـــــ ویسے میں نے ایکسٹو سے یہی کہا تھا کہ صفدر کا ذہن تبدیل کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے لیکن اس کا اصرار تھا کہ اس کی ضرورت نہیں پڑے گی ـــــ صفدر اچھا اداکار ہے۔ وہ اپنی اداکاری میں اصلیت کا رنگ بھر سکتا ہے اور اب

تمہاری باتوں سے مجھے ایکسٹو کی مردم شناسی کا قائل ہونا پڑ گیا ہے"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ا---- بہرحال یہ میری زندگی کا ایک انوکھا اور یادگار مشن ہوگا---- اب پروگرام بتائیے" ---- صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پروگرام بڑا سیدھا سادھا ہے ---- روسیاہی سپر ایجنٹ سولوف کو میں نے بلوایا ہے ---- وہ واقعی سپر ایجنٹ ہے۔ اور جتنی آسانی سے وہ میرے بلانے پر آنے کے لئے تیار ہو گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پہلے سے یہاں آنے کا پروگرام رکھتا تھا اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ روسیاہ کو بھی اس فارمولے کی اطلاع مل چکی ہے اور اس نے سولوف کو ہی اس مشن کے لئے مقرر کیا ہوگا---- سولوف شاید اب نیا چکر چلانے کے موڈ میں ہے۔ وہ مجھے استعمال کرنا چاہتا ہوگا---- وہ آج شام کی فلائٹ سے آرہا ہے۔ میں اسے ایئر پورٹ لینے جاؤں گا---- تم نے ایئر پورٹ پہنچ جانا ہے۔ وہ میک اپ میں ہوگا۔ لیکن میں اس سے ملوں گا تو تم اسے آسانی سے پہچان لوگے ---- اس کے بعد میں اسے یہاں کوٹھی میں لے آؤں گا ---- ہو سکتا ہے اس کے آدمی خفیہ طور پر نگرانی کریں اس لئے تم نے یہاں نہیں آنا ---- تم اس کی شکل وصورت چال ڈھال ---- انداز گفتگو ---- سب نوٹ کر لوگے ---- اور پھر تم نے اس کا میک اپ کرنا ہے اور اپنا کام شروع کر دینا ہے ---- ایئر پورٹ کے بعد تم ہمارے دشمن کے روپ میں ہی سامنے آؤ گے اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لئے تم کہاں رہتے ہیں ---- کیا کرتے ہو ---- یہ سب کچھ تمہارے اپنے ذہن پر منحصر ہے۔ البتہ میں تمہیں ایک فائل دے سکتا ہوں جس میں وہ ساری معلومات جو میں سولوف کے متعلق اکٹھی کر سکتا تھا میں نے کر دی ہیں ---- تاکہ تمہیں اپنے ہیڈ کوارٹر رابطے میں کوئی تکلیف نہ ہو ---- تم نے کام عام جاسوسوں کے انداز میں نہیں کرنا ---- بلکہ سپر ایجنٹ کے طور پر کام کرنا ہے یہ بات ذہن میں رکھنا ---- اس فائل میں اس لیبارٹری کا محل وقوع اور اس فارمولے کے متعلق بھی تفصیلات درج ہیں ---- جب تم یہ فارمولا حاصل کر لوگے تو تم اسے لے کر فوری طور پر اسی کوٹھی میں پہنچو گے ---- یہاں ٹائیگر موجود ہوگا۔ تم اسے کوڈ ورڈ ریڈ ٹاک کہو گے تو وہ تم سے فارمولا لے لیگا اور تمہیں خفیہ راستہ بتا دے گا ---- تم اپنا میک اپ صاف کر کے اس خفیہ راستے سے نکل کر اپنے فلیٹ میں چلے جاؤ گے" ---- عمران نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس دوران اصل ایجنٹ سولوف یہیں رہے گا ---- اور پھر وہ فارمولا لے کر یہاں سے نکلے گا۔ لیکن آپ اسے کس طرح ڈیل کریں گے" ---- صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ سوچنا تمہارا کام نہیں ہے ---- ایکسٹو کا ہے" ---- عمران نے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی، میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے اٹھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران سے بات کراؤ" ——— دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

"عمران بول رہا ہوں ——— سپر ایجنٹ صفدر بھی یہاں موجود ہے اور اپنی صلاحیتیں دکھانے کے لئے بے چین ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"صورت حال بدل گئی ہے ——— نعمانی اور جولیا نے ابھی اطلاع دی ہے کہ لیبارٹری سے فارمولا غائب ہو چکا ہے ——— اور ایک سائنسدان بھی غائب ہے" ——— ایکسٹو نے کہا۔

"اوہ! ——— اس کا مطلب ہے کہ ایکریمین ایجنٹوں نے ہم سب سے زیادہ پھرتی دکھائی ہے" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! ——— یہ اطلاع بھی مل چکی ہے کہ اس سائنسدان کو ایئرپورٹ کے قریب کسی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے ——— وہ لیبارٹری میں اسسٹنٹ تھا ——— اور ایک اہم پرزے کی ڈلیوری لینے کے لئے سرکاری طور پر ایئرپورٹ جا رہا تھا ——— اس کی باقاعدہ تلاشی لی گئی تھی۔ لیکن اس وقت وہ فارمولا اس سے نہیں ملا تھا ——— لیکن اس سائنسدان کی ایک جراب اتری ہوئی پائی گئی ہے ——— اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت کام کیا گیا ہے ——— اسے کسی طرح ایسی جراب مہیا کی گئی ہے جس کے اندر فارمولا چیک نہیں کیا جا سکا" ——— ایکسٹو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے کہا۔

"تو پھر اب" ——— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمام ممبرز کی ڈیوٹی لگا دی ہے۔ ایئرپورٹ اور دیگر مقامات کی نگرانی کی جا رہی ہے" ——— ایکسٹو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— اب پھر اس ڈرامے کی تو ضرورت رہی نہیں ——— ایکریمین ایجنٹوں کا ایک آدمی میری نظر میں ہے۔ میں اس سے معلوم کرتا ہوں" ——— عمران نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تو بھئی تم سپر ایجنٹ بننے کا خواب ہی دیکھ رہے تھے کہ سپر ایجنٹوں نے کام بھی دکھا دیا ——— میں لباس بدل لوں۔ باہر میرا انتظار کرو" ——— عمران نے کہا اور دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ صفدر ظاہر ہے اب کیا کہہ سکتا تھا۔ شانے اچکاتا ہوا باہر کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ سارا منصوبہ ہی پلٹ گیا تھا۔

چند لمحوں بعد عمران دوڑتا ہوا باہر آیا اور صفدر کو کار میں بیٹھنے کا اشارہ کر کے وہ جلدی سے دروازہ کھول کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"چلو جلدی کرو ——— کنٹری کلب چلو ——— مجھے یقین ہے کہ فارمولا ابھی تک باہر نہ گیا ہو گا" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کار موڑی اور پھاٹک کی طرف بڑھا دی وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران کنٹری کلب کے مالک مرچنٹ کو چیک کرنا چاہتا ہے کیونکہ اس کے متعلق عام خیال تھا کہ اس کا تعلق ایکریمین ایجنٹوں سے رہتا ہے۔

سولوف ایئرپورٹ جانے کے لئے کار میں بیٹھنے ہی والا تھا کہ اچانک اس کی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی سے نکلنے والی پن نے اس کی کلائی پر ضربیں لگانا شروع کر دیں۔ یہ ٹاپ ایجنسی کے باس کی طرف سے کال کی مخصوص نشانی تھی۔ سولوف نے چونک کر گھڑی کا ونڈ بٹن دبایا اور گھڑی کو منہ کے قریب کر لیا۔

"یس باس! — ایس۔ ون اٹنڈنگ۔ اوور" — سولوف نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"سولوف! — ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ لیبارٹری سے فارمولا ایکریمین ایجنٹوں نے ایک لیبارٹری اسسٹنٹ کے ذریعے اڑا لیا ہے اس لیبارٹری اسسٹنٹ کو ایئرپورٹ کے قریب گولی مار دی گئی ہے ہمارے ایجنٹ ایکریمین ایجنٹوں کا تعاقب کر رہے ہیں — اس لئے اب تمہارے جانے کی ضرورت نہیں رہی — اگر ایکریمین

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ایجنٹ قابو میں نہ آئے تو پھر شاید تمہیں اس فارمولے کے حصول کے لئے ایکریمیا جانا پڑے — فی الحال تم اپنا مشن ڈراپ کر دو۔ اوور" دوسری طرف سے باس کی کرخت آواز سنائی دی۔

"اوہ باس! — انہوں نے حیرت انگیز تیزی سے کام کیا ہے اوور" — سولوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! — دراصل لیبارٹری میں چیکنگ کا نظام ایسا تھا کہ میرا خیال تھا کہ فارمولا آسانی سے نہ اڑایا جا سکے گا — لیکن انہوں نے اندر کا آدمی گانٹھ لیا — بہرحال فارمولا کہیں نہیں جا سکتا۔ وہ ہم نے ہر حال میں حاصل کرنا ہے — تم فوری روانگی کے لئے تیار رہنا — میں کسی بھی وقت تمہیں کال کر سکتا ہوں۔ اوور" باس نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! — میں تیار رہوں گا۔ اوور" — سولوف نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کا لفظ سنتے ہی اس نے ونڈ بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور کار سے نیچے اتر کر وہ دوبارہ اندر کمرے میں آ گیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور عمران سے رابطہ قائم کرنے کے لئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" — چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"علی عمران سے بات کراؤ — روسیاہ سے بول رہا ہوں" — سولوف نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ موجود نہیں ہیں ۔۔۔ کوئی پیغام ہو تو نوٹ کرادیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اُسے کہہ دینا کہ سولوف کا فون آیا تھا ۔۔۔ ایک ضروری کام کی وجہ سے وہ اس کی سالگرہ میں شامل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس کا انتظار نہ کیا جائے" ۔۔۔ سولوف نے پیغام دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ پیغام پہنچ جائے گا" ۔۔۔ بھاری آواز والے نے جواب دیا۔

"او کے" ۔۔۔ سولوف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کا موڈ آف ہوچکا تھا۔ اس لئے وہ کمرے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھا اور الماری کھول کر اس نے شراب کی بوتل نکالی اور پھر کرسی پر بیٹھ کر وہ شراب پینے میں مصروف ہوگیا۔ لیکن آدھی بوتل پینے کے بعد اس نے ناگوار سا منہ بناتے ہوئے بوتل کو کارک لگا کر اس نے واپس میز پر رکھ دیا۔ اُسے شراب پینے میں بھی لُطف نہ آرہا تھا۔ وہ کرسی سے اٹھا اور رسالوں، کتابوں سے بھرے ہوئے ایک ریک کی طرف بڑھنے لگا۔

ابھی وہ ریک تک پہنچا بھی نہ تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی وہ چونک کر ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔

"یس" ۔۔۔ سولوف نے رسیور اٹھا کر سخت لہجے میں کہا۔

"ایس ۔ ون ! ۔۔۔ ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ ایکریمین ایجنٹ لینڈری فارمولا لے کر پاکیشیا سے نکل جانے میں کامیاب ہوگیا ہے انہوں نے اس کا پہلے سے انتظام کر رکھا تھا ۔۔۔ انہوں نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ایک طیارہ چارٹرڈ کرایا ہوا تھا ۔۔۔ یہ طیارہ قبرص کے لئے بک کرایا گیا ہے ۔۔۔ تم جانتے ہو کہ قبرص میں ایکریمین ٹاپ ایجنسی کا خفیہ ہیڈ کوارٹر موجود ہے۔ فارمولا لازماً وہیں پہنچے گا۔ پاکیشیا سے اس طیارے کو چلے ہوتے تقریباً ایک گھنٹہ گذر چکا ہے اور قبرص پہنچنے کے لئے اُسے چار گھنٹوں کا مزید سفر طے کرنا ہے جبکہ تم اگر یہاں سے اپنے فیلکن طیارے پر جاؤ تو ان سے آدھا گھنٹہ پہلے قبرص پہنچ سکتے ہو" ۔۔۔ باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ! ۔۔۔ بالکل پہنچ سکتا ہوں" ۔۔۔ سولوف نے جواب دیا۔

"تو تم روانہ ہو جاؤ اور یہ فارمولا حاصل کر کے واپس آؤ۔ یہ سُن لو۔ چاہے اس فارمولے کے لئے تمہیں آدھا قبرص کیوں نہ تباہ کرنا پڑے مجھے فارمولا ہر حالت میں چاہیئے" ۔۔۔ باس نے کہا۔

"میں اسے حاصل کرلونگا ۔۔۔ لینڈری کو میں اچھی طرح جانتا ہوں میں اس کی رُوح سے بھی فارمولا حاصل کرلوں گا" ۔۔۔ سولوف نے تیز لہجے میں کہا۔

"او کے ! ۔۔۔ وش یو گڈ لک" ۔۔۔ باس نے کہا اور سولوف نے رسیور رکھا اور بھاگتا ہوا باہر موجود اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔ اب اس کے اعصاب پر چھائی ہوئی بوریت یکلخت دور ہوگئی تھی اور اب وہ ہر لحاظ سے پوری طرح چاق و چوبند ہوچکا تھا۔

کنٹری کلب کی وسیع و عریض عمارت کی سائیڈ میں پارکنگ کے لئے کافی کھلی جگہ بنائی گئی تھی۔ لیکن اس وقت یہ جگہ تقریباً خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہاں صرف دو چار کاریں ہی نظر آ رہی تھیں صفدر نے جیسے ہی کار روکی۔ عمران نیچے اتر آیا۔

"جلدی آؤ۔۔۔ میں مرچنٹ کے دفتر میں جانا چاہتا ہوں" عمران نے صفدر کے لئے وہاں رکنے کی بجائے اسے ہدایت دی اور جلدی سے آگے بڑھنے لگا۔ لیکن وہ ابھی برآمدے تک ہی پہنچا تھا کہ صفدر اس سے آملا۔ مرچنٹ کا دفتر عمارت کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں تھا۔ چنانچہ بغیر کسی رکاوٹ کے عمران اور صفدر مرچنٹ کے دفتر تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ دفتر کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر بیٹھا ہوا مرچنٹ صاف دکھائی دے رہا تھا وہ کسی سے فون پر باتوں میں مصروف تھا۔ عمران اور صفدر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کو دیکھتے ہی اس نے جلدی سے رسیور رکھا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بھاری جسم کا ادھیڑ عمر آدمی تھا۔

"اوہ عمران صاحب آپ!۔۔۔ اور یہاں"۔۔۔ مرچنٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب تمہارے شاگرد ہمیں آنکھیں دکھانے لگیں۔۔۔ تو پھر استاد کو آگاہ کرنا تو فرض بن جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اطمینان سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"کیا مطلب!۔۔۔ میرے شاگرد اور آپ کو آنکھیں دکھائیں یہ کیسے ممکن ہے"۔۔۔ مرچنٹ نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو مرچنٹ!۔۔۔ تم نے آج تک ہمیشہ ہاتھ پیر بچائے رکھے ہیں۔۔۔ اس لئے تمہارے ہاتھ پیر ابھی تک سلامت بھی ہیں۔۔۔ ایکریمین ایجنٹ تمہارے شاگرد ہی ہیں۔۔۔ انہوں نے آج ایک لیبارٹری سے اہم دفاعی فارمولا اڑایا ہے۔ مجھے وہ فارمولا چاہیئے۔۔۔ ابھی اور اسی وقت"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیبارٹری سے فارمولا اڑایا ہے۔۔۔ ایکریمین ایجنٹوں نے۔ اوہ!۔۔۔ میں معلوم کرتا ہوں۔۔۔ کل شام مجھے اطلاع ملی تھی کہ ایک ایکریمین ایجنٹ لینڈری یہاں آیا ہوا ہے۔۔۔ میں نے سوچا کہ وہ لازماً مجھ سے ملاقات کرے گا۔ لیکن اس نے مجھ سے اب تک کوئی رابطہ نہیں کیا۔۔۔ آپ تو جانتے ہیں کہ میرا یہ فیلڈ نہیں ہے اور میں یہاں کا باشندہ ہوں۔ ایکریمیا کا

نہیں ـــ اس لئے میں اس معاملے میں آپ کی پوری مدد کروں گا"۔ مرچنٹ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"تمہیں لینڈری کے متعلق کیسے معلوم ہوا تھا" ـــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"کل اُسے ایئر پورٹ پر دیکھا گیا تھا ـــ اس کے بعد وہ غائب ہو گیا تھا اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ـــ ویسے لینڈری لازماً ڈسٹار سے ملا ہو گا اور ڈسٹار کم از کم مجھ سے کچھ نہیں چھپا سکتا" ـــ مرچنٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ پتہ کرو" ـــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور مرچنٹ نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لیس ڈسٹار بار" ـــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"میں مرچنٹ بول رہا ہوں ـــ ڈسٹار سے بات کراؤ ـــ وہ جہاں بھی ہو ـــ سمجھے" ـــ مرچنٹ نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"لیس سر ـــ ہولڈ کریں" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہمارے متعلق کچھ نہ بتانا" ـــ عمران نے کہا۔

"ارے نہیں عمران صاحب! ـــ میں جانتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں" ـــ مرچنٹ نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ہیلو ـــ ڈسٹار بول رہا ہوں" ـــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔ مرچنٹ نے فون کے ساتھ منسلک لاؤڈر آن کیا ہوا تھا اس لئے وہ ساری گفتگو اطمینان سے بیٹھے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سُن رہے تھے۔

"ڈسٹار! ـــ میں مرچنٹ بول رہا ہوں ـــ سُنا تھا کہ لینڈری آیا ہوا ہے ـــ میں اس کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن وہ مجھ سے ملا ہی نہیں ـــ کیا بات ہے کچھ زیادہ ہی مصروف ہے" ـــ مرچنٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لینڈری! ـــ وہ تو چلا بھی گیا۔ کسی خصوصی کام کے لئے آیا تھا ـــ مجھ سے اس نے کہا تھا کہ میں قبرص کے لئے ایک تیز رفتار طیارہ چارٹرڈ کرا دوں ـــ وہ میں نے کرا دیا ـــ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ چارٹرڈ طیارے سے واپس چلا گیا ہے" ـــ ڈسٹار نے جواب دیا۔

"اچھا! ـــ تو پھر کوئی شارٹ مشن ہی ہو گا" ـــ مرچنٹ نے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ـــ اور نہ ہی اس نے کچھ بتایا ـــ بلکہ میری تو اس سے براہ راست ملاقات بھی نہیں ہوئی۔ صرف فون پر بات ہوئی تھی ـــ حالانکہ میں سوچ رہا تھا کہ اس سے تفصیلی ملاقات ہو گی تو میں ایکریمیا میں اپنے چند دوستوں کے نام اُسے پیغامات دوں گا ـــ لیکن وہ بغیر ملے چلا بھی گیا ہے" ـــ ڈسٹار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ پھر آ جائے گا ـــ ایسے لوگوں کا تو آنا جانا رہتا ہی ہے ـــ اور سناؤ تمہاری اس کھیپ کا کیا ہوا جو کسٹم پر پکڑی گئی تھی" ـــ مرچنٹ نے کہا۔

"وہ ـــ اس کا کیا ہو سکتا تھا ـــ بس پکڑی گئی تو پکڑی گئی۔

میری پیچھے بھاگنے کی عادت نہیں ہے۔ تم جانتے تو ہو" ۔۔۔ ڈسٹار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ اچھی عادت ہے ۔۔۔ اس طرح آدمی بہت سی مشکلات سے بچا رہتا ہے ۔۔۔ او۔کے۔ گڈ بائی" ۔۔۔ مرجنیٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تھینک یو مرجنیٹ! ۔۔۔ بس اتنا کافی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور مرجنیٹ سے مصافحہ کر کے وہ واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"یہ بات یقینی ہے کہ فارمولا لینڈری ہی لے گیا ہے" ۔۔۔ صفدر نے عمارت سے باہر نکل کر کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ وہ ایکریمیا کا ٹاپ ایجنٹ ہے ۔۔۔ میں اسے جانتا ہوں ۔۔۔ اور اب یہ بھی سن لو کہ سولوف کو بھی لازماً اطلاع مل گئی ہو گی اور وہ بھی قبرص میں لینڈری کا انتظار کرے گا" ۔۔۔ عمران نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے" ۔۔۔؟ صفدر نے پوچھا۔

"پروگرام کیا ہونا ہے ۔۔۔ ہمارا مقصد تمہیں سپر ایجنٹ بنائے بغیر حل ہو گیا ہے ۔۔۔ اصل فارمولا تو پہلے روز ہی لیبارٹری سے نکال لیا گیا تھا اور اس کی جگہ نقلی فارمولا وہاں رکھا گیا تھا ۔۔۔ اب وہ دونوں آپس میں لڑتے رہیں گے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو اس کا مطلب ہے کہ مشن ختم" ۔۔۔ صفدر نے منہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بناتے ہوئے کہا۔

"ابھی کہاں ختم ۔۔۔ اصل مشن تو اب شروع ہو گا" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! ۔۔۔ میں سمجھا نہیں" ۔۔۔ صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مطلب بھی سمجھ میں آ جائے گا ۔۔۔ تمہیں ایکسٹو نے تفصیل نہیں بتائی کہ ہمارا اصل مشن تو ایکریمیا سے وہ فارمولا ریڈ ٹاک اڑانا ہے۔ جس کے بغیر یہ فارمولا نامکمل ہے ۔۔۔ اب ہم اسے مکمل کریں گے۔ قبرص میں ایکسٹو کے ایجنٹ موجود ہیں۔ وہ خود وہاں ڈرامہ کرتے رہیں گے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے" ۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"تم مجھے میرے فلیٹ پر اتار دو اور خود اپنے فلیٹ چلے جاؤ ۔۔۔ میں فلیٹ سے ایکسٹو کو رپورٹ دے دوں گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور صفدر نے کار کا رخ عمران کے فلیٹ کی طرف موڑ دیا۔ عمران اپنے فلیٹ کے سامنے اتر گیا اور صفدر کار آگے بڑھا لے گیا۔

عمران نے فلیٹ میں پہنچتے ہی خصوصی فون سے دانش منزل کال کی۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"طاہر! ۔۔۔ میں عمران بول رہا ہوں ۔۔۔ میں نے معلوم کر لیا ہے ایکریمیا والوں نے اپنا ٹاپ ایجنٹ لینڈری اس فارمولے کے لئے بھیجا

تھا اور وہ پوری منصوبہ بندی سے آیا تھا ۔۔۔ وہ فارمولا لے کر ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے قبرص روانہ ہو گیا ہے ۔۔۔ تم قبرص اور ایکریمیا میں اپنے ایجنٹوں کو الرٹ کر دو ۔۔۔ انہیں صرف ڈرامہ کرنا ہے ۔۔۔ زیادہ تگ و دو کی ضرورت نہیں ہے۔ اب روسیاہ والے جانیں اور ایکریمیا والے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

" روسیاہ والوں کو بھی شاید اس کی اطلاع مل چکی ہے کیونکہ جوزف نے مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ روسیاہ سے کسی سولوف کا فون آیا تھا اس نے پیغام دیا ہے کہ وہ ایک ضروری کام کی وجہ سے سالگرہ میں شامل نہیں ہو سکتا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ مجھ جیسے غریب آدمی کی سالگرہ پر کون آتا ہے ۔۔۔ ہر ایک کو ضروری کام ہی پڑ جاتا ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

" مجھے یقین ہے کہ تم نے بھی کوئی تحفہ خریدنے کی ضرورت نہ سمجھی ہو گی ۔۔۔ وہ صفدر بھی خالی ہاتھ منہ اٹھائے چلا آیا تھا۔ حالانکہ میں نے شیروانی بھی بڑی مہنگی سلوائی تھی" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

" عمران صاحب ! ۔۔۔ آپ واقعی سالگرہ منا ڈالیں۔ پھر دیکھیں کیسے کیسے تحائف موصول ہوتے ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" یعنی تمہارا مطلب ہے کہ اصلی سالگرہ ۔۔۔ ارے کیوں مجھے ساری عمر کنوارہ رکھنے پر تلے ہوتے ہو ۔۔۔ جب میں نے سب کے سامنے ستر موم بتیاں ہانپتے کانپتے بجھائیں تو جولیا تو فوراً ہی مجھے گرینڈ فادر کہنا شروع کر دے گی" ۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" اچھا چھوڑو ۔۔۔ ابھی میں نے تحفے کی تشریح نہیں کی ورنہ تم بھی صفدر کی طرح ہنسنے کی بجائے رونا شروع کر دو گے ۔۔۔ اب ریڈ ٹاک کا کیا کرنا ہے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" وہ تو بہر حال حاصل کرنا ہی پڑے گا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تو پھر ایسا کرو کہ صفدر کو اس مشن پر بھیج دو۔ بیچارہ سپر ایجنٹ نہ بننے پر بڑا مایوس نظر آ رہا تھا۔ اس کی بھی حسرت پوری ہو جائے گی" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

" اکیلے نہیں عمران صاحب ! ۔۔۔ صفدر لاکھ ذہین سہی ۔۔۔ لیکن اکیلے جا کر ریڈ ٹاک حاصل کرنا اس کے بس سے باہر ہے۔ آپ کو کم از کم ضرور ساتھ جانا پڑے گا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" مگر دو سپر ایجنٹ ایک مشن پر کیسے جا سکتے ہیں ۔۔۔ جب دو ملاؤں میں مرغی حلال نہیں رہ سکتی ۔۔۔ تو دو سپر ایجنٹوں میں ریڈ ٹاک ریڈ سائلنس تو ضرور بن جائے گا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" جیسے آپ کا حکم ۔۔۔ میں نے تو اپنا خیال بتایا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہارا خیال کسی حد تک درست ہے ۔۔۔ لیکن ہمیں اپنے ممبرز کی صلاحیتوں کو بھی کام میں لانا چاہئے۔ اس لئے صفدر بطور سپر ایجنٹ اس مشن پر ضرور جائے گا ۔۔۔ لیکن باقی ٹیم کو میں علیحدہ

سامنے لے کر جاؤں گا اس کے بعد جو بھی ریڈ ٹاک حاصل کرے اس کی قسمت" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب! ـــ اس طرح تو گڑبڑ بھی ہو سکتی ہے ایسا کر لیتے ہیں کہ صفدر کو پہلے موقع دے دیا جائے۔ اگر وہ ناکام رہے تب پھر آپ ٹیم لے کر جائیں" ـــ بلیک زیرو نے کہا۔

"طاہر! ـــ یہاں ناکامی کا مطلب موت ہوتا ہے اس بات کا خیال ہمیشہ ذہن میں رکھا کرو ـــ تمہارا کیا خیال ہے کہ صفدر ناکام ہونے کے بعد زندہ واپس آ جائے گا ـــ ہرگز نہیں ـــ پھر اس کی لاش بھی واپس نہیں آ سکتی۔ اس لئے ہمارا جانا ضروری ہے۔ ہم صفدر کو انڈر گراؤنڈ تحفظ دے سکتے ہیں۔ مقصد تو ایک ہی ہے" ـــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ـــ جیسے آپ کا حکم" ـــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــ میں مکمل معلومات حاصل کر لوں۔ اس کے بعد میں دانش منزل پہنچ کر اس سلسلہ میں حتمی فیصلہ کروں گا" ـــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کمرے سے باہر آ گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

رات کا اندھیرا خاصا گہرا ہو چکا تھا۔ سڑکیں اب تقریباً سنسان پڑی ہوئی تھیں۔ صفدر نیشنل پارک میں پھولدار جھاڑیوں کے ایک بڑے جھنڈ کے پیچھے اس طرح چھپا بیٹھا تھا کہ عام گذرنے والے اُسے دیکھ نہ سکتے تھے۔

صفدر کی نظریں نیشنل پارک کے سامنے سڑک پار ایک خاکستری رنگ کی تین منزلہ بلڈنگ پر جمی ہوئی تھیں۔ بلڈنگ کے چاروں کونوں میں بڑی بڑی سرچ لائٹس جل رہی تھیں جن کی وجہ سے بلڈنگ کا ارد گرد کا کافی علاقہ تیز روشنی میں نہایا ہوا تھا۔ بلڈنگ کی سپاٹ چھت پر چاروں طرف مشین گنوں سے مسلح افراد چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ وہ بے حد چوکنا اور محتاط تھے۔ اس طرح بلڈنگ کے احاطے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ بیرونی چار دیواری پر خاردار تاروں کا جال چاروں طرف بچھایا گیا تھا اور اس کے بعد تقریباً دس گز

کے فاصلے پر اندر کی طرف پھر خاردار تاروں کی اونچی باڑ نے پوری بلڈنگ کا احاطہ کیا ہوا تھا۔ اس کے بعد بلڈنگ تک خالی جگہ تھی۔ اس خاردار تار والے حصے میں آٹھ بلڈ ہاؤنڈ کتے دوڑتے پھر رہے تھے۔ ان کے بھونکنے کی دہشت ناک آوازیں فضا کے سکوت کو بار بار درہم برہم کر رہی تھیں۔ خاردار تار والے حصے کے بعد بلڈنگ تک مسلح فوجی ٹولیوں کی صورت میں گشت کر رہے تھے۔ بلڈنگ کے آس پاس سو مربع گز تک کوئی عمارت نہ تھی۔ اس طرح اس خاکستری رنگ کی بلڈنگ کو ہر لحاظ سے ناقابلِ تسخیر بنا دیا گیا تھا۔

اس بلڈنگ کے اندر ایک مخصوص تہہ خانے میں اس لیبارٹری کا صحیح محل وقوع اور اس کا اندرونی نقشہ محفوظ تھا جسے ریڈ ٹاک لیبارٹری کہا جاتا تھا۔ یہاں دن کے وقت بھی کوئی غیر متعلق آدمی داخل نہ ہو سکتا تھا۔ چاہے وہ کتنا بڑا افسر ہی کیوں نہ ہو۔

بلڈنگ کی حفاظتی گارڈ کا تعلق فوج سے تھا اور یہ حفاظتی گارڈ روزانہ تبدیل کر دی جاتی تھی۔ صرف ایکریمیا کا ملٹری سیکرٹ سروس کا چیف ہی جان سکتا تھا کہ کل یہاں کس کی ڈیوٹی ہو سکتی ہے۔

صفدر کئی گھنٹوں سے جھاڑیوں کے پیچھے بیٹھا ان تمام حفاظتی انتظامات کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ وہ آج ہی ایک طیارے سے ایکریمیا کی اس ریاست کے دارالحکومت پہنچا تھا۔ اس کے پاس ایکریمیئن کاغذات تھے۔ اور پاکیشیا سے چلتے ہوئے ایکسٹو نے ہی اسے اس بلڈنگ کی نشاندہی کی تھی کہ پہلے یہاں سے نقشہ حاصل کیا جانا ضروری تھا اس کے بعد ہی وہ لیبارٹری میں داخل ہو کر ریڈ ٹاک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

فارمولا یا ریڈ ٹاک بنا ہوا حاصل کر سکتا تھا۔

لیکن صفدر کو خواب میں بھی یہ توقع نہ تھی کہ اس عمارت کی حفاظت اس انداز میں کی جا رہی ہو گی۔ لیکن وہ سپر ایجنٹ تھا اس لیے اس نے بہرحال بلڈنگ میں نہ صرف داخل ہونا تھا بلکہ وہاں سے نقشہ بھی حاصل کرنا تھا۔ اس لیے وہ جھاڑیوں کے پیچھے بیٹھا مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ وہ کس طرح اندر داخل ہو سکتا ہے۔ اس کی پشت پر ایک بیگ لدا ہوا تھا۔ جس میں اس نے ضروری آلات اور اسلحہ رکھا ہوا تھا۔

اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ اس عمارت میں جبراً داخل ہوا جائے۔ چنانچہ وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھا اور اس نے جیبوں میں ہاتھ ڈالے اور نیشنل پارک کے مین گیٹ کی طرف اس طرح چل پڑا جیسے وہ پارک کی سیر کرتا ہوا خاصا تھک گیا ہو۔ گیٹ سے نکل کر وہ سڑک پر آیا اور اسی لمحے اسے ایک خیال آ گیا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اس نے بلڈنگ میں داخل ہونے کا لائحہ عمل تیار کر لیا تھا۔ گیٹ سے باہر وہ سڑک پر تیز تیز قدم اٹھاتا دائیں طرف چلنے لگا۔ آتے ہوئے اس نے پارک کے دائیں سائیڈ پر فصلوں پر چھڑکاؤ کرنے والی کمپنی کا بورڈ دیکھا تھا اور اندر احاطے میں ایک چھوٹا ہیلی کاپٹر بھی اسے نظر آیا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس کمپنی کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

گیٹ پر ایک مسلح چوکیدار کھڑا تھا اور پھاٹک بند تھا۔ لیکن چھوٹی چار دیواری سے اسے اندر عمارت خالی نظر آ رہی تھی وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ چنانچہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چوکیدار اسے

دیکھ کر الرٹ ہو گیا۔

"یہ ہیلی کاپٹر کتنی فصل پر ایک دن میں چھڑکاؤ کر لیتا ہے" ——؟ صفدر نے چوکیدار کے قریب پہنچ کر بڑے شریفانہ لہجے میں پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم —— آپ صبح مینجر سے مل سکتے ہیں" —— چوکیدار نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ غور سے صفدر کو دیکھ رہا تھا جس نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا۔

"اچھا تو پھر چھٹی کرو" —— صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا دایاں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور چوکیدار کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ سا چھوٹا۔ جیسے تُلے ہاتھ کی ایک ہی ضرب سے چوکیدار لہرا کر نیچے گرنے لگا تو صفدر نے جلدی سے اُسے سنبھالا اور پھر اُسے اٹھا کر اس نے بڑی تیزی سے پھاٹک کی ایک سائیڈ میں لٹا دیا۔ اس طرف چونکہ اندھیرا تھا اس لئے اُسے اطمینان تھا کہ چوکیدار کو آسانی سے وہاں پڑے نہ دیکھا جا سکے گا۔ اور صفدر نے آگے بڑھ کر بڑے اطمینان سے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھولی اور اندر داخل ہو گیا۔ اندر واقعی کوئی آدمی نہ تھا۔ اس لئے صفدر کے ہیلی کاپٹر تک پہنچنے میں کوئی مزاحم نہ ہوا۔ صفدر ہیلی کاپٹر میں سوار ہوا۔ اور اس نے جیب سے ایک مڑی ہوئی تار نکالی اور چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ پٹرول ٹینک میں خاصا پٹرول موجود تھا۔ اس لئے صفدر نے اطمینان سے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا اور کچھ بلندی پر جانے کے بعد اس نے خاکستری رنگ کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بلڈنگ کے مخالف سمت ہیلی کاپٹر بڑھا دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس طرح رات کو اچانک ہیلی کاپٹر کے فضا میں اڑانے سے بلڈنگ میں موجود افراد چونکنے بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے بلڈنگ کی مخالف سمت میں ہیلی کاپٹر کے جانے کے بعد وہ مطمئن ہو گئے ہوں گے۔

ایک لمبا چکر کاٹنے کے بعد وہ ہیلی کاپٹر کو لے کر خاکستری بلڈنگ کے عقبی طرف آیا اور پھر اس نے ایک جگہ ہیلی کاپٹر کو معلق کر کے بیگ میں سے ایک سب مشین گن کے پارٹس نکالے اور انہیں تیزی سے جوڑنے لگا۔ سب مشین گن کی نال خصوصی قسم کی تھی اس کے آگے ایک نفیس سا سائلنسر لگا ہوا تھا۔ میگزین چیک کر کے صفدر نے سب مشین گن گھٹنوں پر رکھی اور ہیلی کاپٹر کو تیزی سے خاکستری بلڈنگ کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کی بلندی اتنی رکھی تھی کہ وہ بلڈنگ کی چھت سے ذرا اونچا تھا۔ اب بلڈنگ کی چھت اُسے دور سے نظر آنے لگ گئی تھی۔

جیسے جیسے بلڈنگ قریب آتی جا رہی تھی صفدر کے خون کا دوران تیز ہوتا جا رہا تھا۔ لیکن اس کا ذہن پُرسکون تھا۔ پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر بلڈنگ کے اوپر پہنچا۔ صفدر نے جلدی سے اس کے معلق ہونے کا بٹن دبایا اور سب مشین گن سنبھال لی۔ چھت پر چھ مسلح افراد موجود تھے جو سب اب ہیلی کاپٹر کی طرف متوجہ تھے۔ صفدر نے انتہائی پھرتی سے نال کو کھڑکی کے کونے میں رکھا اور دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی مسلسل آوازوں کے ساتھ ہی چھ کے چھ افراد وہیں چھت پر ہی ڈھیر ہو گئے۔ صفدر کے لئے اچھی بات یہ ہو گئی کہ وہ سب اس وقت

اکٹھے اور چھت کے درمیان کھڑے تھے۔ صفدر نے بجلی کی سی پھرتی سے ہیلی کاپٹر کا بٹن دبایا اور دوسرے لمحے اس نے ہیلی کاپٹر بلڈنگ کی چھت کے درمیان اتار دیا۔

ابھی وہ ہیلی کاپٹر سے نیچے اترا ہی تھا کہ اچانک ایک مُردہ سپاہی کی جیب سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں اُسے سنائی دیں۔ وہ جلدی سے آگے بڑھا اور اس سپاہی کی جیب میں ہاتھ ڈال کر چھوٹا سا جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔۔۔ تھری ون لی۔۔۔ یہ چھت پر ہیلی کاپٹر کیوں رک گیا ہے۔ اوور"۔۔۔ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"خراب ہو گیا ہے سر!۔۔۔ پائلٹ ٹھیک کر رہا ہے۔ اوور"۔ صفدر نے کھانستے ہوئے انداز میں کہا۔

"اُسے کہو کہ فوراً یہاں سے ہیلی کاپٹر لے جائے۔۔۔ ورنہ اسے تباہ کر دیا جائے گا۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"یس سر۔ اوور"۔۔۔ صفدر نے اسی لہجے میں کہا اور پھر بٹن دبا کر رابطہ ختم کیا اور اُسے جیب میں ڈال کر وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا سیڑھیوں کے دروازے کی طرف بڑھا۔ سیڑھیوں کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگا۔ لیکن جیسے ہی اس نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا۔ پوری بلڈنگ تیز سائرنوں کی آواز سے گونج اٹھی۔ اور اس کے ساتھ ہی نیچے سے بھاگ دوڑ اور چیخنے چلانے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رفتار

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تیز کر دی اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ نچلی منزل پر پہنچ گیا۔ اسی لمحے اسے نیچے سیڑھیوں سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز اوپر آتی سنائی دی تو اس نے اسی منزل کا بند دروازہ لات مار کر ایک دھماکے سے کھولا اور دوسرے لمحے اچھل کر اندر گھس کر سائیڈ میں کھڑا ہو گیا

دوسرے لمحے چار مسلح سپاہی دوڑتے ہوئے اس پلیٹ فارم پر نمودار ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ صفدر نے اپنی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ ایک بار پھر ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ چاروں وہیں ڈھیر ہو گئے اور صفدر اچھل کر دوبارہ دروازے سے نکلا اور پھر ان کی لاشیں پھلانگتا ہوا وہ بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا اس سے نچلی منزل کے پلیٹ فارم پر پہنچ گیا۔

اسی لمحے اچانک ایک سائیڈ سے فائرنگ ہوئی اور صفدر کے ہاتھوں میں تھامی ہوئی سب مشین گن اچھل کر ایک طرف جا پڑی صفدر نے تیزی سے غوطہ لگایا اور اس کے ساتھ ہی عین اس جگہ جہاں وہ ایک لمحہ پہلے موجود تھا گولیوں کی جیسے بارش سی ہو گئی صفدر کا ہاتھ جیب سے باہر آیا اور ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی ایک چیخ بلند ہوئی اور پلیٹ فارم کا وہ پورا ٹکڑا خوفناک گڑگڑاہٹ کے ساتھ ٹوٹ کر نیچے جا گرا۔ اب وہاں خلا سا بن گیا تھا صفدر نے دوسرا بم اس خلا میں اچھال دیا اور دوسرے لمحے نیچے ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے اس طرح اس خلا میں نیچے چھلانگ لگا

دی جیسے کوئی آدمی کسی کنوئیں میں کود گیا ہو۔ نیچے کودتے ہی اس نے قلابازی کھائی اور چند لمحوں بعد اس کے قدم زمین سے ٹکرائے تو وہ تیزی سے قلابازی کھا کر یکلخت ایک طرف کو جا گرا۔ اب وہ ایک موٹے سے ستون کی اوٹ میں تھا۔ سامنے برآمدے میں چھ مسلح افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے تیزی سے بھاگتے ہوئے آ رہے تھے جب کہ اس خلا کے نیچے جہاں صفدر گرا تھا تین لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ صفدر نے ایک بار پھر جیب سے ہاتھ باہر نکالا اور دوسرے لمحے دوڑتے ہوئے سپاہیوں کے بالکل سامنے ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور چھ کے چھ افراد کے جسم اس طرح فضا میں بلند ہوئے جیسے کوئی اولمپک میں ہائی جمپ کا مظاہرہ کر رہا ہو۔ اور پھر وہ ٹکڑوں کی صورت میں تبدیل ہو کر گرے مشین گنوں کے گرنے کی آواز خوفناک دھماکے کی آواز میں دب سی گئی تھی۔

صفدر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے دوڑ کر ایک مشین گن اٹھائی اور تیزی سے آگے دوڑتا گیا۔ درمیانی راہداری کے قریب پہنچ کر وہ رکا اور اس نے خود سائیڈ میں رہ کر راہداری کی طرف مشین گن کی نال کر کے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی راہداری میں سے دو چیخیں بلند ہوئیں اور اس کے ساتھ ہی صفدر اچھل کر راہداری میں آگیا۔ راہداری کے اختتام پر دو آدمی فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ صفدر انہیں پھلانگتا ہوا راہداری کے اختتام میں نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں اترنے لگا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ یہ دروازہ ٹھوس لوہے کا بنا ہوا تھا صفدر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے سیڑھیاں اترتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ بیگ میں ڈالا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ قوس کی طرح گھوما اور دروازہ ایک خوفناک دھماکے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اندر جا گرا۔ اور صفدر ایک لمبی چھلانگ لگا کر اندر جا گرا۔ لیکن نیچے گرتے ہی وہ اس طرح اچھلا جیسے اس کے جوتوں کے نیچے سپرنگ لگے ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن نے گولیاں برسانی شروع کر دیں وہ لٹو کی طرح گھومتا ہوا چاروں طرف مسلسل گولیاں برساتے چلا جا رہا تھا۔ لیکن جب کوئی چیخ بلند نہ ہوئی تو وہ رک گیا۔ اور اس لمحے اس نے دیکھا کہ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو بالکل خالی تھا۔ کمرے کی آخری سائیڈ میں ایک میز اور کرسی موجود تھی جو صفدر کی گولیوں سے داغدار ہو گئی تھیں۔

صفدر دوڑتا ہوا اس میز کی طرف بڑھا۔ میز کی ٹاپ بالکل خالی تھی۔ لیکن صفدر اس کی مخصوص بناوٹ دیکھتے ہی سمجھ گیا اور اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا دستہ پوری قوت سے میز کی ٹاپ پر مارا تو ایک سیٹی کی آواز بلند ہوئی اور اس کے ساتھ ہی کمرے کی ایک دیوار درمیان سے کھلتی چلی گئی۔ اندر ایک طویل راہداری تھی۔ صفدر تیزی سے اس راہداری میں داخل ہوا۔ لیکن ابھی اس نے چند قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ سر کی تیز آواز کے ساتھ ہی اس کے عقب میں دیوار برابر ہو گئی۔ لیکن صفدر ایک لمحے کے لئے نہ ہی رکا اور نہ اس نے مڑ کر دیکھنے کی ضرورت محسوس کی۔ وہ مسلسل دوڑتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ لیکن اچانک اسے رکنا پڑا۔ راہداری کے اختتام پر

ٹھوس دیوار موجود تھی۔ اس نے ایک بار پھر بیگ میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے پہلے جیسا خوفناک دھماکہ ہوا اور دیوار کے درمیان سے ٹکڑے ہو کر دوسری طرف جا گرے۔ صفدر چند لمحے ایک سائیڈ پر کھڑا ردعمل کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ دوڑتا ہوا ٹوٹی ہوئی دیوار کو کراس کر کے دوسری طرف آ گیا۔

یہ ایک بہت بڑا ہال تھا جس میں ہر طرف سرخ رنگ کی الماریاں موجود تھیں۔ ہر الماری کے ارد گرد نیلے رنگ کی چمکدار روشنیاں گھوم رہی تھیں۔ صفدر خاموشی سے ان الماریوں کو دیکھتا رہا اور پھر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا جس کے اوپر ریڈ ٹاک کا سٹکر لگا ہوا تھا۔ صفدر کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ اس نے جلدی سے پشت پر موجود بیگ اتارا اور بیگ میں سے اس نے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا اور اس کی سائیڈ میں لگے ہوئے ایریل کو کھینچ کر لمبا کر دیا۔ جب ایریل پوری طرح کھل گیا تو صفدر نے ڈبے کی سائیڈ میں لگا ہوا بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے ایریل کے باریک سرے سے سرخ روشنی کی تیز دھار سی نکلی اور پھر جیسے ہی یہ دھار نیلے رنگ کی روشنی سے ٹکرائی، ہلکا سا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی نیلی روشنیاں یکلخت غائب ہو گئیں اور الماری کا پٹ خود بخود کھل گیا۔ اندر ایک موٹی سی سرخ رنگ کی فائل اکیلی پڑی ہوئی تھی۔ صفدر نے جلدی سے ہاتھ اس فائل کو اٹھانے کے لئے بڑھایا۔ لیکن دوسرے لمحے ایک زوردار گڑگڑاہٹ ہوئی اور الماری بجلی کی سی تیزی سے زمین میں دھنستی چلی گئی۔ صفدر نے بڑی مشکل سے اپنا ہاتھ واپس کھینچا۔ ورنہ لازماً اس کا ہاتھ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کلائی سے کٹ جاتا۔ پلک جھپکنے میں فرش برابر ہو چکا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی صفدر کو ٹوٹی ہوئی دیوار کی طرف سے بے شمار بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ صفدر نے تیزی سے جھک کر فرش پر پڑا ہوا اپنا بیگ اٹھایا اور پھر ایک کونے کی طرف ہٹتا چلا گیا۔

"جو کوئی بھی اندر ہے ——— ہاتھ اٹھا کر باہر آ جائے ——— ورنہ ایک منٹ بعد اس پورے ہال کو بموں سے اڑا دیا جائے گا" ——— ٹوٹی ہوئی دیوار کی دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی صفدر نے ہونٹ بھینچ کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور اس بار اس کے ہاتھ میں ایک چار انچ لمبی پتلی سی پتی تھی۔ صفدر نے جلدی سے اس کا ایک کونا موڑا اور پھر اسے اس طرح ٹوٹی ہوئی دیوار کی طرف اچھال دیا جیسے نیچے تالاب میں پانی کی سطح پر دور تک پھسلنے کے لئے چپٹے پتھر پھینکتے ہیں۔ پتی ہواؤں میں تیرتی ہوئی ٹوٹی ہوئی دیوار کی دوسری طرف غائب ہو گئی۔

اسی لمحے اس طرف ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا کہ صفدر کو ایک لمحے کے لئے یہی محسوس ہوا جیسے پوری بلڈنگ فضا میں اڑ گئی ہو۔

دھماکہ ہوتے ہی صفدر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جیب سے اسی طرح کی دوسری لیکن پہلی سے آدھی چھوٹی پتی نکال کر اسی طرح کونا موڑ کر اسے الماری کے دھنسنے سے ذرا پہلے فرش پر رکھا اور پھر پیچھے ہٹ کر اس نے مشین گن کی نال کا رخ اس پتی کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی خوفناک دھماکہ

ہوا اور دوسرے لمحے فائل والی الماری زمین سے اس طرح نکل کر باہر آ گری جیسے اسے کسی دیو نے نیچے سے اوپر اچھال دیا ہو نیچے گرتے وقت اس میں موجود فائل نکل کر فرش پر گری اور اس کے کاغذ ادھر ادھر بکھر گئے۔ صفدر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جلدی سے تمام کاغذ سمیٹ کر انہیں اپنے بیگ میں ٹھونسا اور پھر تیزی سے اس ٹوٹی ہوئی جگہ کی طرف بڑھا جہاں اس نے پہلی پتی پھینکی تھی۔ اس نے ایک سائیڈ پر رک کر باہر جھانکا تو وہ چونک پڑا۔ پوری راہداری کی دیوار پھٹ چکی تھی۔ لیکن چھت اسی طرح قائم تھی۔ البتہ فرش میں جگہ جگہ گڑھے پڑے ہوئے تھے۔ اور ان گڑھوں میں پڑی ہوئی فوجیوں کی لاشیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

صفدر اچھل کر اس راہداری میں آیا اور پھر وہ آگے جانے کی بجائے پھٹی ہوئی دیوار میں موجود بڑے سے کریک میں سے گذر کر دوسری طرف آ گیا۔ یہ ایک برآمدہ سا تھا جس کی دوسری طرف کھلی جگہ تھی اور اس کھلی جگہ سے آگے وہ حصہ تھا جس میں ابھی تک کتے بری طرح بھونکتے ہوئے دوڑ رہے تھے۔

عمارت کی چار دیواری کی دوسری طرف صفدر کو ہر طرف پھیلی ہوئی بڑی بڑی جیپیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ جن میں سے فوجی نکل نکل کر دیوار کے ساتھ ساتھ مورچے بنا رہے تھے۔ صفدر برآمدے کے کونے میں ایک لمحے کے لئے رکا رہا اور پھر وہ تیزی سے آگے کو نکلا اسے اس برآمدے کے کونے سے ایک بڑی سی گٹر لائن باہر کی طرف جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ اس گٹر لائن کا صرف چھوٹا سا ٹکڑا باہر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سے نظر آ رہا تھا۔ جبکہ باقی گٹر لائن زمین کے اندر تھی۔ یہ حصہ بھی برآمدے کی سائیڈ دیوار کی اینٹیں گرنے کی وجہ سے پڑ جانے والے گڑھے کی وجہ سے نظر آ رہا تھا۔

صفدر تیزی سے آگے بڑھا اور اچھل کر اس گٹر میں لیٹ گیا اسے یقین تھا کہ جن اینٹوں نے یہاں کی مٹی اکھیڑ دی ہے انہوں نے لازماً اس گٹر لائن میں بھی کہیں نہ کہیں سوراخ کر دیا گیا ہو گا اور اس کا خیال درست نکلا۔ ایک جگہ سے گٹر کا کافی سا حصہ ٹوٹ کر اندر گرا ہوا تھا صفدر رینگتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اس نے پہلے اپنا نچلا جسم اس ٹوٹے ہوئے حصے میں نیچے لٹکایا اور پھر ہاتھ چھوڑ دیئے۔ ایک ہلکے سے دھماکے سے وہ دوسرے لمحے گٹر کے اندر کھڑا تھا۔ لیکن گٹر کچھ آگے جا کر خم کھا کر دوبارہ عمارت کی طرف مڑ رہا تھا۔ صفدر تیزی سے آگے بڑھا اور پھر عین اس جگہ جہاں گٹر موڑ کاٹ رہا تھا۔ صفدر نے جیب سے ایک کیپسول نما بم نکال کر پوری قوت سے پھینک دیا اس بار دھماکہ نہ ہوا۔ البتہ کھٹاک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی گٹر کا وہ حصہ ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا۔ دوسرے لمحے صفدر نے طویل سانس لیا کیونکہ اس مڑے ہوئے حصے میں پیدا ہونے والے خلاء میں اسے سامنے جاتا ہوا ایک اور گٹر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ گٹر کا یہ موڑ صرف دھوکہ دینے کے لئے بنایا گیا تھا۔ ورنہ اصل گٹر تو سیدھا جا رہا تھا اور پانی یقیناً اس مڑے ہوئے حصے کی جڑ میں موجود انتہائی باریک سوراخوں میں سے اس گٹر میں جاتا ہو گا۔ یہ باریک سوراخ اب نظر آنے لگے تھے۔ صفدر دوڑتا ہوا اس گٹر میں داخل ہوا

اور پھر وہ سیدھا دوڑتا چلا گیا۔ کافی دُور آنے کے بعد وہ رُک گیا کیونکہ یہاں پہلی بار اُسے گٹر کی چھت پر دھانا نظر آیا تھا۔ جس پر لوہے کا ڈھکن تھا۔ اور ساتھ ہی لوہے کی سیڑھی اوپر جاتی دکھائی دے رہی تھی ابھی تک اس گٹر میں اس کے پیچھے کوئی نہ آیا تھا۔ البتہ اوپر چھت پر سے کبھی کبھی ہلکی ہلکی دھمک سی سنائی دے جاتی تھی۔

صفدر سیڑھیاں چڑھتا ہوا ڈھکن تک پہنچا۔ اور پھر اس نے کندھے سے زور لگا کر ایک جھٹکے سے ڈھکن کو اچھالنا چاہا۔ لیکن ڈھکن ذرا سا ہلا تو ضرور، لیکن اپنی جگہ سے علیحدہ نہ ہوا۔ صفدر ایک سیڑھی نیچے ہوا اور پھر اس نے اچھل کر پوری قوت سے ڈھکن پر کاندھے کی ضرب لگائی۔ اس بار ڈھکن تو واقعی اچھل کر دُور جا گرا۔ لیکن صفدر کو ایسے محسوس ہوا کہ جیسے اس کے کاندھے میں کسی نے گرم سلاخ اتار دی ہو۔ درد کی ایک تیز لہر نیچے پاؤں تک تیرتی چلی گئی۔ لیکن ڈھکن ہٹنے سے اندر آنے والی تازہ ہوا نے اس کی تکلیف میں فوراً نمایاں کمی پیدا کر دی اور صفدر ہونٹ بھینچے ذرا سا اوپر ہوا اور اس نے سر باہر نکال کر دیکھا۔ یہ ایک وسیع گراؤنڈ کا کنارہ تھا۔

یہ فٹ بال کا گراؤنڈ تھا اور اس وقت خالی پڑا ہوا تھا۔ خاکستری رنگ کی بلڈنگ وائیں طرف تقریباً پانچ سو گز کے فاصلے پر نظر آ رہی تھی۔ البتہ اس کی چھت کے کونوں میں لگی ہوئی مرکری لائٹیں بند تھیں چھت پر اب ایک کی بجائے کئی ہیلی کاپٹر کھڑے نظر آ رہے تھے اور عمارت کا احاطہ سپاہیوں سے بھرا ہوا تھا۔

”ہوں! —— تو ایک آدمی کے لئے یہ پوری فوج چڑھا لائے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہیں“ —— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا چند لمحوں میں گٹر سے باہر آ گیا۔

گراؤنڈ کے کنارے پر سے سیڑھیاں اوپر کو جا رہی تھیں۔ صفدر بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ اوپر ایک چوڑا برآمدہ تھا۔ جس کا اختتام ایک بڑے پھاٹک پر ہوتا تھا جو بند تھا۔ صفدر تیزی سے بھاگتا ہوا اس پھاٹک کے قریب پہنچا اور پھر وہ کسی بندر کی طرح پھاٹک پر چڑھتا ہوا دوسری طرف کود گیا۔ آگے مین روڈ تھی جو سیدھی ریگس ریونیو کی طرف جاتی تھی۔ اس کی دونوں سائیڈوں پر کمرشل بلڈنگیں تھیں۔ چونکہ کمرشل بلڈنگوں میں بلڈنگ کی حفاظت کے لئے رات کو دربان رکھے جاتے تھے اس لئے صفدر مین روڈ کی طرف جانے کی بجائے عقبی گلیوں میں گھستا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اور پھر ریگس ایونیو میں ایک چار منزلہ ہوٹل کے عقب میں پہنچ کر وہ رُکا اور اِدھر اُدھر دیکھ کر وہ آگ سے بچاؤ کے لئے بنی ہوئی لوہے کی سیڑھیوں پر چڑھتا ہوا تیسری منزل کے فائر ڈور پر آسانی سے پہنچ گیا۔ اس نے آہستہ سے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھُلتا گیا۔ اندر تیسری منزل کی راہداری سنسان پڑی تھی۔ ہر کمرے کا دروازہ بند تھا۔ صفدر جانتا تھا کہ اس منزل کے سٹیوارڈ اس وقت راہداری کے اختتامی موڑ پر نیند میں مدہوش پڑے ہیں۔ اس لئے اس نے مڑ کر احتیاط سے دروازہ بند کیا۔ وہ جاتے وقت اسے اس طرح بند کر گیا تھا کہ وہ آسانی سے کھُل بھی سکتا تھا۔ اور کھُلا ہوا بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔

پھر راہداری میں بچھے ہوئے دبیز قالین پر چڑھتا ہوا وہ کمرہ نمبر چوبیس

کے سامنے رک گیا۔ اس نے جیب سے وہی مڑی ہوئی تار نکالی جس کی مدد سے اس نے ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کیا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ اسی تار سے لاک کو باہر سے کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ آہستہ سے ہینڈل دبا کر اس نے دروازہ کھولا اور اندر جا کر اس نے اسی طرح آہستگی سے دروازہ بند کر دیا۔ اندر نائٹ بلب جل رہا تھا اور بستر پر چادر اس طرح رکھی ہوئی تھی جیسے کوئی سو رہا ہو۔

صفدر نے کمرے میں داخل ہوتے ہی باتھ روم کا رخ کیا باتھ روم میں گھس کر اس نے دروازہ بند کر کے جلدی سے پشت پر موجود بیگ اتارا اور اس میں ٹھنسے ہوئے کاغذ نکال کر اس نے انہیں تہہ کیا اور واٹر ٹینکی کا ڈھکن اٹھا کر اس نے اندر رکھے ہوئے پلاسٹک کے لفافے کو باہر نکالا اور اس کے منہ پر موجود زپ کھول کر اس نے کاغذ اس لفافے کے اندر رکھ کر زپ بند کی اور تھیلے کو واپس ٹینکی میں رکھ کر ڈھکن کو پہلے کی طرح جما دیا۔ پھر اس نے سب سے پہلے ہاتھوں پر چڑھے ہوئے باریک سے دستانے اتارے۔ اور پھر لباس اتارنے میں مصروف ہو گیا۔ لباس اتار کر اس نے ایک طرف ڈالا اور باتھ روم میں موجود وارڈ روب کا دروازہ کھول کر اندر ٹنگا ہوا سلیپنگ سوٹ نکال کر پہنا۔ اور پھر اس نے فرش پر پڑا ہوا لباس اٹھا کر وارڈ روب کے سب سے نچلے خانے کے آخر میں اس طرح ڈالا جیسے پرانے کپڑے رکھے جاتے ہیں۔ دروازہ بند کر کے وہ مڑا اور پھر باتھ روم سے نکل کر بیڈ کی طرف آ گیا۔ اس نے چادر ہٹا کر بیڈ پر پڑے ہوئے تکیے ہٹائے اور انہیں سرہانے کی طرف رکھ کر وہ بیڈ پر لیٹا اور چادر اپنے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جسم پر ڈال کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ ایک خوفناک ترین مشن کو انتہائی کامیابی سے پورا کر لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس لئے اس کا ذہن خاصا مطمئن تھا۔

صفدر کو معلوم تھا کہ اب وہ لوگ اسے کسی طرح بھی نہ ڈھونڈ سکیں گے۔ اور پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں میں نیند بھرتی گئی۔ اور چند لمحوں بعد وہ گہری نیند سو چکا تھا۔ چونکہ اس مشن میں وہ بری طرح تھک گیا تھا۔ اس لئے وہ انتہائی گہری نیند سو رہا تھا۔ حالانکہ عام طور پر وہ اتنی گہری نیند سونے کا عادی نہ تھا۔

پھر نجانے کس وقت اچانک دروازے پر ہونے والے زوردار دھماکے سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ دروازہ اس قدر تیزی سے دھڑ دھڑایا جا رہا تھا کہ صفدر اچھل کر اٹھ بیٹھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ بیڈ سے نیچے اترتا۔ دروازہ ایک زوردار دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے چار مشین گنوں سے مسلح فوجی اچھل کر اندر آ گئے۔

"خبردار! — ہاتھ اٹھا دو۔ ورنہ" — سب فوجیوں نے بیک وقت چیختے ہوئے کہا اور صفدر نے دونوں ہاتھ فوراً اپنے سر پر رکھ لئے کیونکہ فوجیوں کا انداز بتا رہا تھا کہ اگر اس نے ایک لمحے کے لئے بھی دیر کی تو وہ اس پر فائر کھول دیں گے۔

"کک — کک — کیا بات ہے — کون ہو تم" — صفدر نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"نیچے کھڑے ہو جاؤ" — ایک فوجی نے جو کاندھے پر لگے ہوئے اسٹارز سے میجر لگ رہا تھا۔ انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور صفدر اسی طرح

سر پر ہاتھ رکھے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ واقعی اس وقت بُری طرح پھنس گیا تھا کیونکہ تین مشین گنیں اس کے تینوں اطراف سے اُس کا احاطہ کئے ہوئے تھیں۔

میجر نے آگے بڑھ کر بڑے محتاط انداز میں اس کی تلاشی لی۔ لیکن ظاہر ہے سلیپنگ سوٹ میں کیا چیز ہو سکتی تھی۔

میجر نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے دونوں بازو پکڑ کر نیچے کئے اور دوسرے لمحے کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اُس کی دونوں کلائیوں میں کلپ ہتھکڑی پڑ چکی تھی۔ اب صفدر مکمل طور پر بے بس ہو گیا تھا۔

"جلدی کرو — تلاشی لو اور وہ کاغذات ڈھونڈو" —— میجر نے اُسے کرسی پر دھکا دیتے ہوئے چیخ کر سپاہیوں سے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال کر صفدر کی طرف کر دیا۔ ایک سپاہی اسی طرح مشین گن اٹھائے کھڑا رہا۔ جب کہ باقی دو سپاہیوں نے تیزی سے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

صفدر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ البتہ اس نے جان بوجھ کر چہرے پر شدید حیرت اور الجھن کے تاثرات نمایاں کر رکھے تھے۔ کیونکہ ایسی سچوئیشن میں حیرت ظاہر نہ کرنا بھی اُسے مشکوک کر سکتا تھا۔

"سر! — کمرے میں کوئی چیز نہیں ہے" —— دونوں سپاہیوں نے تھوڑی دیر بعد اعلان کیا۔

"اسے بازوؤں سے پکڑ کر اٹھاؤ —— اور باتھ روم میں دھکیل دو۔ یہ خطرناک آدمی ہے —— ہو سکتا ہے اس نے وہاں کوئی ٹریپ لگا رکھا ہو" —— میجر نے چیختے ہوئے کہا اور دو سپاہیوں نے صفدر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کو بازوؤں سے پکڑ کر اٹھایا۔ اور پھر اُسے دھکیلتے ہوئے باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

میجر نے لات مار کر باتھ روم کا دروازہ کھولا اور دونوں سپاہیوں نے زور سے دھکا دے کر صفدر کو اندر دھکیل دیا۔ صفدر لڑکھڑاتا ہوا باتھ روم کے درمیان میں جا کھڑا ہوا۔ جب اُسے اندر داخل ہونے پر کچھ نہ ہوا تو میجر اور سپاہی تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

"تلاشی لو ہر چیز کی —— کوئی جگہ باقی نہ رہ جائے" —— میجر نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا اور دو سپاہی تو وارڈ روب کی طرف بڑھ گئے جب کہ ایک سپاہی اُس ٹینکی کی طرف بڑھا جس کے اندر پلاسٹک کے لفافے میں کاغذات موجود تھے۔ اور صفدر نے ہونٹ بھینچ لئے اس کا دماغ زلزلے کی زد میں آ گیا تھا۔ جو کاغذات اس نے اپنی جان پر کھیل کر اور نجانے کتنے فوجیوں کو ہلاک کر کے حاصل کئے تھے، اتنی آسانی سے اس کے ہاتھوں سے نکلے جا رہے تھے۔

سپاہی نے ٹینکی کے اندر ہاتھ ڈالا اور صفدر کا سانس رک گیا۔ لیکن دوسرے لمحے سپاہی کا ہاتھ خالی باہر آ گیا اور اُس کے ساتھ ہی اس نے ٹینکی بند کر دی۔ اب وہ ایک طرف کونے میں رکھے ہوئے ڈبے کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں استعمال شدہ واشنگ پیپر بھرے ہوئے تھے۔ لیکن صفدر سپاہی کے خالی ہاتھ باہر آنے پر سخت حیران تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ سپاہی کے ہاتھ میں وہ پلاسٹک کا تھیلا کیوں نہیں آیا۔ حالانکہ وہ کافی بڑا تھا۔

"سر! — یہاں بھی کچھ نہیں ہے" —— وارڈ روب کی تلاشی

لینے والے سپاہیوں نے بھی ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔ اور اب صفدر مزید حیران ہو گیا۔ کیونکہ کھلی وارڈروب میں اُسے اپنا وہ لباس اور بیگ دونوں نظر نہ آ رہے تھے جو اس نے مشن کے دوران استعمال کیا تھا۔ حالانکہ اس نے ان دونوں کو خود الماری کے نچلے خانے میں رکھا تھا۔

"اوہ! — یہ کیسے ممکن ہے — ٹیلی ڈیٹکٹو نے اس کمرے کی نشاندہی کی ہے — ٹھہرو! میں دیکھتا ہوں" — میجر نے کہا اور پھر وہ تیزی سے پہلے وارڈروب کی طرف بڑھا۔ اس نے اس میں لٹکے ہوئے لباس نکال نکال کر باہر پھینکنا شروع کر دیئے۔ لیکن یہ عام سے لباس تھے۔ میجر نے ان کی جیبیں بھی ٹٹولیں۔ لیکن صفدر نے دانستہ ان میں کوئی ہتھیار نہ رکھا تھا۔ اس کے تمام ہتھیار اسی بیگ میں تھے۔ اور وہ بیگ اور سیاہ چُست لباس دونوں واقعی وارڈروب میں موجود نہ تھے۔

وارڈروب سے مایوس ہو کر میجر ٹینکی کی طرف بڑھا۔ اس نے ڈھکن اٹھا کر اندر ہاتھ ڈالا اور کافی دیر تک پانی میں ہاتھ گھماتا رہا۔ پھر اچانک چونک کر اس نے ہاتھ باہر کھینچا تو صفدر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ میجر کے چونکنے پر ہی سمجھ گیا تھا کہ بیگ اُسے مل گیا ہے۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر حیران ہو گیا جب اس نے میجر کا خالی ہاتھ باہر آتے دیکھا۔ میجر نے ہاتھ باہر نکال کر ٹینکی کا ہینڈل گھما دیا اور گڑگڑاہٹ کے ساتھ ٹینکی میں بھرا ہوا پانی کموڈ میں بہنے لگا۔ میجر نے اب خالی ٹینکی کے اندر جھانک کر دیکھا اور پھر منہ بنا کر اس نے ڈھکن ایک دھماکے سے بند کر دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"اسے باہر لے آؤ" — میجر نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا اور خود تیزی سے باہر نکل آیا۔

سپاہی صفدر کو پکڑے باہر آ گئے۔ لیکن اس بار ان کی گرفت بھی نرم اور دوستانہ تھی۔ اب میجر کمرے کی تلاشی لینے میں مصروف تھا۔ لیکن صفدر کے چہرے پر اصل حیرت تھی۔ کاغذات بھی غائب تھے اور اس کا لباس اور بیگ بھی۔ حالانکہ اس نے خود انہیں وہاں رکھا تھا اور اس دوران کمرے کا دروازہ بھی اندر سے بند تھا اور عقبی کھڑکی بھی بدستور بند تھی۔ پھر یہ چیزیں کہاں چلی گئی تھیں۔

"ہوں! — اس کا مطلب ہے کہ ٹیلی ڈیٹکٹو سے غلطی ہو گئی ہے — ٹھیک ہے۔ ہتھکڑی کھول دو" — میجر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور ایک سپاہی نے جلدی سے صفدر کی کلائیوں میں جکڑی ہوئی ہتھکڑی کھول دی۔

"اب کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے یہ ساری کارروائی کس لئے کی ہے" — صفدر نے کلائیوں کو ملتے ہوئے خشک لہجے میں کہا۔

"سنو مسٹر اینڈل! — میرا نام میجر سویرز ہے اور میرا تعلق ملٹری سیکرٹ سروس سے ہے — میں نے تمہارے کاغذات نیچے ہوٹل کے ریکارڈ میں چیک کئے ہیں۔ وہ کاغذات درست ہیں لیکن یہاں سے دُور ایک عمارت سے انتہائی اہم سرکاری کاغذات چوری ہو گئے ہیں — اور ان کاغذات کی تلاش کے لئے اس وقت پورے شہر میں فوج پھیلی ہوئی ہے — میرے پاس آرڈر ہیں کہ

ہم ہر مشکوک جگہ کی تلاشی لے سکتے ہیں ——— اور ہر مشکوک آدمی کو گرفتار کر سکتے ہیں" ——— میجر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے ——— اور میں نے بھی سرکاری کام میں مداخلت نہیں کی۔ کیونکہ میں ایک عام سا سیلز مین ہوں ——— میرا کسی چکر سے کیا تعلق ہو سکتا ہے ——— لیکن آپ نے آخر پورے ہوٹل میں میرے کمرے کو ہی کیوں مشکوک سمجھا" ——— صفدر نے کہا۔

"دراصل ان کاغذات پر ایک مخصوص مادہ لگا ہوا ہے۔ جسے ٹیلی ڈیٹیکٹو کے ذریعے چیک کیا جا سکتا ہے ——— اور ٹیلی ڈیٹیکٹو نے ہمیں اسی کمرے کی نشاندہی کی تھی کہ کاغذات یہاں موجود ہیں۔ لیکن اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ ٹیلی ڈیٹیکٹو سے یقیناً غلطی ہو گئی ہے گو تمہارا قد و قامت اس آدمی سے بالکل ملتا جلتا ہے جس نے یہ کاغذات چرائے ہیں ——— لیکن نہ ہی یہاں سے وہ لباس ملا ہے جو اس شخص نے واردات کے وقت پہنا ہوا تھا اور نہ کاغذات ملے ہیں ——— اس لئے ہم تمہیں چھوڑ کر جا رہے ہیں ——— لیکن جب تک کاغذات دستیاب نہیں ہو جاتے، تمہاری نگرانی کی جائے گی"۔

میجر نے کہا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ——— سپاہیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ سب باہر چلے گئے تو صفدر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر کاغذات کہاں گئے۔

چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور نائٹ منیجر دو سٹیورڈز کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"مسٹر اینڈل! ——— ہم مجبور تھے ——— یہ تمام کارروائی انتہائی اعلیٰ سرکاری پیمانے پر ہو رہی ہے" ——— منیجر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں ——— شہروں میں اکثر ایسا ہو جاتا ہے۔ آپ پلیز مجھے کچھ وسکی بھجوا دیں" ——— صفدر نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا اور منیجر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

ان کے جانے کے بعد صفدر اٹھا اور تقریباً دوڑتا ہوا باتھ روم میں داخل ہو گیا۔ اس نے جلدی سے ٹینکی کا ڈھکن اٹھایا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اب اسے وہ لفافہ مل جائے گا۔ لیکن خالی ٹینکی اس کا منہ چڑا رہی تھی۔ وہ ڈھکن واپس رکھ کر وارڈ روب کی طرف مڑا۔ لیکن وہ بھی خالی تھی۔ صفدر سر جھکائے واپس کمرے میں آیا اور بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ انتہائی دل گرفتہ اور مایوس ہو گیا ہے۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دماغ خالی خالی سا ہو گیا ہو۔

ابھی وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور سٹیورڈ ٹرے میں وسکی کی بوتل اور برف کی ٹرے کے ساتھ ایک خالی جام اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے ادب سے بوتل، برف کی ٹرے اور جام میز پر رکھا اور ٹرے اٹھا کر باہر جانے لگا اور پھر رک گیا۔

"سپر ایجنٹ اس قدر گہری نیند نہیں سویا کرتے جناب" ——— سٹیورڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے

اس کے سر پر بم پھٹ پڑا ہو۔

"عمران — عمران صاحب آپ" — صفدر بُری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں بول رہا تھا۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹ کر کانوں تک پہنچتے پہنچتے رہ گئی تھیں۔

"ارے بوکھلانے کی کیا ضرورت ہے — یہاں ڈکٹا فون موجود ہے — لیکن میں نے اس پر فی الحال برف کی ٹرے رکھ دی ہے اور تم جانتے ہو کہ ٹھنڈک کی وجہ سے ڈکٹا فون کام نہیں کرتا — ویسے تمہارا پلاسٹک والا لفافہ اور تمہارا لباس سب کچھ تمہارے بیڈ کے نیچے موجود قالین کے نیچے رکھے ہوئے ہیں" — سٹیوارڈ نے جو عمران تھا نے جلدی سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کچھ کہتا وہ دروازہ کھول کر باہر جا چکا تھا۔

صفدر چند لمحے تو حیرت سے صُمٌ بُکمٌ بنا بیٹھا رہا۔ پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور بیڈ کے نیچے گھس گیا۔ دبیز قالین پر اس نے ہاتھ مارے۔ لیکن اُسے کہیں بھی ابھری ہوئی جگہ نظر نہ آئی۔

اسی لمحے دروازے سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"وہ بالکل درمیان میں ہیں — لیکن کاغذات ابھی قالین سے باہر نہ نکالنا۔ ورنہ ٹیلی ڈیٹکٹو دوبارہ اس کی نشاندہی کر دے گا۔ پہلے بانس کاغذ کا تھیلا لے آؤ۔ اس میں انہیں ڈال لینا۔ پھر ٹیلی ڈیٹکٹو بےبس ہو جائے گا" — اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ اور صفدر کھسکتا ہوا بیڈ کے نیچے سے باہر نکل آیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"اصل سُپر ایجنٹ تو عمران ہے — ورنہ میں تو سب کچھ کرنے کے باوجود آسانی سے پکڑا جا چکا تھا" — صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے وہسکی کی بوتل اور جام اٹھایا اور باتھ روم میں جا کر اس نے دوبار جام بھر کر اُسے کموڈ میں انڈیل دیا اور پھر آدھی بوتل اور استعمال شدہ جام واپس میز پر رکھ کر وہ اطمینان سے بیڈ پر لیٹ گیا۔ اب وہ واقعی انتہائی مطمئن نیند سونے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ ظاہر ہے اب اسے عمران کی وہاں موجودگی سے یقینی تحفظ کا احساس ہو رہا تھا۔

کار خاصی تیز رفتاری سے انتہائی چوڑی سڑک پر اُڑی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا جب کہ اس کی ساتھ والی سیٹ پر جولیا اور پچھلی سیٹوں پر کیپٹن شکیل۔ تنویر اور نعمانی بیٹھے تھے وہ سب مقامی میک اپ میں تھے۔ سڑک پر تیز رفتار گاڑیوں کی خاصی آمدورفت تھی۔ لیکن سڑک اس قدر چوڑی تھی کہ رش کا یا کسی رکاوٹ کا احساس تک نہ ہو رہا تھا۔

"صفدر نے اس بار واقعی انتہائی دلیری سے کام کیا ہے۔ میں تو اس کی جرأت پر حیران ہو رہی تھی ——— ورنہ میرے خیال میں تو یہ عمارت ناقابلِ تسخیر تھی" ——— جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ سپر ایجنٹ ہے جولیا ——— اور تم ذرا اس کی تعریف کم کرو ——— ورنہ تنویر کی نظروں میں وہ بھی میرے رینک پر آ جائے گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم خوامخواہ مجھے ساتھ گھسیٹ لیتے ہو ——— ویسے صفدر کی جگہ اگر میں ہوتا تو میں اس سے بھی زیادہ جرأت کا مظاہرہ کرتا" ——— تنویر کی آواز عقب سے سنائی دی۔

"تم کیا پلان بناتے" ——— ؟ جولیا نے مڑ کر قدرے خشمگین لہجے میں پوچھا جیسے اُسے تنویر کی یہ بات پسند نہ آئی ہو۔

"میں بم پھینکتا ہوا سیدھا اندر گھس جاتا ——— بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ ہیلی کاپٹر اڑاتے ہوئے چھت پر اترا ——— اگر وہ ہیلی کاپٹر پر فضا میں ہی فائر کھول دیتے تو سپر ایجنٹ صاحب کی کٹی پھٹی لاش چھت پر پڑی ہوتی" ——— تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور جس طرح تم اندر جانے کے لئے کہہ رہے ہو۔ اس طرح تو تمہاری لاش کی ایک بوٹی بھی نہ ملتی ——— وہ بلڈھاؤنڈز کتے ہی تمہارے لئے کافی تھے" ——— جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"ارے جولیا ——— ہم جنوں کو کوئی کچھ نہیں کہتا ——— تم خوامخواہ غلط بات کر رہی ہو" ——— عمران نے کہا اور ایک لمحے تک تو سب خاموش رہے۔ لیکن دوسرے لمحے کار میں یکلخت قہقہوں کا جیسے طوفان سا پھٹ پڑا۔

"شٹ اپ ——— اب اگر بکواس کی تو گردن میں گولی مار دوں گا" ——— قہقہوں کے درمیان تنویر کی پھاڑ کھانے والی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد غصیلا تھا۔

"یہ بکواس نہیں مسٹر تنویر ——— یہ فطری اصول ہے" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اور پھر اس سے پہلے کہ تنویر عمران کی بات کا جواب دیتا اچانک کار کے اندر ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں گونج اٹھیں۔ وہ سب یہ آوازیں سنتے ہی چونک پڑے اور عمران نے جلدی سے ڈلیش بورڈ کے نیچے ہاتھ بڑھایا تو ٹوں ٹوں کی آواز پر ٹائیگر کی آواز غالب آ گئی۔

"ہیلو۔ ہیلو ۔۔۔ اٹ سٹ سپیکنگ۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"یس ۔۔۔ گٹ مٹ اٹنڈنگ۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور اس عجیب و غریب کوڈ پر سب بے اختیار مسکرا دیئے۔ اس بار تنویر بھی مسکرانے میں شریک تھا۔

"کرنل ھاورڈ کا پتہ میں نے چلا لیا ہے ۔۔۔ وہ سینڈ بیچ پر چھٹیاں منا رہا ہے۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سینڈ بیچ پر ۔۔۔ لیکن سینڈ بیچ تو وسیع و عریض علاقہ ہے۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس سر ۔۔۔ لیکن اس کا کیبن وہاں مخصوص ہے دس نمبر۔ میں وہیں سے ہی بول رہا ہوں ۔۔۔ اس کے ساتھ چار لڑکیاں بھی ہیں۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اکٹھی چار ۔۔۔ کمال ہے۔ یہاں ایک نہیں مل رہی اور وہ چار چار اڑائے ہوتے ہے ۔۔۔ او کے ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ایک بار پھر ڈلیش بورڈ کے نیچے ہاتھ بڑھا کر واپس کھینچ لیا۔

"یہ اٹ سٹ اور گٹ مٹ کیا کوڈ ہے" ۔۔۔ جولیا نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہ کنواروں کا کوڈ ہے لیکن مردانہ ۔۔۔ عورتوں کا کوڈ اٹی سٹی ہوتا ہے ۔۔۔ اٹی سٹی جانتی ہو کسے کہتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو یہ لفظ پہلی بار سن رہی ہوں" ۔۔۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کا بہتر مطلب تنویر بتا سکتا ہے ۔۔۔ کیوں تنویر" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار تنویر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ہوں ۔۔۔ تو یہ کوئی واہیات الفاظ ہیں ۔۔۔ اب تم اس حد تک گر گئے ہو" ۔۔۔ جولیا نے خشمگیں لہجے میں کہا۔

"ارے ارے! یہ تو بڑے معصوم الفاظ ہیں ۔۔۔ اٹی کہتے ہیں کپاس کے دھاگے کی ریل کو۔ اور سٹی۔ یہ سٹی نہیں سٹی ہوگا۔ یعنی شہر۔ یعنی مطلب ہوا کپاس کے دھاگے کا شہر۔ واہ کیا خوبصورت ترجمہ ہے" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور اس بار جولیا بھی ہنس پڑی۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ یہ کرنل ہاورڈ کون ہے" ۔۔۔ پیچھے بیٹھے کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ بھی کوڈ ہے ۔۔۔ اصل نام ہے کرنل ٹاڈ ۔۔۔ اور دس نمبر کیبن کا مطلب ہے کیبن نمبر دو سو دس" ۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تو یہ ہے گٹ مٹ کوڈ ۔۔۔ لیکن یہ کرنل ٹاڈ دراصل ہے کون" ۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ ایکریمین بلیک ایجنٹ ہے ۔۔۔ اور اب تم پوچھو گی کہ یہ

بلیک ایجنٹ کیا ہوتا ہے ـــــ تو میں پہلے ہی بتا دوں کہ بلیک ایجنٹ کا مطلب ہے ٹاپ سپر ایجنٹ ـــــ اور اب تم ٹاپ کے معنی پوچھو گی ـــــ تو ٹاپ کا معنی ہے اونچا ـــــ اور اونچے کے معنی تو تم نے ـــــ" عمران کی زبان چل پڑی۔

"بس بس ـــ میں سارے معنی سمجھ گئی ہوں ـــــ تم مزید سر نہ کھاؤ" ـــــ جولیا نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں عمران صاحب! ـــــ ایکریمیا میں بلیک ایجنٹ شاید چار یا پانچ ہی ہوں گے ـــــ یہ براہِ راست صدر ایکریمیا کے ماتحت ہوتے ہیں ـــــ اور ان کے پاس بلیک کارڈ ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ ایکریمیا میں کسی بھی جگہ چاہے وہ کتنی ہی ٹاپ سیکرٹ کیوں نہ ہو، جا سکتے ہیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"گڈ! ـــ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں سبق یاد ہے ـــــ لیکن کپتان صاحب! ـــ وہ ایک مکتب ہوتا ہے ـــ مکتب کے معنی سکول ـــ وہ مرزا غالب والا سکول۔ وہی جسے خلل ہے دماغ کا کہتے ہیں ـــ مگر وہ لفظ ـــ یار ایک تو میری یادداشت بھی عین موقع پر کیمرہ لینز کے شٹر کی طرح یکلخت بند ہو جاتی ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ شاید عشق کہنا چاہتے ہیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کہنے سے ہی بات بن جاتی تو میں اب تک ایسے ہی کنوارہ نہ پھر رہا ہوتا ـــ کہنے سے کچھ نہیں ہوتا ـــ یا جو کرتا ہے وہی بھرتا ہے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مطلب ہے خالی جگہ بھرتی ہے ـــ اور آجکل یہ بھرتی اتنی مہنگی ہو رہی ہے کہ آدمی کو خوامخواہ مکان میں تہہ خانہ بنانا پڑ جاتا ہے۔ اور جب تہہ خانہ بنتا ہے تو ـــــ" کار کی سپیڈ سے زیادہ تیز عمران کی زبان چل رہی تھی۔

"تو تمہارا سر ـــ اب تم نے بکواس کی تو واقعی میں تمہارا سر پھوڑ دوں گی" ـــــ جولیا نے بری طرح جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ مرزا غالب سچ کہتے ہیں کہ جب سر پھوڑنا ہی ٹھہرا تو پھر تمہارا ہی سنگ آستاں کیوں ہو" ـــــ عمران نے لہک کر کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے سر جھکا لیا۔ اس کے ساتھ ہی کار اس بری طرح لہرائی کہ جولیا جس نے عمران پر ہاتھ چھوڑ دیا تھا یکلخت گھبرا کر چیخ پڑی۔ کیونکہ کار لہراتے ہی سامنے سے آنے والے ہیوی لوڈر ٹینکر کی طرف تیزی سے بڑھنے لگی تھی۔

"ارے ارے کمال ہے ـــــ تم تو سیٹی والی گڑیا ہو ـــ واہ! ہاتھ اٹھایا اور سیٹی بج اٹھی" ـــــ عمران نے جلدی سے کار کو موڑتے ہوئے مسکرا کر کہا اور کار ٹینکر سے ٹکراتے ٹکراتے بچ گئی۔ اور جولیا اس بری طرح چیخنے پر خود ہی شرمندہ ہو کر رہ گئی۔

"نجانے تم کس مٹی کے بنے ہوتے ہو ـــــ خوف تو تمہارے قریب بھی نہیں پھٹکتا" ـــــ جولیا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"مرزا غالب نے کہا ہے کہ ـــــ" عمران پر آج شعر کہنے کا دورہ پڑا ہوا تھا۔

"میں کہتی ہوں کہ اب تم نے شعر پڑھا تو ـــــ" جولیا یکلخت

پھٹ پڑی۔

"کمال ہے ــــ ابھی سے یہ حالت ہے ــــ بعد تو تم چاند کو چاند کہنے پر چیخ پڑو گی ــــ کیوں تنویر! ــــ سوچ لو" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے چوک پر سے اتنی تیزی سے کار موڑی کہ کار دو پہیوں پر اُٹھ کر کافی دُور تک اسی طرح چلتی گئی۔ اور جولیا نے تو بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔ یہ تو شکر تھا کہ یہاں کے قانون کے مطابق سب نے بیلٹیں باندھ رکھی تھیں ورنہ جولیا لازماً کھڑکی سے باہر گر چکی ہوتی۔

"اگر اجازت دو تو اس پر میں ایک شعر سُنا دوں" ــــ عمران نے کار کو سیدھا کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ــــ آپ خواہ مخواہ مس جولیا کو ڈرانے کی کوشش کر رہے ہیں ــــ یہ آپ سے بھی زیادہ سپیڈ میں کار چلا سکتی ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے کمال ہے ــــ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا ــــ میں خواہ مخواہ کار کے ٹائروں کو گھساتا رہا" ــــ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس پر شدید مایوسی طاری ہو گئی ہو۔

"تو آپ کرنل ٹاڈ کی جگہ خود لینا چاہتے ہیں ــــ تاکہ ریڈ ٹاک کی لیبارٹری میں آسانی سے داخل ہو سکیں" ــــ کیپٹن شکیل نے موضوع بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ ریڈ ٹاک کی لیبارٹری میں بلیک ایجنٹ بھی داخل نہیں ہو سکتا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"اوہ تو اس قدر خفیہ رکھی ہوئی ہے لیبارٹری" ــــ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم اس کرنل ٹاڈ کے پیچھے کیوں جا رہے ہو" ــــ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے اس سے گُر پوچھنا ہے جس سے وہ چار چار رکھے ہوئے ہے" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جولیا تو منہ بنا کر رہ گئی البتہ باقی سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب! ــــ صفدر اب کیا کرے گا" ــــ یکلخت نعمانی نے سوال کیا۔ وہ اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"سر پر ہاتھ رکھ کر روئے گا اور کیا کرے گا" ــــ عمران نے منہ بنا کر جواب دیا اور ایک بار پھر قہقہہ کار میں گونج اٹھا۔

"میرا خیال ہے کہ صفدر اب نقشہ حاصل کرنے کے بعد سیدھا لیبارٹری پر اٹیک کرے گا" ــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں ــــ وہ ذہین آدمی ہے ــــ اس طرح کی حماقت نہیں کر سکتا ــــ یہ تو صریحاً خودکشی ہوگی" ــــ نعمانی نے کہا۔

"کیوں! ــــ اس میں حماقت کی کیا بات ہوتی ــــ اس نے عمارت میں داخل ہو کر کونسی حماقت کی تھی ــــ جرأت کئے بغیر کچھ نہیں بنتا" ــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ لیبارٹری صحرائے تاپتی میں ہے ــــ اور یہ صحرا ایسا ہے کہ یہاں ہر وقت ریت کے طوفان چلتے رہتے ہیں ــــ اور کرنل ٹاڈ اس دنیا میں واحد آدمی ہے جو اس صحرا میں بنے ہوئے صحرائی ریسر

کے ایکریمیئن ادارے میں بغیر کسی پوچھ گچھ کے داخل ہو سکتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ! ——— تو یہ چکر ہے" ——— جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" یہ تو واقعی بڑی دُور کی بات سوچی ہے عمران صاحب آپ نے! کیا کرنل ٹاڈ قابو میں آجائے گا" ——— ؟ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اسی لئے تو جولیا کو ساتھ لئے جا رہا ہوں ——— ہو سکتا ہے کہ چار کے بعد پانچویں کا بھی سکوپ بن جائے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے کیا" ——— ؟ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

" بتایا تو ہے گُر پوچھنا ہے ——— میرے ساتھ ساتھ تنویر کے بھی کام آجائے گا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" تو تم ابھی بتانا نہیں چاہتے ——— ٹھیک ہے۔ پھر تم خود ہی بھگتتے رہنا" ——— جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور کھڑکی سے دوسری طرف دیکھنے لگی۔

عمران نے کار ایک پٹرول پمپ کے ساتھ بنے ہوئے ایک کیفے کے سامنے روک دی۔

" آؤ کچھ پیٹ پوجا کر لیں ——— پوجا کے بغیر کام نہیں چلتا" ——— عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا اور وہ سب بھی سر ہلاتے ہوئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کار سے نیچے اتر آئے۔ انہیں بھی واقعی طلب محسوس ہو رہی تھی۔

کیفے میں چند ہی گاہک تھے۔ چنانچہ آرڈر دیتے ہی سینڈوچز اور برگران کی میز پر سپلائی کر دیئے گئے۔ اور وہ سب اس طرح کھانے میں مصروف ہو گئے جیسے اتنا لمبا سفر انہوں نے یہی چیزیں کھانے کے لئے ہی طے کیا تھا۔

کھانے سے فارغ ہو کر انہوں نے بلیک کافی پی اور پوری طرح تازہ دم ہو کر دوبارہ کار میں آ بیٹھے۔

" کہتے ہیں کہ بھوکے پیٹ عشق بھی نہیں ہو سکتا ——— میں نے سوچا کہ چلو عشق ہو نہ ہو ——— پیٹ بیچارے کو تو کچھ نہ کچھ مل جائے یہ نہ ہو کہ عشق کرتے کرتے پیٹ سے ہاتھ دھو بیٹھیں ——— کیوں تنویر" ——— عمران نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے مڑ کر تنویر سے کہا۔

" فضول بکواس کرنے کی عادت ہو گئی ہے تمہیں" ——— تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" سُن لیا جولیا! ——— اب یہ صاحب عشق کو فضول بکواس کہہ رہے ہیں" ——— عمران نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ لیکن جولیا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ منہ پھیرے بیٹھی رہی۔

" بھئی اس قدر ناراضگی اچھی نہیں ہوتی ——— اب تنخواہ میں گذارہ نہیں ہوتا تو میں کیا کر سکتا ہوں" ——— عمران نے جھلاتے ہوئے شوہر کی طرح کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

" تم واقعی ڈھیٹ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہو" ——— جولیا نے

ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ اسی لئے تم اس یونیورسٹی کی اعزازی ڈگریاں بانٹتی پھر رہی ہو ۔۔۔ اچھا سنو! ۔۔۔ اگلے موڑ کے بعد ہم سینڈ بیچ پہنچ جائیں گے ۔۔۔ جولیا! ۔۔۔ تم نے کیبن نمبر دو سو دس میں جانا ہے اور کرنل ٹاڈ کو کسی طرح اس جگہ لے آنا ہے جہاں ہم موجود ہوں گے" ۔۔۔ عمران نے بات کرتے کرتے اچانک سنجیدہ ہو کر کہا جیسے اس نے کبھی مذاق ہی نہ کیا ہو۔

"اوہ! ۔۔۔ تو تم اسے اغوا کرنا چاہتے ہو" ۔۔۔ جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں اس کا حیدر آبادی اچار ڈالوں گا ۔۔۔ سنا ہے کہ بہت لذیذ ہوتا ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی کار کو سائیڈ پر جانے والی سڑک پر ڈال دیا اس سائیڈ روڈ کے کنارے پر سینڈ بیچ کا بہت بڑا بورڈ لگا ہوا تھا اور کافی کاریں ادھر آ جا رہی تھیں۔

"مجھے تفصیل بتاؤ تاکہ میں اس کے مطابق کرنل ٹاڈ کو ڈیل کر دوں" جولیا نے اس بار خشک لہجے میں کہا۔

"کرنل ٹاڈ بلیک ایجنٹ ہے اور کیپٹن شکیل نے تمہیں بلیک ایجنٹ کی تفصیل بتا دی ہے ۔۔۔ یوں سمجھو کہ وہ انتہائی عیار، ذہین اور کایاں آدمی ہے اسے آسانی سے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا ۔۔۔ ٹائیگر کیبن نمبر تین سو بارہ میں موجود ہے۔ تم نے کرنل ٹاڈ کو اس طرح ڈیل کرنا ہے کہ وہ تمہیں ٹائیگر تک لے جانے پر رضامند ہو جائے۔ اس دوران نعمانی میرے ساتھ رہے گا جبکہ کیپٹن شکیل اور تنویر اس کے کیبن میں موجود لڑکیوں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کو اگر وہ اندر ہوئیں تو باہر لے جائیں گے اور میں کیبن میں داخل ہو کر کرنل ٹاڈ کے سامان کی تلاشی لوں گا ۔۔۔ نعمانی نگرانی کریگا تاکہ کرنل ٹاڈ اچانک واپس نہ آ جائے ۔۔۔ یہ ہے سارا پروگرام ۔۔۔ میں نے اس کارڈ کو ایک نظر دیکھنا ہے جسے بلیک کارڈ کہتے ہیں اور بس" ۔۔۔ عمران نے سنجیدگی سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم کارڈ کا فوٹو کھینچو گے" ۔۔۔ ؟ جولیا نے پوچھا۔

"مس جولیا! ۔۔۔ بلیک کارڈ ایسا کارڈ ہے جس کی نہ نقل کی جا سکتی ہے نہ اس کا فوٹو اتارا جا سکتا ہے اور نہ یہ اڑایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ فوراً کارڈ ہولڈر کی نشاندہی کرنل ٹاڈ کو کر دیتا ہے اس لئے میں نے صرف اسے ایک نظر دیکھنا ہے ۔۔۔ کرنل ٹاڈ اس کارڈ کی حفاظت اس طرح کرتا ہے کہ وہ اسے اپنے پاس رکھنے کی بجائے اپنے مخصوص بریف کیس کے ایک انتہائی خفیہ خانے میں رکھتا ہے اور صرف انتہائی شدید ترین ضرورت کے لئے اسے استعمال کرتا ہے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس بار سب نے واقعی سنجیدگی سے سر ہلا دیئے۔ وہ عمران کی بات سمجھ گئے تھے۔ عمران شاید اسے دیکھ کر اس جیسا نقلی کارڈ تیار کرنا چاہتا تھا تاکہ اسے استعمال کر سکے۔

"تم ایسا کیوں نہیں کرتے کہ کرنل ٹاڈ کو ہی اغوا کر لو۔ وہ ہم میں سے کسی نہ کسی کی قدوقامت سے تو ملتا جلتا ہو گا" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"اسے چھیڑنے کا کوئی فائدہ نہیں ۔۔۔ ہمیں صرف بلیک کارڈ چاہیئے اور بس ۔۔۔ اور جب میں اسے دیکھ لوں گا تو پھر وہ آسانی سے بن جائے گا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد وہ واقعی سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ یہاں پارکنگ میں بے شمار کاریں کھڑی تھیں اور ہر طرف ساحل پر رنگین چھتریاں پھیلی ہوئی تھیں۔ جس کے نیچے عورتیں اور مرد اس طرح پڑے تھے جیسے مگرمچھ سمندر سے نکل کر ساحل پر دنوں کے حساب سے بے حس و حرکت پڑے رہتے ہیں۔

عمران نے کار پارکنگ میں روکنے کی بجائے کیبنوں کی طرف جانے والی پتلی سی سڑک پر ڈال دیا۔ تقریباً چار کلومیٹر آگے جانے کے بعد دُور سے ساحل کے کنارے پھیلے ہوئے مختلف رنگوں کے جدید ترین کیبن نظر آ رہے تھے۔

عمران نے کار ریت کے ایک ٹیلے کے پیچھے روک دی۔ اور ان سب کو اترنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی نیچے اتر آیا۔

"یہ سن لو کرنل ٹاڈ کو معمولی سا شک بھی پڑ گیا تو پھر یہاں خون کی ہولی بھی کھیلی جا سکتی ہے ——— وہ ایسا ہی آدمی ہے ——— اس لئے سب لوگ انتہائی محتاط رہیں گے"——— عمران نے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے۔ ظاہر ہے جس کے متعلق عمران کے یہ خیالات ہوں۔ وہ واقعی کوئی خاص ہی چیز ہو سکتی ہے۔ ورنہ عمران تو بڑوں بڑوں کو گھاس ڈالنے کا عادی نہ تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

صفدر نے بڑے اطمینان سے کاغذات تھیلے میں سے نکالے اور پھر لائٹر جلا کر اس نے ان کو آگ دکھا دی۔ لیکن باوجود کوشش کے ان کاغذات کا ایک کنارہ تک نہ جل سکا۔ ان پر شاید ایسا کیمیکل لگایا گیا تھا کہ وہ آگ پکڑ ہی نہ رہے تھے۔

صفدر نے ہونٹ بھینچے اور لائٹر بند کر کے جیب میں ڈالا اور پھر کاغذات کو واپس تھیلے میں ڈال کر اس نے جلدی سے تھیلا پانی کی ٹینکی میں ڈالا اور ڈھکن بند کر کے وہ باتھ رُوم سے باہر آگیا۔ باہر میز پر اس کا مخصوص بیگ پڑا ہوا تھا۔ یہ سفری سیلز مینوں جیسا بیگ تھا۔ صفدر کمرہ پہلے ہی چھوڑ چکا تھا۔ اس لئے اس نے کاغذات جلانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن جب کاغذات نہ جلے تو اس نے انہیں یہیں چھوڑ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے ان کا اچھی طرح مطالعہ کر لیا تھا اور وہ اب اس کے لئے بے کار تھے۔ اور وہ نہ چاہتا تھا کہ کسی جگہ

تلاشی کے دوران وہ اس سے برآمد ہو جائیں کیونکہ اُسے یقین تھا کہ کاغذات کی تلاش ابھی تک مسلسل جاری ہو گی۔ یہ کاغذات اس قدر اہم تھے کہ ان کی تلاش اتنی آسانی سے ترک نہ کی جا سکتی تھی۔ صفدر کو معلوم تھا کہ جیسے ہی کاغذات وہ خالی تھیلے سے باہر نکالے گا اسی وقت وہ ٹیلی ڈیٹیکٹو ان کی نشاندہی کر دے گا۔ اور پھر ملٹری سیکرٹ سروس والے پاگلوں کی طرح دوڑ پڑیں گے۔ اس لئے اس نے کاغذات کو جلانے کے لئے اپنے کمرے کے ساتھ والے دو کمرے چھوڑ کر ایک خالی کمرے کا انتخاب کیا تھا۔ اس کمرے کا مسافر دو روز سے کہیں گیا ہوا تھا۔ اور بند دروازہ کھولنا صفدر کے لئے کوئی مشکل کام نہ تھا۔ چنانچہ اپنا کمرہ چھوڑ کر اس نے بیگ اٹھایا اور اپنے کمرے سے نکل کر اس کمرے میں آگیا تھا۔ اور اب کاغذات اس کمرے کے باتھ روم کی ٹینکی میں چھوڑ کر وہ جلدی سے کمرے سے باہر آگیا اور اطمینان سے لفٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ نیچے ہال میں پہنچ گیا اور اسی لمحے ہال کے مین گیٹ سے چار مسلح فوجی آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ ان کا رخ لفٹ کی طرف تھا۔ انہوں نے رکتے یا کسی سے پوچھنے کی تکلیف نہ کی تھی۔

صفدر مسکراتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ اس نے کاؤنٹر پر چابی دی اپنے کاغذات لئے اور پھر بائی بائی کر کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

ہوٹل سے باہر فوج کا سخت ترین پہرہ تھا۔ کسی کو ہوٹل سے باہر نہ جانے دیا جا رہا تھا۔ اس لئے صفدر کو بھی مجبوراً دوسروں کے ساتھ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ایک سائیڈ پر رکنا پڑا۔

اسی لمحے ایک فوجی جیپ تیزی سے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئی اور سیدھی مین گیٹ کے سامنے رک گئی۔ اس میں سے جو آدمی باہر نکلا صفدر اُسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔ یہ میجر سوبرز تھا۔ جو صفدر کے کمرے کی ناکام تلاشی لے چکا تھا۔ میجر سوبرز جیپ سے اترتے ہی بھاگتا ہوا ہوٹل کے اندر داخل ہو گیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ——— کیوں انہوں نے ہمیں روکا ہوا ہے"۔؟ صفدر نے پاس کھڑے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کوئی اہم سرکاری دستاویزات چوری ہو گئی ہیں ——— اور فوج کا اندازہ ہے کہ یہ دستاویزات اس ہوٹل میں کسی کے پاس موجود ہیں"۔ اس آدمی نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور صفدر کندھے اچکا کر رہ گیا۔

پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد میجر گیٹ سے باہر آیا۔ اس نے ایک نظر وہاں موجود لوگوں کو دیکھا۔

"ان کو جانے دو" ——— میجر سوبرز نے اونچی آواز سے گیٹ اور پارکنگ کے گرد کھڑے فوجیوں سے کہا اور وہ سب تیزی سے ایک طرف ہٹتے گئے اور لوگ اس طرح تیزی سے بیرونی گیٹ کی طرف لپکنے لگے جیسے انہیں خطرہ ہو کہ میجر دوبارہ نہ انہیں روک لے۔ لیکن صفدر بجائے بیرونی گیٹ کی طرف جانے کے میجر سوبرز کی طرف بڑھ گیا۔

"سر! ——— میں نے ہوٹل چھوڑ دیا ہے ——— اور اب میں ہوسٹن جانا چاہتا ہوں ——— کیا مجھے اجازت ہے" ——— صفدر نے میجر

سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ تم ـــ ہونہہ ـــ تو تم جا رہے ہو ـــ اور تم نے جیسے ہی کمرہ چھوڑا۔ ہمیں کاغذات بھی مل گئے ـــ یہ عجیب اتفاق ہے" ـــ میجر نے غور سے صفدر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کاغذات مل گئے ـــ اچھا چلو شکر ہے ـــ کہاں سے ملے؟" صفدر کی اداکاری واقعی بے حد نیچرل تھی۔

"تمہارے کمرے سے تیسرے کمرے میں موجود تھے ـــ ٹیلی ڈیٹکٹو نے ابھی تھوڑی دیر پہلے اچانک ان کی نشاندہی کی ہے ـــ ویسے تم ہوسٹن کیوں جا رہے ہو" ـــ میجر نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"جناب! ـــ آپ نے میرے کاغذات دیکھے ہیں ـــ میں دوا کمپنی کا ایجنٹ ہوں ـــ میرا تو بزنس ہی سفر کرنا ہے" ـــ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ ہم نے تمہاری دوا ساز کمپنی سے بھی معلومات کی تھیں ـــ تم ان کے پرانے آدمی ہو ـــ او کے! تم جا سکتے ہو۔ اگر ہمیں ضرورت محسوس ہوئی تو ہم خود تمہیں ڈھونڈ لیں گے" ـــ میجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جناب! ـــ ویسے آپ جب بھی مجھے یاد کریں گے میں حاضر ہو جاؤں گا ـــ میں تو ہر وقت خدمت کے لئے تیار ہوں" ـــ صفدر نے بڑے نرم اور عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ ٹھیک ہے" ـــ میجر نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا اور خود جلدی سے فوجی جیپ میں سوار ہو گیا دوسرے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لمحے جیپ مڑ کر بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

صفدر اطمینان سے چلتا ہوا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا اس نے واقعی ہوسٹن جانا تھا۔ کیونکہ اس کے ذہن میں ایک پلاننگ تھی اور وہ اب اس پلاننگ پر عمل کرنا چاہتا تھا۔

ہوٹل سے نکل کر اس نے ٹیکسی پکڑی اور سیدھا ایئرپورٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ہوسٹن کے لئے ٹکٹ پہلے ہی حاصل کر لی تھی اور فلائٹ جانے میں ایک گھنٹہ باقی تھا۔

ایئرپورٹ پہنچ کر وہ سیدھا بکنگ کاؤنٹر کی طرف جانے کی بجائے ایئرپورٹ کیفے کی طرف بڑھ گیا۔

"میں نے ایک فون کرنا ہے" ـــ صفدر نے کیفے کے کاؤنٹر پر جا کر بڑے بااخلاق لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر! ـــ ضرور کیجئے" ـــ کاؤنٹر کلرک نے جلدی سے ٹیلیفون صفدر کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو" ـــ صفدر نے کہا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس راجر ٹریڈرز" ـــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"مسٹر ہلٹن سے بات کرائیں ـــ میرا نام اینڈل ہے ـــ میں ایئرپورٹ سے بول رہا ہوں" ـــ صفدر نے کہا۔

"ہولڈ آن کیجئے" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد رسیور سے ایک اور آواز ابھری۔

"لیس ہلٹن سپیکنگ"۔۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ خاصا کرخت تھا۔

"مسٹر ہلٹن! ۔۔۔ میں اینڈل بول رہا ہوں ۔۔۔ میں ہوسٹن جا رہا ہوں ۔۔۔ آپ میرا پیکٹ ایئرپورٹ پر بھیج دیں۔ میں یہاں موجود ہوں"۔ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے پہنچ جائے گا مسٹر اینڈل"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ہلٹن نے کاروباری انداز میں جواب دیا اور صفدر نے تھینک یو کہہ کر رسیور رکھا اور جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھا اور پھر واپس مڑ گیا۔

صفدر نے بورڈنگ کارڈ بنوایا اور پھر پسنجر لاؤنج میں آکر بیٹھ گیا اس نے بیگ سے ایک رسالہ نکالا اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد ایک خوبصورت سی لڑکی مسکراتی ہوئی اس کے قریب آئی۔

"مسٹر اینڈل"۔۔۔ لڑکی نے مسکرا کر صفدر سے کہا۔

"اوہ ہاں"۔۔۔۔ صفدر نے چونک کر جواب دیا۔

"میرا نام لوسیا ہے ۔۔۔ اور مجھے مسٹر ہلٹن نے بھیجا ہے" لوسیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور صوفے پر صفدر کے قریب بیٹھ گئی۔

"اوہ اچھا اچھا ۔۔۔ لیکن آپ جیسی خوبصورت لڑکی بھیجنے کی کیا ضرورت تھی ۔۔۔ مجھے تو اپنا سفر بھی ملتوی کرنا پڑے گا"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے بڑے خوبصورت انداز میں میری تعریف کی ہے ۔۔۔ مجھے اگر پہلے پتہ ہوتا تو میں آپ کے ساتھ ہی چل پڑتی ۔۔۔ یہ لیجیے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اپنا پیکٹ"۔۔۔۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ہینڈ بیگ سے ایک چھوٹا سا پیکٹ نکال کر صفدر کی طرف بڑھا دیا۔ صفدر نے اس کے ہاتھ سے پیکٹ لیا اور جیب میں ڈال لیا۔

"او کے ۔۔۔ مجھے اجازت"۔۔۔۔ لوسیا نے اٹھتے ہوئے کہا اور صفدر کے سر ہلانے پر وہ مسکراتی ہوئی واپس مڑ گئی۔ صفدر اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

جب وہ لڑکی پسنجر لاؤنج سے باہر نکل گئی تو صفدر بیگ اٹھائے خاموشی سے اٹھا اور باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

صفدر نے باتھ روم میں داخل ہو کر دروازہ بند کیا اور پھر جیب سے وہ پیکٹ نکال کر اسے کھولنے لگا۔ پیکٹ کے اندر کسی نارمن نامی شخص کے کاغذات تھے۔ گرین کارڈ۔ آئیڈنٹٹی کارڈ اور دوسرے کاغذات۔ ان کاغذات کے مطابق نارمن ہوسٹن کے محکمہ موسمیات میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر تھا۔ صفدر غور سے نارمن کی تصویر دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بیگ کھولا اور اس میں سے میک اپ کا سامان نکالا اور باتھ روم کے آئینے کے سامنے رکھ کر اس نے پہلے اپنا میک اپ صاف کیا اور پھر اپنے چہرے پر نارمن کا میک اپ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ مکمل طور پر نارمن کے میک اپ میں آ گیا تھا۔ اس نے بیگ میں سے اپنے اینڈل والے کاغذات نکالے ان کو اسی طرح پیکٹ میں پیک کیا جیسے نارمن کے کاغذات والا پیکٹ تھا۔ اور پھر اس پیکٹ کو جیب میں ڈال کر وہ بیگ اٹھائے اطمینان سے باتھ روم سے نکل کر واپس پسنجر لاؤنج میں آ کر بیٹھ گیا۔ ابھی فلائٹ جانے

یں تقریباً پندرہ منٹ باقی تھے کہ ایک نوجوان اس کے قریب آکر رکا۔

"مسٹر نارمن!—— کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں" —— نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں —— اچھی طرح —— آپ فلیک ہیں" —— صفدر نے اُٹھ کر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ویری گڈ!—— آپ کی یادداشت واقعی غضب کی ہے حالانکہ آپ سے پچھلی ملاقات کو ایک سال سے زیادہ کا عرصہ گذر گیا ہے۔ میں یہاں اپنے ایک دوست کو سی آف کرنے آیا تھا۔ آپ کو دیکھا تو یہاں آگیا" —— نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ فلیک" —— صفدر نے کہا اور جیب سے اینڈل والے کاغذات کا بنڈل نکال کر خاموشی سے نوجوان کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ لیجئے نارمن کی ٹکٹ —— اور وہ اینڈل والا بورڈنگ کارڈ مجھے دے دیجئے" —— نوجوان نے جیب سے ٹکٹ نکالتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے بورڈنگ کارڈ نکالا، اور نوجوان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اس سے ٹکٹ وہ پہلے ہی لے چکا تھا۔

نوجوان نے بورڈنگ کارڈ جیب میں ڈالا اور صفدر سے مصافحہ کر کے اس طرح ہنستا ہوا واپس مڑ گیا جیسے اُسے صفدر سے مل کر واقعی دلی خوشی ہو رہی ہو۔ اس کے لیسنجر لاؤنج سے جانے کے بعد صفدر بھی اٹھا اور پسنجر لاؤنج سے نکل کر واپس بکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ نارمن کے نام کا بورڈنگ کارڈ لئے دوبارہ پسنجر لاؤنج

RAFREXO@HOTMAIL.COM

میں پہنچ چکا تھا۔ اب اینڈل تو سرکاری طور پر یہیں رہ گیا تھا اور صفدر نارمن کی شکل میں یہاں سے ہوسٹن روانہ ہو رہا تھا۔ اگر تفتیش بھی کی جاتی تو یہی پتہ چلتا کہ اینڈل نے اچانک پرواز کا فیصلہ منسوخ کر کے ٹکٹ واپس کر دیا تھا۔ اس طرح صفدر اب ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکا تھا۔

راجر ٹریڈرز کے دفاتر پورے ایکریمیا میں پھیلے ہوئے تھے۔ اور بظاہر وہ ریڈی میڈ گارمنٹس کا کام کرتی تھی۔ لیکن در پردہ اس کا دھندہ یہی تھا۔ اسے معلوم تھا کہ نارمن واقعی کوئی شخص ہو گا جو راجر ٹریڈرز کا ممبر ہو گا اور وقتی طور پر غائب ہو جانے پر اسے بھاری معاوضہ مل گیا ہو گا۔ جس طرح اینڈل واقعی ایک دوا کمپنی کا سیلز مین تھا۔ اور صفدر جتنا وقت یہاں رہا تھا۔ اینڈل بھاری معاوضہ لے کر انڈر گراؤنڈ ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ میجر سوبرز کو دوا کمپنی سے یہی اطلاعات ملی تھیں کہ اینڈل ان کا پرانا ایجنٹ ہے۔ انہوں نے اس کے فوٹو کی تصدیق بھی کر دی تھی۔ اس طرح ہر قسم کے شک و شبے سے انسان بچ جاتا تھا اور جس مشن پر صفدر تھا وہاں اس قسم کا انتظام انتہائی ضروری تھا۔ ورنہ جعلی کاغذات کی بنا پر کسی بھی لمحے وہ گرفت میں آسکتا تھا۔

اس کی فلائٹ کا اعلان ہونے لگا تو وہ اٹھا اور جہاز پر سوار ہونے کے لئے آؤٹ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تقریباً چار گھنٹوں کی مسلسل پرواز کے بعد صفدر ہوسٹن کے ایئرپورٹ کی عظیم الشان عمارت سے باہر نکل رہا تھا اس نے بڑے اطمینان سے ٹیکسی پکڑی اور ساؤتھ ایونیو میں فورسٹار اسکوائر کا پتہ بتا کر بیٹھ گیا۔ نارمن کا فلیٹ فورسٹار اسکوائر

میں ہی تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اسکوائر کی تیسری منزل میں واقع نارمن کے لگژری فلیٹ میں پہنچ چکا تھا۔ یہ فلیٹ ہر لحاظ سے ایک لگژری فلیٹ تھا۔ صفدر نے بڑے اطمینان سے بیگ الماری میں رکھا اور پھر وہاں موجود میز کی دراز کھولی۔ اس کے اندر ایک چھوٹی سی ڈائری موجود تھی۔ اس نے ڈائری نکالی اور کرسی پر بیٹھ کر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ اس ڈائری میں نارمن نے اپنے ہاتھ سے اپنے دفتر کے تمام حالات تفصیل سے لکھے ہوئے تھے۔ وہاں موجود دوسرے ساتھیوں کے نام۔ ان کے حلیے۔ اپنے دفتر تک پہنچنے کا نقشہ۔ اپنے دستخط غرضیکہ اس میں ہر وہ تفصیل موجود تھی جس کی صفدر کو بطور نارمن ضرورت پڑ سکتی تھی۔

صفدر نے اچھی طرح ڈائری کا مطالعہ کیا اور پھر ڈائری واپس دراز میں رکھ کر اس نے اس کے ساتھ رکھی ہوئی ٹیپ اٹھائی اور اسے میز پر رکھے ہوئے ٹیپ ریکارڈ میں لگا کر سننے لگا۔ یہ ٹیپ نارمن کی آواز کی تھی۔ صفدر اس کا لہجہ اور انداز گفتگو سنتا رہا۔ پھر اس نے ٹیپ بند کی اور وارڈروب کھول کر اس میں لٹکی ہوئی یونیفارم نکال کر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ باتھ روم سے نکلا تو خوبصورت سی یونیفارم اس کے جسم پر موجود تھی۔ اس نے نارمن کے کاغذات کا پیکٹ کھولا اور اس میں موجود کاغذات جیب میں ڈالے اور پھر فلیٹ سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بس میں بیٹھا نارمن کے دفتر کی طرف

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بڑھا جا رہا تھا۔

نارمن کا دفتر ہوسٹن کے شمالی حصے میں ایک عظیم الشان عمارت میں واقع تھا۔ یہ ساؤتھ ایکریمیا میں محکمہ موسمیات کا سنٹرل آفس تھا۔ یہاں ساؤتھ ایکریمیا میں موجود تمام علاقوں کے بارے میں موسمیاتی ریکارڈ کی تفصیلات موجود تھیں۔ اور صفدر کو اس سنٹر سے صحرائے تاپتی کی موسمیاتی رپورٹ کا ریکارڈ چاہئے تھا۔ وہ اگر چاہتا تو نارمن کے ذریعے یہ ریکارڈ آسانی سے حاصل کر سکتا تھا۔ لیکن بحیثیت سپر ایجنٹ وہ اس قسم کی حرکت نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اسے رپورٹ غلط ملتی یا یہ راز لیک آؤٹ ہو جاتا۔ اس لئے نارمن کو بھی معلوم نہ تھا کہ ایک روز کے لئے صفدر جب نارمن بن کر اس کی جگہ کام کرے گا تو اس کا مقصد کیا ہو گا۔

اور جب چار بجے صفدر عمارت سے باہر نکل کر فلیٹ میں جانے کے لئے بس میں بیٹھا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات موجود تھے۔ اس نے اس رپورٹ کو وہاں سے اڑایا نہ تھا۔ بلکہ اس نے اس کا بڑی باریک بینی سے مطالعہ کیا تھا۔ اور اب یہ رپورٹ اس کے ذہن میں پوری طرح محفوظ تھی۔

فلیٹ پہنچ کر صفدر نے بڑے اطمینان سے نارمن کے کاغذات ڈائری کے ساتھ میز کی دراز میں رکھے۔ اس کی یونیفارم اتار کر وارڈروب میں لٹکائی اور پھر ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ راجر ٹریڈرز" ——— چند لمحوں بعد ایک کاروباری سی

آواز سنائی دی۔

"مسٹر ہلٹن سے بات کرائیے ___ میں نارمن بول رہا ہوں"۔ صفدر نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔ لہجہ بالکل نارمن کی طرح کا تھا۔

"یس ___ ہولڈ کیجئے" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد رسیور پر کرخت آواز سنائی دی۔

"یس ___ ہلٹن بول رہا ہوں" ___ بولنے والے کا لہجہ کرختگی کے ساتھ ساتھ سپاٹ بھی تھا۔

"مسٹر ہلٹن! ___ میں نارمن بول رہا ہوں ___ صحرائے تاپتی میں محکمہ موسمیات کا ایک ریسرچ ادارہ موجود ہے ___ کیا آپ کا سلسلہ وہاں ہے" ___ صفدر نے کہا۔

"صحرائے تاپتی میں ___ اوہ نو ___ وہاں آج تک کسی کو کوئی کام ہی نہیں پڑا مسٹر نارمن" ___ دوسری طرف سے ہلٹن کی آواز سنائی دی۔

"اچھا ٹھیک ہے ___ میں خود ہی بندوبست کر لوں گا۔ بہرحال میں ابھی چھٹی پر جا رہا ہوں۔ تھینک یو" ___ صفدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اور خود بیگ اٹھائے باتھ روم میں گھس گیا۔ اس نے بیگ کے خفیہ خانے سے ایک اور بنڈل نکالا۔ اس میں بھی ایک شخص ٹام کے کاغذات تھے۔ یہ کاغذات بالکل اصل تھے۔ اور ٹام ایکریمیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ تھا جسے خفیہ طور پر ایکریمیا سے باہر بھیج دیا گیا تھا۔ اور اب اس کیس میں اس کی جگہ صفدر نے مستقل طور پر لینی تھی۔ کاغذات کے مطابق ٹام ایک دولتمند نوجوان تھا جس کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ایک سرمایہ کاری کمپنی تھی۔ جہاں سے اسے لمبی رقم ہر ماہ مل جاتی تھی اور ٹام صرف عیش و عشرت کرنے اور گھومنے پھرنے میں ہی وقت گذار دیتا تھا۔

صفدر نے ان کاغذات کا پوری تفصیل سے مطالعہ کیا اور پھر اس نے بیگ میں سے میک اپ باکس نکال کر اپنے چہرے پر ٹام کا مستقل میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ چونکہ اسے معلوم تھا کہ اب اس نے مستقل طور پر ٹام کے روپ میں رہنا ہے۔ اور نجانے اس کے میک اپ کو کہاں کہاں چیک کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس بار وہ ایسا میک اپ کر رہا تھا جو مستقل تھا۔ اور عمران کی ہی نکالی ہوئی ترکیب کے مطابق وہ ٹام کا ڈبل میک اپ کر رہا تھا تاکہ اگر کہیں کسی بھی وجہ سے ایک میک اپ ختم بھی ہو جائے تو نیچے سے پھر ٹام ہی کا میک اپ نکلے۔ اس طرح میک اپ واش کرنے والے چکر کھا جاتے تھے وہ یہی سمجھتے تھے کہ میک اپ صاف نہیں ہوا۔

اطمینان سے ڈبل میک اپ کرنے کے بعد اس نے بیگ میں سے ہی نیا لباس نکال کر پہنا۔ اور بیگ میں موجود مخصوص قسم کا اسلحہ اس نے کوٹ کی جیبوں میں منتقل کرنا شروع کر دیا۔ کاغذات اور ایک جدید طرز کا چھوٹا سا ٹرانسمیٹر بھی بیگ سے نکال کر جیب میں رکھنے کے بعد اس نے بیگ بند کیا اور آئینے میں ایک نظر اپنے چہرے کو دیکھنے کے بعد وہ بیگ اٹھائے تیزی سے مڑا۔ باتھ روم سے نکل کر وہ کمرے میں آیا اور پھر کمرے کا بیرونی دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ آٹو میٹک لاک اس نے لگا دیا تھا۔ جلد ہی اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

"ایئر چارٹرڈ کمپنی کے دفتر لے چلو" ـــــ صفدر نے ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایئر چارٹرڈ کمپنی کے دفتر میں تھا۔

"یس سر! ـــ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں" ـــــ مینجر نے بڑے کاروباری لہجے میں پوچھا۔

"کیا آپ کے پاس کوئی چھوٹا لیکن جدید قسم کا ایئر کرافٹ ہے ـــ؟ ایسا ایئر کرافٹ جو ہوائی اڈے کے ساتھ ساتھ کسی سڑک یا میدان چاہے وہ میدان ریتلا ہی کیوں نہ ہو، آسانی سے اتر سکے" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کہاں جانا چاہتے ہیں جناب! ـــــ؟" مینجر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں سیر و تفریح کے لئے جانا چاہتا ہوں ـــ اور میری عادت ہے کہ جو جگہ مجھے پسند آئے ـــ میں وہاں رک جاتا ہوں ـــ میں وہ ایئر کرافٹ تقریباً ایک ماہ کے لئے کرایہ پر لینا چاہتا ہوں۔ میرے پاس ایئر کرافٹ پائلٹ کا انٹرنیشنل لائسنس ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا! ـــ میں سمجھ گیا ـــ ہمارے پاس ایک ایئر کرافٹ ایسا ہے جو آپ کے مقصد پر پورا اتر سکتا ہے ـــ جونا۔ ٹو ـــ یہ بالکل جدید ٹو سیٹر طیارہ ہے ـــ انتہائی تیز رفتار بھی ہے اس میں موسمیات کی نشاندہی کرنے والے آلات بھی ہیں ـــ اور سب سے جدید

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بات یہ ہے کہ بوقت ضرورت آپ اسے بطور ہیلی کاپٹر بھی استعمال کر سکتے ہیں" ـــ مینجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! ـــ واقعی یہ تو بالکل میرے مطلب کا ہے ـــ کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں" ـــ صفدر نے خوش ہو کر کہا۔

"آیئے" ـــ مینجر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دفتر سے نکل کر پیچھے موجود ایک بڑے گیراج میں آ گئے۔ یہاں ایک سائیڈ پہ جونا۔ ٹو موجود تھا۔

صفدر نے اسے اچھی طرح چیک کیا۔ واقعی وہ ایک انتہائی جدید ترین طیارہ تھا۔

"ٹھیک ہے مسٹر مینجر! ـــ میں اسے ہی ہائر کرنا چاہتا ہوں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو آیئے دفتر میں چلتے ہیں" ـــ مینجر نے کہا اور وہ دوبارہ دفتر میں آ گئے۔

"اپنے کاغذات مجھے دکھایئے" ـــ مینجر نے کہا اور صفدر نے جیب سے کاغذات اور ایئر کرافٹ پائلٹ لائسنس نکال کر مینجر کے حوالے کر دیئے۔

مینجر نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کسی شخص کو دفتر میں بلایا۔

"معاف کیجئے ـــ قانوناً یہ کاغذات ہمیں ہوم ڈیپارٹمنٹ اور انٹرنیشنل ایئر کرافٹ لائسنس اتھارٹی سے ویری فائی کرانے پڑتے ہیں"۔ مینجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے" ـــ صفدر نے

مطمئن انداز میں جواب دیا۔

اسی لمحے دفتر کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس باس" ـــــ نوجوان نے منیجر کے قریب آ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ مسٹر ٹام کے کاغذات ہیں ـــــ یہ جونا۔ ٹو ہائر کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اسے مکمل طور پر ویری فائی کر کے رپورٹ دیں" ـــــ منیجر نے صفدر کے دیئے ہوئے کاغذات نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ـــــ نوجوان نے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"کتنی دیر لگے گی" ـــــ صفدر نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ سر! ـــــ اس دوران آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے" ـــــ منیجر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں شراب سے الرجک ہوں اس لئے آپ کوک منگوا لیجئے" ـــــ صفدر نے جواب دیا اور منیجر نے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر ایک کوک لانے کے لئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کرایہ وغیرہ اور ضمانت کتنی ہے" ـــــ ؟ صفدر نے پوچھا۔

"یہ باتیں کاغذات کی تصدیق کے بعد ہوں گی سر! ـــــ ویسے ہماری کمپنی کے ریٹس سب سے کم ہیں" ـــــ منیجر نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ پھر کوک آ گئی اور صفدر اطمینان سے کوک پینے میں مصروف ہو گیا۔

اور پھر ابھی دس منٹ ہی گزرے تھے کہ وہی نوجوان جو کاغذات لے کر گیا تھا واپس آیا اور اس نے ایک فائل منیجر کی طرف بڑھا دی۔

"سر! ـــــ تمام کاغذات مکمل طور پر اوکے ہیں" ـــــ نوجوان نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کہا اور منیجر کے سر ہلانے پر وہ واپس چلا گیا۔

منیجر نے فائل کھولی۔ اس میں صفدر کے اصل کاغذات کے ساتھ ان کی تصدیق شدہ نقلیں بھی موجود تھیں۔ اور ساتھ ہی ایک ٹائپ شدہ کاغذ پر رپورٹ تھی جس کے نیچے ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ دار آفیسر کے دستخط اور ایئر کرافٹ لائسنسنگ اتھارٹی کے دستخط بھی تھے۔ صفدر واقعی دل میں حیران ہو رہا تھا کہ یہاں کام کتنی جلدی ہو جاتے ہیں۔ اگر یہی کام پاکیشیا میں کسی کو درپیش ہوتا تو نجانے سینکڑوں چکر دفاتر کے لگانے پڑتے اور کام پھر بھی نہ ہوتا۔

"ٹھیک ہے سر! ـــــ اب بات ہو سکتی ہے ـــــ یہ آپ کے کاغذات" ـــــ منیجر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اصل کاغذات فائل سے نکال کر صفدر کی طرف بڑھا دیئے۔ اور پھر میز کی دراز کھولی اور ایک ٹائپ شدہ کاغذ نکال کر صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

"ضمانت کے طور پر جونا۔ ٹو کی نصف قیمت ـــــ اور یہ گھنٹوں دنوں۔ ہفتوں اور مہینے کے حساب سے اس کا کرایہ ـــــ سب کچھ اس میں درج ہے ـــــ پہلی بار پٹرول ٹینک کمپنی کی طرف سے فل کر کے دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد آپ کو کمپنی کی طرف سے اتھارٹی لیٹر دیا جائے گا کہ آپ کسی بھی ایئر پورٹ پر اتر سکتے ہیں اور پٹرول لے سکتے ہیں" ـــــ منیجر نے کہا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کاغذ کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔

ماہانہ کرایہ اور ہفتہ وار کرایہ میں بڑا معمولی فرق ہے ـــــ اس طرح تو ہفتہ وار زیادہ فائدہ میں رہے گا" ـــــ صفدر نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

"دراصل آپ پہلے شخص ہیں جو ماہانہ بنیاد پر کرایہ پر لے رہے ہیں ورنہ یہاں تو زیادہ تر گھنٹے چلتے ہیں یا پھر دن ——— ہفتے کی تو نوبت کبھی کبھار ہی آتی ہے ——— بہرحال آپ کو ہم ماہانہ بنیاد پر لینے کی صورت میں دس فیصد خصوصی رعایت دے دیں گے" ——— مینجر نے جواب دیا۔

"او کے ——— پھر ٹھیک ہے ——— آپ اسے ایک ماہ کے لئے بک کر لیں ——— کتنی رقم بنی کل" ——— صفدر نے کہا اور مینجر نے کاغذ پر حساب کرنے کے بعد ایک لمبی رقم لکھ کر صفدر کی طرف بڑھا دی صفدر کچھ دیر حساب کتاب چیک کرتا رہا۔ پھر اس نے جیب سے ٹام کی چیک بک نکالی۔ ایک چیک پر رقم کا اندراج کیا اور نیچے ٹام کے مخصوص دستخط کرنے کے بعد اس نے چیک مینجر کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ کو کس وقت روانہ ہونا ہے" ——— ؟ مینجر نے چیک لیتے ہوئے پوچھا۔

"آپ اسے زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے بعد سول ایئر پورٹ پر پہنچا دیں ——— میں وہیں سے لے لوں گا" ——— صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— یہ وہاں موجود ہوگا ——— اتھارٹی لیٹر اور اس رقم کی رسید بھی آپ کو وہیں سے مل جائے گی" ——— مینجر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صفدر اٹھ کھڑا ہوا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے تک وہ ٹیکسی لے کر شہر میں گھومتا پھرتا رہا۔ اس کے بعد وہ ایئر پورٹ پہنچ گیا۔ جونا۔ ٹو واقعی تیار حالت میں وہاں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

موجود تھا۔

تھوڑی دیر بعد صفدر جونا۔ ٹو میں بیٹھا ہوسٹن شہر کے اوپر پرواز کرتا ہوا شمال کی طرف تیز رفتاری سے بڑھا جا رہا تھا اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ جونا۔ ٹو نے اس کی بہت بڑی مشکل حل کر دی تھی۔ اب وہ براہ راست صحرائے تاپتی میں داخل ہو سکتا تھا۔

صحرائے تاپتی ہوسٹن سے تقریباً ایک ہزار کلومیٹر کے فاصلے پر تھا اور صفدر جانتا تھا کہ اسے راستے میں ایک رات ڈالسن میں قیام کرنا پڑے گا کیونکہ وہاں سے پٹرول لینا ضروری تھا۔

پھر تقریباً چار گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد وہ ڈالسن کے ایئر پورٹ پر اتر گیا۔ اس نے وہاں کے حکام کو پٹرول فل کرنے کے ساتھ ساتھ طیارے کی دیکھ بھال کے بھی آرڈر دیئے تاکہ کل صبح وہ پرواز کے لئے مکمل طور پر تیار ہو۔ اور خود وہ ڈالسن ایئر پورٹ سے باہر نکل آیا چند لمحوں بعد وہ ٹیکسی پکڑ کر ڈالسن کے سب سے بڑے ہوٹل شیراڈ میں پہنچ چکا تھا۔ کمرہ اسے آسانی سے مل گیا اور اس نے کمرے میں جا کر پہلے وہیں کھانا منگوا کر کھایا اور پھر وہ ابھی شہر کی سیر کرنے کا پروگرام بنا ہی رہا تھا کہ دروازے پر تیز قسم کی دستک ہوئی اور صفدر چونک پڑا۔

"یس کم ان" ——— صفدر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور چار لمبے تڑنگے نوجوان کمرے میں داخل ہوئے۔

"ہمارا تعلق سنٹرل انویسٹی گیشن سے ہے مسٹر ٹام! ——— یہ میرا کارڈ" ——— ایک نوجوان نے جیب سے کارڈ نکال کر صفدر کو دکھاتے

ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ فرمائیے! میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔۔۔ صفدر نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ صحرائے تاپتی کی طرف جانا چاہتے ہیں"۔۔۔ اسی نوجوان نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں۔۔۔ ارادہ تو ہے۔۔۔ کیوں کیا بات ہے"۔۔۔؟ صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کا مقصد صرف سیر و تفریح ہے"۔۔۔؟ نوجوان نے غور سے صفدر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔۔۔ اور میں نے وہاں جا کر کوئی خزانہ تو تلاش نہیں کرنا"۔۔۔ اس بار صفدر نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہم نے آپ کے کاغذات کی پوری طرح چھان بین کی ہے آپ کے کاغذات بالکل درست ہیں۔۔۔ لیکن آپ صحرائے تاپتی میں داخل نہیں ہو سکتے۔۔۔ وہ ممنوعہ علاقہ ہے اس لئے آپ اپنا ارادہ بدل دیں"۔۔۔ نوجوان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ممنوعہ علاقہ ہے۔۔۔ وہ کیوں"۔۔۔؟ صفدر نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"تفصیلات نہیں بتائی جا سکتیں۔۔۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے۔۔۔ دیکھیں یہ نوٹیفکیشن"۔۔۔ نوجوان نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

صفدر نے نوٹیفکیشن کو غور سے پڑھا اور پھر ایک طویل سانس لیتے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوئے واپس کر دیا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب!۔۔۔ واقعی یہ ممنوعہ علاقہ ہے۔۔۔ لیکن کیا کوئی خصوصی پرمٹ مل سکتا ہے"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری۔۔۔ ایسا ہونا ناممکن ہے"۔۔۔ نوجوان نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوکے۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ میں صحرا میں داخل نہیں ہوں گا لیکن کیا تاپتی شہر تو جا سکتا ہوں"۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"آپ وہاں جا تو سکتے ہیں۔۔۔ لیکن وہاں آپ کی دلچسپی کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔۔۔ وہ تو ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔۔۔ دوسری بات یہ کہ وہاں ہر اجنبی کی مکمل نگرانی کی جاتی ہے۔۔۔ اور اگر آپ سے کوئی غلط حرکت ہوئی تو آپ کو گولی بھی ماری جا سکتی ہے۔ یہ قانون ہے"۔۔۔ نوجوان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں سوچوں گا۔۔۔ بہرحال غلط حرکت میں نے کیا کرنی ہے۔۔۔ میرا مقصد تو بس گھومنا پھرنا ہے"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو آگاہ کرنا ہمارا فرض تھا۔۔۔ وہ ہم نے ادا کر دیا ہے۔ گڈ بائی"۔۔۔ نوجوان نے کہا اور اپنے ساتھیوں کو واپس چلنے کا اشارہ کرتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ان کے جانے کے بعد اب صفدر سوچنے لگا کہ وہ کیا کرے۔ اب

تک اس کا خیال تھا کہ یہ لوگ ایک سیاح کو اس طرح چیک نہ کریں گے لیکن اب اُسے احساس ہو رہا تھا کہ واقعی یہاں کے ادارے بیحد تیز اور مستعد واقع ہوئے ہیں۔ اگر اس کے کاغذات اصلی نہ ہوتے تو یقیناً وہ اب تک گرفتار ہو چکا ہوتا۔ اور اس کا مطلب یہی تھا کہ اب اس کی مکمل نگرانی کی جائے گی۔ نوجوان آفیسر کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ لوگ صفدر کی طرف سے مشکوک ضرور ہیں لیکن کوئی قانونی خلا نہ ہونے کی وجہ سے وہ فی الحال اُسے کچھ کہہ نہیں سکتے۔

"بہرحال جو ہوگا دیکھا جائے گا" ——— صفدر نے چند لمحوں بعد فیصلہ کُن لہجے میں کہا اور اٹھ کر بیڈ پر لیٹ گیا۔ اس نے اب شہر کی سیر کرنے کا پروگرام ملتوی کر دیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ صحرائے تابیتی میں بہرحال اس نے داخل ہونا ہے اس لئے وہ زیادہ سے زیادہ ریسٹ کر لینا چاہتا تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کرنل ٹاڈ کا کیبن باقی کیبنوں کی نسبت زیادہ بڑا اور شاندار تھا اور ایک طرف ہٹ کر بنا ہوا تھا۔ کیبن کی کھڑکیوں سے روشنی باہر نکل رہی تھی اور اندر سے مترنم نسوانی قہقہوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اس کا مطلب تھا کہ کرنل ٹاڈ لڑکیوں کے ساتھ کیبن میں موجود تھا۔

"اب تم اپنی اداکاری شروع کر دو جولیا! ——— اور تم لوگوں نے کرنل ٹاڈ کے جانے کے بعد ان لڑکیوں کو سنبھالنا ہے ——— میں کیبن کی پشت پر ٹھہروں گا" ——— عمران نے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے۔

جولیا تیز تیز قدم اٹھاتی کیبن کے مین دروازے کی طرف بڑھ گئی جب کہ تنویر۔ کیپٹن شکیل اور نعمانی ایک دوسرے کیبن کی دیوار کی اوٹ میں رک گئے۔ اور عمران کیبن کی پشت کی طرف بڑھ گیا۔

جولیا دروازے کے باہر پہنچ کر زور سے کراہی اور پھر بند دروازے

کے ساتھ ٹکرا کر اس طرح لہرا کر نیچے بیٹھی جیسے اس کا ذہن چکرا رہا ہو۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا اور سانس تیز تیز چل رہا تھا۔ وہ مسلسل کراہ رہی تھی۔

دوسرے لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔

"اوہ! — کون ہو تم —" دروازے پر کھڑے ایک لمبے تڑنگے لیکن مضبوط جسم والے نوجوان نے جلدی سے آگے بڑھ کر جولیا کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"مم — مم — پلیز میری مدد کرو — مجھے کیبن نمبر تین سو بارہ تک پہنچا دو — مجھے مرگی کا دورہ پڑنے والا ہے — وہاں میری دوا موجود ہے — پلیز" — جولیا نے اپنے جسم کو اس طرح مروڑتے ہوئے کہا جیسے اس کے جسم میں موجود ہڈیاں مڑ تڑ رہی ہوں۔

"اوہ مرگی! — اوہ اچھا — لیکن یہاں کار تو نہیں ہے۔ اور تین سو بارہ تو کافی دور ہے" — نوجوان نے جو کرنل ٹاڈ تھا پریشان لہجے میں کہا۔

"پپ — پپ — پلیز — میری مدد کرو — ورنہ میں مر جاؤں گی" — جولیا نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی شدید تکلیف میں ہے۔

"اوکے! — واقعی تمہاری حالت بتا رہی ہے کہ تم شدید تکلیف میں ہو — ٹھیک ہے — میں تمہیں اٹھا کر لے جاتا ہوں" — کرنل ٹاڈ نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے جولیا کو اس طرح اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا جیسے جولیا گوشت پوست کی بجائے پلاسٹک کی بنی ہوئی بے وزن گڑیا ہو۔ کرنل ٹاڈ کے جسم میں واقعی بے پناہ قوت تھی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"تم لوگ یہیں ٹھہرو — میں ابھی آ رہا ہوں — یہ لڑکی واقعی بیحد بیمار ہے" — کرنل ٹاڈ نے مڑ کر دروازے میں کھڑی ہوئی چار نوجوان اور خوبصورت لڑکیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ ان لڑکیوں کے جسم پر انتہائی مختصر سا لباس تھا جب کہ کرنل ٹاڈ نے بھی ایک نیکر اور شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ لڑکیوں کے سر ہلانے پر کرنل ٹاڈ جولیا کو اٹھائے تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

کرنل ٹاڈ کے کچھ دور جانے کے بعد تنویر ساتھ والے کیبن کی اوٹ سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کرنل ٹاڈ کے کیبن کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ لڑکیاں ابھی دروازے میں ہی کھڑی باتیں کر رہی تھیں شاید وہ جولیا کے متعلق ہی تبصرہ کر رہی تھیں۔

"پلیز ایک منٹ" — تنویر نے قریب پہنچ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس" — ایک لڑکی نے غور سے تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کے پاس ان کیبنز کے لاک کی کوئی فالتو چابی ہے۔؟ یہ ساتھ والا کیبن میرا ہے لیکن میں چابی بھول آیا ہوں" — تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ اکیلے ہیں" — لڑکی نے چونک کر پوچھا۔

"فی الحال تو اکیلا ہوں — البتہ میری فرینڈ ایک گھنٹے بعد پہنچ جائے گی — میں لارڈ ٹاسری کا بیٹا جیمز ہوں" — تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لارڈ ٹاسری! — اوہ آپ تو بہت بڑی شخصیت ہیں — مارگریٹ! وہ چابیاں لے آنا۔ شاید لاک کھل جائے" — اس لڑکی

نے ایک لمبی سی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر آپ میں سے کوئی ایک گھنٹہ میرے ساتھ کمپنی کر سکے تو میں بڑا فراخ دل ثابت ہوں گا" —— تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری! —— ہم چاروں ہی بکڈ ہیں —— ایک گھنٹہ تو نہیں البتہ آدھا گھنٹہ ہو سکتا ہے بشرطیکہ" —— اس لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو آدھا گھنٹہ ہی غنیمت ہے —— ویسے میری فرینڈ خاصی خوبصورت ہے لیکن اب آپ کو دیکھنے کے بعد میں سوچ رہا ہوں کہ کاش میں اسے وقت نہ دیتا —— خوامخواہ ایک لاکھ ڈالر ضائع جائیں گے" —— تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر" —— لڑکیوں کے منہ سے حیرت کے مارے چیخ سی نکل گئی۔

"ہاں —— کیوں! —— میں تو ایسے ہی معاوضہ دیتا ہوں —— ویسے آپ چاروں کو میں تو چار لاکھ ڈالر بھی دینے کے لئے تیار ہوں۔ رقم کی مجھے پرواہ ہی نہیں —— بس کمپنی اچھی چاہئے" —— تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر ہم چاروں آپ کو آدھے گھنٹے کی کمپنی دیں تو آپ کیا معاوضہ دیں گے" —— اسی لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے دینے دلانے والی بات چھوڑیں —— کمپنی کی بات کریں جو آپ کہیں گی مل جائے گا —— دس ہزار ڈالر آدھے گھنٹے کے لئے کافی نہیں ہیں" —— تنویر نے بڑے عاشقانہ لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"دس ہزار ڈالر —— اور صرف آدھے گھنٹے کے لئے —— اوہ! ویری گڈ" —— چاروں لڑکیاں ہی اچھل پڑیں۔ اتنی رقم تو ظاہر ہے کوئی ایک ماہ کے لئے بھی نہ دے سکتا تھا یہاں تو صرف آدھے گھنٹے کے لئے اتنی رقم مل رہی تھی۔

"یہ لیجئے —— پیشگی لے لیجئے —— بس پسند کی بات ہے۔ مجھے کمپنی چاہئے" —— تنویر نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

لڑکی نے جلدی سے نوٹوں کی گڈی لی اور پھر وہ آپس میں کھسر پھسر کرنے لگیں۔

"ٹھیک ہے لارڈ! —— ہم آدھے گھنٹے سے زیادہ کمپنی نہ دے سکیں گی —— ہمارا آدمی آدھے گھنٹے میں واپس آ جائے گا۔ وہ بڑا ظالم آدمی ہے" —— لڑکی نے کہا۔

"کوئی بات نہیں —— مجھے منظور ہے —— میں خود اصول پسند آدمی ہوں" —— تنویر نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا اور لڑکیوں نے خوشی سے ہنستے ہوئے دروازہ بند کیا اور پھر وہ چاروں آگے بڑھ کر تنویر سے اس طرح لپٹ گئیں جیسے میٹھے پر مکھیاں لپٹتی ہیں۔

"ارے ارے —— پہلے کیبن تو کھول لیں" —— تنویر نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کیپٹن شکیل، نعمانی اور شائد عمران بھی اسے دیکھ رہا ہو گا۔

"ابھی کھل جاتا ہے —— ہمارے پاس ماسٹر کی ہے" —— لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر تنویر انہیں لئے ہوئے اس بند کیبن

کی طرف بڑھ آیا۔ وہ پہلے ہی کیبن کو بند دیکھ چکا تھا۔ اس لئے اس نے یہ بات کی تھی۔ ماسٹر کی سے کیبن واقعی کھل گیا اور وہ سب لوگ اندر آ گئے۔ اور دروازہ بند کر دیا۔

"پہلے آپ اپنا تعارف تو کرا دیں" ــــ تنویر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تعارف کیا کرانا ہے ــــ خوامخواہ وقت ضائع ہو گا" ــــ ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ــــ وقت تو میرا ضائع ہو گا ــــ اچھا ایسا کرتے ہیں کہ ساحل سمندر پر چلتے ہیں ــــ کیبن کافی دنوں سے بند پڑا ہے اس لئے یہاں گھٹن ہے" ــــ تنویر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ صرف فلرٹ کرنے تک ہی محدود رہتا تھا ورنہ اس کا کردار بے حد اعلیٰ تھا اور یہاں یہ لڑکیاں تو پاگلوں کی طرح اس کے گلے پڑ رہی تھیں۔

"کیا مطلب ــــ کیا تم ــــ" لڑکیوں نے اس طرح حیران ہو کر تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا جیسے انہیں شک پڑ رہا ہو کہ تنویر کا دماغی توازن درست نہیں ہے۔

"ارے ایسی کوئی بات نہیں ــــ میں دراصل کمپنی کا شوقین ہوں آیئے" ــــ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں لئے ہوئے کیبن سے نکلا اور ساحل کی طرف بڑھنے لگا۔ چاروں لڑکیاں اٹھکیلیاں کرتی ہوئی اس کے آگے پیچھے چلنے لگیں۔ کافی دور آ جانے کے بعد تنویر ریت پر بیٹھ گیا اور لڑکیاں اس پر تقریباً گر سی گئیں۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"یہ بتاؤ کہ تم کتنے روز کے لئے بک ہو" ــــ تنویر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"چار روز کے لئے" ــــ لڑکیوں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ یہ تو بڑا لمبا عرصہ ہے ــــ میں نے تو کل واپس چلے جانا ہے" ــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ پھر نہیں آئیں گے ــــ ہوٹل شلٹن سے آپ ہمیں بک کر سکتے ہیں" ــــ لڑکیوں نے اس سے چمٹتے ہوئے کہا۔

"دیکھو اطمینان سے بیٹھ جاؤ ــــ ہم صرف باتیں کریں گے" ــــ تنویر نے اس بار انتہائی خشک لہجے میں کہا۔ وہ واقعی اب ان بازاری قسم کی لڑکیوں کی حرکتوں سے اکتا گیا تھا اور لڑکیاں منہ بناتی ہوئی اس کے گرد بیٹھ گئیں۔

تنویر نے ان سے اپنی ریاست کی باتیں شروع کر دیں۔

"ارے آدھا گھنٹہ ہونے والا ہے ــــ وہ جیرالڈ آنے والا ہو گا ہمیں کیبن میں پہنچ جانا چاہیئے" ــــ ایک لڑکی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اوکے ــــ ٹھیک ہے ــــ ویسے میں اگلے ہفتے ہوٹل شلٹن آؤں گا ــــ پھر ایک ہفتے کے لئے بکنگ ہو جائے گی اس کے بعد تمہاری کمپنی کا صحیح لطف لوں گا" ــــ تنویر نے بھی ریت سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ضرور ضرور ــــ ہم منتظر رہیں گی ــــ اب اجازت" ــــ لڑکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر تنویر کی طرف بڑھی۔

"ارے ارے ــــ ابھی نہیں" ــــ تنویر نے غوطہ لگا کر ایک

طرف ہٹتے ہوئے کہا اور لڑکیاں ہنستی ہوئی واپس اپنے کیبن کی طرف دوڑنے لگیں۔

"خدا کی پناہ ہے — یہ لڑکیاں ہیں یا شہد کی مکھیاں — کم بخت چمٹے ہی چلی جا رہی تھیں" — تنویر نے کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا اور تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر عمران کی کار موجود تھی۔

"بڑے مزے ہو رہے ہیں تنویر" — کار کے قریب موجود عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مزے ہونے ہیں — وہ تو بالکل ہی بازاری عورتیں تھیں۔ یہ تمہارا کرنل ٹاڈ تو بالکل ہی گھٹیا آدمی لگتا ہے" — تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بس اپنا اپنا مزاج ہوتا ہے — بہرحال تم نے اور جولیا نے واقعی کام دکھایا ہے — آؤ اب جولیا کے پاس چلیں" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"اصل کام ہو گیا ہے یا نہیں" — تنویر نے کار میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"بڑی آسانی سے — پریشانی تو ہوئی ہی نہیں" — عمران نے کہا اور کار آگے بڑھا دی۔

"عمران صاحب — جولیا نے مرگی کے دورے کی بات کی تھی۔ وہاں ٹائیگر کو تو اس کا علم ہی نہ ہو گا — کرنل ٹاڈ کہیں مشکوک نہ ہو جائے" — تنویر نے کہا۔

"میں نے کرنل ٹاڈ کے جاتے ہی ٹائیگر کو کال کر کے تفصیل سمجھا دی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تھی۔ اس کے پاس میڈیکل ایمرجنسی باکس موجود ہے اور وہ ڈاکٹر کے روپ میں وہاں موجود ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے جولیا نے اپنے آپ کو بیمار یا منشیات کی مریضہ ہی پوز کرنا تھا۔ اس نے سنبھال لیا ہو گا" — عمران نے جواب دیا اور تنویر نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا اور خاموش ہو گیا۔

تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد عمران نے کار ایک چھوٹے سے کیبن کی سائیڈ میں روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔

اسی لمحے کیبن کا دروازہ کھلا اور ایک ایکریمی باہر نکل آیا۔ لیکن اس کا قد وقامت دیکھتے ہی سب سمجھ گئے کہ یہ ٹائیگر ہے۔

"ڈاکٹر جوزف — تمہاری مریضہ کا کیا حال ہے" — عمران نے آگے بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ عمران صاحب آپ — وہ بالکل ٹھیک ہے" — ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کرنل ٹاڈ مشکوک تو نہیں ہوا" — عمران نے پوچھا۔

"ارے نہیں — میں نے واقعی مرگی والا انجکشن ہی جولیا کو لگایا تھا — وہ غور سے انجکشن کو دیکھتا رہا — پھر اس نے جولیا کے متعلق پوچھا تو میں نے اسے بتایا کہ یہ میری مریضہ ہے اور یہ کیبن اسی کا ہے — میں نے ہی اسے پیدل چلنے کا مشورہ دیا ہوا ہے۔ ویسے امید نہ تھی کہ اس طرح اچانک اس کی طبیعت خراب ہو جائے گی — اس پر وہ پوری طرح مطمئن ہو کر واپس چلا گیا" — ٹائیگر نے کیبن کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ سب لوگ کیبن میں داخل ہو گئے۔ جولیا واقعی ایک

بیڈ پر آنکھیں بند کیے لیٹی ہوئی تھی۔

"واہ!۔۔۔ تم تو واقعی سیریس مریضہ ہو"۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور جولیا بھی ہنستی ہوئی اٹھ بیٹھی۔

"بڑا مشکل رول تھا عمران!۔۔۔ ویسے وہ کرنل ٹاڈ بالکل ہی مطمئن گیا ہے"۔۔۔ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ تو مطمئن گیا ہے۔۔۔ لیکن تنویر نے جب تمہیں اس کے کندھے پر لدا ہوا دیکھا تو اس پر تم سے بھی زیادہ سیریس دورہ پڑ گیا اور اس نے فوراً انتقامی کارروائی کرتے ہوئے ایک کی بجائے چار کو کندھوں پر اٹھا لیا"۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کرسی پر بیٹھ کر کہا۔

"آپ خواہ مخواہ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔۔۔ میں ان تھرڈ کلاس بازاری عورتوں کو منہ لگانا بھی پسند نہیں کرتا"۔۔۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ کیونکہ اس نے جولیا کے چہرے پر غصے کے آثار ابھرتے دیکھ لیے تھے۔

"اچھا یہ الزام ہے۔۔۔ آدھے گھنٹے کے لئے دس ہزار ڈالر الزام ہے غضب خدا کا۔۔۔ اتنی رقم میں تو وہ چاروں لڑکیاں ہمیشہ کے لئے خریدی جا سکتی تھیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اب آپ نے خود ہی اتنی رقم میری جیب میں ڈال دی تھی۔۔۔ اب میں وہاں کیا کرتا"۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو جولیا کے سر کا صدقہ سہی۔۔۔ اسے آرام آ گیا یہی بہت ہے"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ ٹائیگر سے مخاطب ہو گیا۔

"وہ میرا بیگ لے آؤ۔۔۔ تاکہ اب کرنل ٹاڈ کا کارڈ بھی تیار کر لیا جائے"۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"اب پروگرام کیا ہے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"صفدر کا تحفظ کرنا ہے۔۔۔ اور کیا پروگرام ہے۔۔۔ ہم یہاں سے تاہیتی جائیں گے۔۔۔ صفدر لازماً وہاں پہنچے گا۔ وہ ایک شخص ٹام کے روپ میں ہو گا اور ظاہر ہے جیسے ہی وہ صحرا میں داخل ہو گا۔ اسے گرفتار کرنے کی کوشش کی جائے گی۔۔۔ جبکہ کرنل ٹاڈ اپنے ساتھیوں سمیت پہلے ہی صحرائے تاہیتی میں موجود ریسرچ سنٹر پہنچ چکا ہو گا۔۔۔ اس کے بعد صفدر کی نگرانی آسان ہو جائے گی"۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر کا لایا ہوا بیگ کھولنے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے بیگ میں سے ایک پیکٹ نکالا اور اس کو کھول کر اس میں موجود مختلف رنگوں کے سادہ کارڈ نکال کر ان میں سے ایک سنہرے رنگ کا کارڈ نکال کر ایک طرف رکھ لیا۔ اس کارڈ کے گرد سرخ رنگ کا باریک سا حاشیہ تھا۔ باقی کارڈ واپس پیکٹ میں رکھ کر اس نے پیکٹ بیگ میں ڈال دیا اور پھر بیگ میں سے ایک باکس نکال کر وہ اٹھا اور کونے میں رکھی ہوئی میز کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ اس میز پر ٹیبل لیمپ بھی موجود تھا۔ عمران نے ٹیبل لیمپ جلایا۔

"آپ لوگ باہر ذرا گھوم پھر آئیں۔۔۔ مجھے تقریباً ایک گھنٹہ لگے گا۔۔۔ اور میں مکمل توجہ چاہتا ہوں۔ یہ انتہائی نازک ترین کام ہے"۔ عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔ سب نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور وہ سب اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ دروازہ بند ہونے کی آواز

سن کر عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا کارڈ پر جھک گیا۔ اس نے باکس کھول کر اس میں سے ایک چھوٹی سی ٹیوب نکالی اور پھر کام میں مصروف ہو گیا۔ باکس میں ٹیوبوں کے ساتھ مختلف سائز کے قلم اور برش موجود تھے۔

عمران نے واقعی ایک گھنٹے تک سر بھی نہ اٹھایا اور ایک گھنٹے بعد جب اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے باریک پوائنٹ والا قلم واپس باکس میں رکھا تو سامنے موجود کارڈ پر عجیب قسم کے نقش و نگار ابھر چکے تھے۔ سنہرے رنگ کے کارڈ کی سطح اب گولڈن براؤن ہو چکی تھی۔ اس کے درمیان میں ایک عقاب کی تصویر تھی جس کی چونچ میں ایک چھوٹا سا ہیرا تھا۔ عقاب بالکل اصلی لگ رہا تھا اور ہیرے میں سے بھی مختلف رنگوں کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ عقاب کے پنجوں میں ایک چڑیا پھڑک رہی تھی۔ اور ان کے نیچے عجیب و غریب انداز میں بی اور اے کے حروف لکھے ہوئے تھے۔ بی کے دونوں خالی دائروں میں بھی دو باریک سی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ اوپر والے دائرے میں ایک سانپ پھن اٹھائے ہوئے تھا جب کہ نیچے والے دائرے میں ایک آدمی کا چہرہ تھا جس نے کالے رنگ کا نقاب پہنا ہوا تھا۔ آنکھوں میں سرخی نمایاں تھی۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور اس کے ساتھی اندر آ گئے۔

"ہو گیا کام" ــــ جولیا نے پوچھا۔

"ہاں! ــ لیکن میرا دماغ سن ہو گیا ہے ــــ اس قدر پیچیدہ اور مشکل کارڈ بنایا ہوا ہے انہوں نے" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سب ساتھی اشتیاق آمیز انداز میں میز کی طرف بڑھے۔

"اس کو ہاتھ نہ لگانا ــــ اس پر مخصوص کیمیکل لگا ہوا ہے۔ ابھی اسے خشک ہونے میں چند منٹ ہیں" ــــ عمران نے کہا اور وہ سب ہاتھ پیچھے کر کے میز پر جھک گئے۔

"کمال ہے ــــ یہ تم نے بنایا ہے سب کچھ ــــ یہ تو بڑے سے بڑا مصور بھی نہیں بنا سکتا" ــــ جولیا کے لہجے میں واقعی بے پناہ حیرت نمایاں تھی۔

"بس تمہارا تصور کر لیا ــــ پھر مصوری چل پڑی ــــ کہتے ہیں کہ مصوروں کو کوئی نہ کوئی تصویر سامنے رکھنی پڑتی ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ! ــ میں اس سے بھی اچھی تصویریں بنا سکتا ہوں ــ یہ سانپ، عقاب اور چڑیا بنانا کیا مشکل ہے" ــــ تنویر نے جل کر کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، اچانک کیبن کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور وہ سب چونک پڑے۔ دروازے میں کرنل ٹاڈ ہاتھ میں ریوالور لئے کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سرخی تھی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے میز سے کارڈ اٹھا کر جیب میں ڈال لیا۔

"یہ ہے وہ آدمی جناب" ــــ اچانک کرنل ٹاڈ کے پیچھے اندر آنے والی ایک لڑکی نے تنویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس لڑکی کا چہرہ بری طرح سوجھا ہوا تھا۔ چہرے پر نیل پڑے ہوئے تھے جیسے اس پر تشدد کیا گیا ہو۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"ہونہہ! — تو تم نے میرے ساتھ گیم کھیلی ہے" — کرنل ٹاڈ کا چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا۔

"کیسی گیم جناب! — ویسے میں لڈو گیم بڑی اچھی کھیل لیتا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو! — تم نے کسی خاص مقصد کے لئے یہ سارا چکر چلایا ہے۔ یہ لڑکی بیمار بن کر آئی — میں اس کی اداکاری سے دھوکہ کھا گیا لیکن کیبن میں جانے کے بعد میں نے دیکھا کہ میرے مخصوص بیگ کو کھولا گیا ہے — اس کا میکنزم ایسا ہے کہ وہ اول تو کسی اور سے کھل نہیں سکتا۔ اور اگر کھل جائے تو مجھے فوراً پتہ چل جاتا ہے — اس پر میں نے ان لڑکیوں سے پوچھ گچھ کی۔ اور پھر ان سے دس ہزار ڈالر کی رقم برآمد ہو گئی — پھر انہوں نے بتایا کہ یہ آدمی لارڈ بن کر انہیں آدھے گھنٹے کے لئے باہر لے گیا تھا — اس پر مجھے شک گذرا تو میں اسے لے کر یہاں آ گیا — اور یہاں اس آدمی کی موجودگی بتا رہی ہے کہ گیم کھیلی گئی ہے — اب تم مجھے بتاؤ کہ کیا گیم کھیلی گئی ہے" — کرنل ٹاڈ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"زائچہ بنا کر بتاؤں یا ویسے ہی بتا دوں — ویسے تو اتنا بھی بتا سکتا ہوں کہ تمہارا نام کرنل ٹاڈ ہے اور تم ایکریمیا کے بلیک ایجنٹ ہو۔ باقی کچھ پوچھنا ہے تو اس کے لئے زائچہ بنانا پڑے گا" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — تو تم مجھے جانتے ہو — ٹھیک ہے۔ اب تمہیں بہت کچھ بتانا ہو گا" — کرنل ٹاڈ کا چہرہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"پھر فیس لگے گی — میں اب فٹ پاتھوں پر بیٹھنے والا نجومی نہیں ہوں کرنل ٹاڈ" — عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"دیکھو! — میرے مخصوص بیگ میں سے کوئی چیز چوری نہیں کی گئی — سب کچھ موجود ہے — لیکن تمہاری یہ گیم اور پھر تمہارا میرے متعلق سب کچھ جاننے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تم لوگ کسی خاص مقصد کے چکر میں ہو — اور یہ بھی سن لو کہ میرا نشانہ بے خطا ہے اس لئے میں ایک سیکنڈ میں تم سب کو گولی مار سکتا ہوں — اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم مجھے سچ سچ سب کچھ بتا دو" — کرنل ٹاڈ نے کہا۔

"کرنل ٹاڈ! — مجھے افسوس ہے کہ تمہیں قتل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ جیسے ہی تمہاری موت واقع ہو گی — تمہارے جسم میں موجود ٹی۔ تھرٹی تمہارے ہیڈ کوارٹر تمہاری موت کی اطلاع دے دیگا — اس لئے مجبوراً تمہیں زندہ تو رکھنا ہی ہے۔ میں نے تو کوشش کی تھی کہ تمہیں چھیڑے بغیر آگے بڑھ جائیں — لیکن تم نے خود مصیبت کو دعوت دے ڈالی ہے — اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ تم اب بھوت کی طرح ہمارے پیچھے پڑ جاؤ گے۔ لیکن اتنا بتا دوں کہ میرا نام پرنس آف ڈھمپ ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ اور پاکیشیا — بہرحال ہو گا — تم نے وہ بیگ کھولا تھا" — کرنل ٹاڈ نے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! — میری سیکرٹری تمہیں یہاں لے آئی — اور میرا باڈی گارڈ تمہاری عورتوں کو باہر لے گیا تو میں تمہارے کیبن میں گیا اور میں نے ہی وہ مخصوص میکنزم استعمال کر کے تمہارے بیگ کی زیارت کی ہے — باقی رہا مقصد، تو تم بلیک ایجنٹ ہو۔ اب اتنا کام تو تم بھی کر لو" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر باقی لوگ بے کار ہیں" — کرنل ٹاڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سنو! — اگر تم نے ان میں سے کسی پر بھی فائر کھولا تو تمہاری موت یقینی ہو جائے گی — تمہارے ہاتھ میں ریوالور ہے اور میری جیب میں ہے — اور میرا نشانہ تم سے زیادہ اچھا ہے — اگر تمہیں بلیک ایجنسی کا زعم ہے تو وہ تم میرے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر کے پورا کر سکتے ہو" — عمران نے یکلخت انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"اگر تم بتا دو کہ تمہارا مقصد کیا تھا تو ہو سکتا ہے میں واپس چلا جاؤں میں خوامخواہ کی قتل و غارت پسند نہیں کرتا" — کرنل ٹاڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"بتایا تو ہے کہ میں صرف تمہارے بیگ کی زیارت کرنا چاہتا تھا اور بس" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے — مجھے یقین آ گیا ہے اس لئے میں واپس جا رہا ہوں" — کرنل ٹاڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ قدم قدم پیچھے ہٹتا ہوا یکلخت دروازے کی سائیڈ میں ہو گیا۔

"دیواروں کے ساتھ ہو کر لیٹ جاؤ — جلدی" — عمران نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

یکلخت تیز لہجے میں کہا لیکن اس کی آواز گھٹی گھٹی سی تھی اور وہ سب بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر دیواروں کی جڑوں میں لیٹنے لگے۔

اسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور پھر پورے کیبن کی چھت ایک زوردار گڑگڑاہٹ کے ساتھ فرش پر آ گری۔ ہر طرف گرد ہی گرد پھیل گئی تھی۔ وہ سب چھت گرنے سے صرف ایک لمحہ پہلے دیواروں کی جڑوں میں پہنچے تھے اور اسی لئے چھت کے مرکزی ملبے میں دبنے سے بچ گئے تھے۔ لیکن اب بھی انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ٹنوں بجری اور ریت ان کے جسموں اور منوں کے حساب سے گرد ان کے پھیپھڑوں میں اتر گئی ہو۔

وہ سب کافی دیر تک اسی طرح پڑے رہے۔ پھر سب سے پہلے عمران نے اپنے جسم کو حرکت دی اور پھر تھوڑی سی کوشش سے وہ ملبے کے ڈھیر میں سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اندھیرا خاصا گہرا تھا اور اب لوگوں کے شور و غل کی آوازیں بھی نزدیک آتی سنائی دے رہی تھیں باقی ساتھی بھی آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے ملبے سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ لیکن وہ بھوت بن چکے تھے۔ کرنل ٹاڈ وہاں نظر نہ آ رہا تھا۔ شاید وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا تھا کہ وہ سب کسی صورت بھی مرنے سے نہ بچ سکے ہوں گے۔

"فوراً چل دو یہاں سے جلدی" — عمران نے کہا اور پھر وہ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا عقبی ٹیلوں کی طرف بڑھ گیا باقی ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ ان کی کار بھی تباہ ہو چکی تھی کیونکہ چھت کا باہر کی طرف بڑھا ہوا شیڈ کار کے اوپر گرا تھا اور وہ پچک کر رہ گئی تھی۔

ٹیلوں میں سے ہوتے ہوئے وہ تیزی سے کیبن سے دور ہٹتے گئے۔ کیونکہ انہیں علم تھا کہ ابھی پولیس اور فائر بریگیڈ کی گاڑیاں وہاں پہنچنا شروع ہو جائیں گی۔

"کرنل ٹاڈ کو جب معلوم ہو گا کہ ملبے سے کوئی لاش نہیں نکلی تو وہ چونک نہ پڑے گا" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ بم پھینک کر نہ صرف یہاں سے نکل گیا ہو گا ——— بلکہ اب تک اس نے کیبن بھی چھوڑ دیا ہو گا" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اگر تم اشارہ نہ کرتے تو میں کرنل ٹاڈ پر چھلانگ لگانے ہی والا تھا" ——— تنویر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"وہ بلیک ایجنٹ ہے ——— مارشل آرٹ کا ماسٹر ہے ——— دوسری بات یہ کہ وہ ریوالور چلانے میں انتہائی مہارت رکھتا ہے جب تک تم اس تک پہنچتے ——— وہ کم از کم تین گولیاں تمہارے سینے میں داخل کر چکا ہوتا ——— اور میں اس سے نہ صرف کافی دور تھا بلکہ میرے پاس ریوالور بھی نہ تھا ——— اور آخری بات یہ کہ میں اسے مار بھی نہ سکتا تھا ——— ورنہ میری ساری محنت بے کار چلی جاتی۔ اس کا کارڈ ہی کینسل کر دیا جاتا" ——— عمران نے ٹیلوں کے پیچھے چلتے ہوئے جواب دیا۔

"کارڈ محفوظ ہے" ——— جولیا نے پوچھا۔ وہ ذرا لنگڑا کر دوڑ رہی تھی۔ شاید اس کے پاؤں پر چوٹ لگی تھی۔

"ہاں وہ محفوظ ہے" ——— عمران نے کہا اور پھر ایک ٹیلے کے پیچھے سے نکلتے ہی انہیں دور ایک چھوٹا سا کیبن نظر آ گیا۔ جس کے

روشندانوں سے روشنی نکل رہی تھی۔ عمران نے اپنا رخ ادھر کر لیا کیونکہ اس حلیئے میں وہ پبلک کے سامنے نہ آ سکتے تھے۔ کیبن کا دروازہ بند تھا عمران نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے" ——— اندر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی کسی مرد کی سرگوشی بھی۔ جیسے وہ آہستہ بول رہا ہو۔

"پولیس ——— دروازہ کھولو" ——— عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ بس ——— میں لباس پہن لوں" ——— اندر سے وہی نسوانی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحے اندر سے گڑبڑ کی آوازیں آتی رہیں۔

"شمالی سمت میں ایک دروازہ ہے ——— تم جا کر دیکھو۔ ادھر سے کوئی آدمی نکل کر بھاگے گا ——— تم نے اسے روکنا نہیں۔ صرف اتنا دیکھنا ہے کہ وہ کہیں رک تو نہیں جاتا" ——— عمران نے ٹائیگر سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا شمالی طرف بڑھ گیا۔

اسی لمحے عمران کے کانوں میں دور سے کار کا انجن چلنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔ عمران جلدی سے دروازے پر کھڑی ایک نوجوان اور سمارٹ لڑکی کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی اندر آ گئے۔ لڑکی اب ایک طرف کھڑی شدید حیرت سے ان بھوتوں کو دیکھ رہی تھی۔

"تم نے اسے بھگا دیا شمالی سمت کے دروازے سے ——— عمران نے لڑکی سے مخاطب ہو کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ لڑکی منہ کھولتی، عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور لڑکی آدھا منہ کھولے لہرا کر فرش پر گری اور بے حس و حرکت ہو گئی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اس کی کنپٹی پر پڑنے والا ایک ہی جچا تلا ہاتھ کافی ہو گیا تھا۔
اسی لمحے ٹائیگر بھی اندر آ گیا۔

"وہ دو آدمی تھے ـــــ کار میں بیٹھ کر نکل گئے ہیں" ـــــ ٹائیگر نے اندر آ کر کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اپنے مطلب کے لباس بھی مل جائیں گے" ـــــ عمران نے کہا اور تیزی سے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"یہاں لباس موجود ہیں ـــــ جولیا! تم جلدی سے نہا کر اس لڑکی کا لباس پہن لو ـــــ جلدی کرو" ـــــ عمران نے باتھ روم سے باہر نکلتے ہوئے کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی باتھ روم میں داخل ہو گئی۔

عمران ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا اس نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس جانی بار" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"جانی! ـــــ میں پرنس بول رہا ہوں" ـــــ عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"اوہ پرنس آپ! ـــــ آپ کہاں غائب ہو گئے تھے ـــــ آپ کا کہیں پتہ ہی نہ چل رہا تھا" ـــــ دوسری طرف سے جانی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیوں ـــــ کیا ہوا" ـــــ؟ عمران نے بھی جانی کے لہجے پر چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ہلٹن کی کال آئی تھی ـــــ اس نے بتایا ہے کہ مسٹر اینڈل ہوسٹن

RAFREXO@HOTMAIL.COM

گئے اور پھر وہاں سے نارمن کے میک اپ میں اس کے دفتر گئے۔ پھر وہ پوچھ رہے تھے کہ صحرائے تاپتی میں محکمہ موسمیات کے ریسرچ سنٹر میں کوئی آدمی ہے۔ لیکن ہلٹن کا وہاں کوئی آدمی نہ تھا اس لئے اس نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک چارٹرڈ کمپنی سے جدید ترین طیارہ جونا۔ٹو حائر کیا اور صحرا کی طرف گئے ہیں ـــــ لیکن ہلٹن نے یہ بھی بتایا ہے کہ سنٹرل انٹیلی جنس ہوروان کی نگرانی کر رہا ہے ـــــ طیارہ چارٹرڈ کرانے کی وجہ سے وہ لوگ ان کے پیچھے لگ گئے ہیں"۔ جانی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا! ـــــ ٹھیک ہے ـــــ میں دیکھ لونگا ـــــ سنو! یہاں سینڈ بیچ میں تمہارا کوئی سلسلہ ہے۔ مجھے فوری طور پر ایک تیز رفتار کار چاہیئے" ـــــ عمران نے کہا۔

"یس پرنس! ـــــ آپ گھاٹ پر سینڈ بیچ بار میں چلے جائیں۔ وہاں کاؤنٹر پر رسکی موجود ہو گا ـــــ آپ اُسے صرف پرنس کہیں گے۔ وہ آپ کی مرضی کے مطابق سب انتظامات کر دے گا ـــــ میں ابھی اُسے فون کر دیتا ہوں" ـــــ جانی نے کہا۔

"او کے" ـــــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

جولیا لباس بدل کر باہر آ چکی تھی اور اب اس کی جگہ کیپٹن شکیل باتھ روم میں تھا۔

"یہ صفدر کے بارے میں کیا بات ہو رہی تھی" ـــــ جولیا نے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

"صفدر سے مسلسل حماقتیں ہو رہی ہیں ـــــ اس نے ایک جہاز کرایہ

پر لیلی ہے اور اس جہاز پر بیٹھ کر صحرائے تابیتی میں داخل ہونا چاہتا ہے اور اب اس کی مسلسل نگرانی کی جا رہی ہے ـــ اس طرح تو وہ سپر ایجنٹ چھوڑ ـــ سرے سے زندہ ہی نہ رہ سکے گا" ـــ عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ ! ـــ واقعی صفدر کو ایسا نہ کرنا چاہیئے تھا ـــ لیکن کیا تم اس سے رابطہ نہیں کر سکتے" ـــ جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"سنا تو ہے تم نے کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے ـــ پھر اس سے رابطے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ ہم بھی نظروں میں آ جائیں" ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر تمہیں چاہیئے تھا کہ تم اسے کوئی لائحہ عمل بنا کر دیتے ـــ اب تم نے بھی تو کرنل ٹاڈ کا پتہ لگا ہی لیا تھا" ـــ جولیا نے کہا۔

"مس جولیا نافٹز واٹر ! ـــ سپر ایجنٹی صرف مار دھاڑ کا ہی نام نہیں ہوتا ـــ اس میں ذہانت کا بھی دخل ہوتا ہے ـــ صفدر نے صرف مار دھاڑ کو ہی سپر ایجنٹی سمجھ لیا ہے ـــ کیا ایکریمیا والے احمق ہیں کہ صفدر جہاز کرایہ پر لے کر صحرائے تابیتی میں داخل ہو گا اور لیبارٹری والے وہاں دست بستہ قطاریں بنائے اس کے استقبال کے لئے کھڑے ہوں گے ـــ اور وہ صفدر کی آمد پر اسے گارڈ آف آنر پیش کرنے کے بعد اسے فارمولے کی فائل تحفے میں دے دیں گے" ـــ عمران پر مسلسل جھلاہٹ سوار تھی۔

"تو پھر کیا ضرورت تھی صفدر کو اکیلا بھیجنے کی ـــ کیا یہ کام ٹیم نہ کر سکتی تھی ـــ پہلے بھی تو ٹیم نے ایسے بے شمار مشنز پر کام کیا ہے"

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جولیا کو بھی غصہ آ گیا تھا۔

"میں نے تو تمہارے اس نقاب پوش کو بہت کہا تھا۔ لیکن وہ صفدر کو سپر ایجنٹ ثابت کرنے پر تلا ہوا تھا ـــ اس کا کہنا تھا کہ سارے ممبرز کو یہی شکایت رہتی ہے کہ عمران انہیں کام نہیں کرنے دیتا" ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شکایت تو بہرحال درست ہے ـــ لیکن اب صفدر کا کیا ہو گا" ـــ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"پلاؤ کھائیں گے ـــ اور کیا ہو گا" ـــ عمران نے کہا اور سر جھٹکتا ہوا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا جہاں سے کیپٹن شکیل باہر نکل رہا تھا۔

"اس محترمہ کا بھی خیال رکھنا اور باہر کا بھی ـــ ایسا نہ ہو کہ ہم غسل کرتے رہ جائیں اور یار لوگ تابوت بھی لے آئیں" ـــ عمران نے باتھ روم میں داخل ہوتے ہوئے مڑ کر کہا اور پھر اندر چلا گیا۔

"میں باہر کا خیال رکھتا ہوں" ـــ کیپٹن شکیل نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور جولیا سر ہلاتی ہوئی اس لڑکی کی طرف بڑھ گئی جو بدستور بیہوش پڑی ہوئی تھی۔ لیکن اس کا ذہن صفدر کے متعلق ہی سوچ رہا تھا۔ اس نے عمران پر پہلی بار جھلاہٹ سوار ہوتے دیکھی تھی۔ اور اسی بات سے وہ کھٹک گئی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ صفدر واقعی شدید خطرے میں ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ وہ اس وقت سوائے سوچنے کے اور کچھ نہ کر سکتی تھی۔

اچانک جولیا کو خیال آیا کہ ایکسٹو کا لازماً صفدر سے لنک ہو گا۔ اس لئے کیوں نہ ایکسٹو کو کال کر کے صورت حال بتا دی جائے۔ یہ سوچتے ہی

وہ تیزی سے ٹیلیفون کی طرف بڑھی اور اس نے رسیور اٹھایا اور پھر فارن کال کے مخصوص نمبر ڈائل کر کے اس نے ایکسٹو کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"ایکسٹو" ——— چند لمحوں بعد ہی رسیور سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی اور جولیا کو ایسے محسوس ہوا جیسے وہ صدیوں سے اس آواز کو سننے کے لئے ترس گئی تھی۔

"جولیا سپیکنگ سر" ——— جولیا نے جلدی سے کہا۔

"اوہ! ——— کیا بات ہے" ——— ایکسٹو نے بری طرح چونک کر پوچھا۔

"سر! ——— ہم عمران سمیت اس وقت سینڈ بیچ پر موجود ہیں ——— عمران نے کرنل ٹاڈ کا بلیک کارڈ جعلی طور پر تیار کر لیا ہے۔ وہ اسے صحرائے تاہیتی میں موجود موسمیاتی ریسرچ ادارے میں داخل ہونے کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے" ——— جولیا نے جلدی جلدی کہنا شروع کر دیا۔

"پھر فون کرنے کا مقصد" ——— ایکسٹو کا لہجہ یکلخت کرخت ہو گیا۔

"سر! ——— ابھی ابھی عمران کو فون پر کسی نے رپورٹ دی ہے کہ صفدر ایک جہاز کرایہ پر لے کر صحرائے تاہیتی میں گیا ہے اور اس کی نگرانی ہو رہی ہے ——— عمران کے خیال کے مطابق وہ اس وقت شدید خطرے میں ہے سر ——— میں نے سوچا کہ آپ کو فون کر کے حالات بتاؤں تاکہ آپ صفدر کو خطرے سے آگاہ کر دیں" ——— جولیا نے جواب دیا۔

"عمران کہاں ہے" ——— ؟ ایکسٹو نے اسی طرح کرخت لہجے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

میں پوچھا۔

"وہ باتھ روم میں ہے سر! ——— ہمارے کیبن پر بم پھینکا گیا تھا اور چھت کے ملبے میں دب گئے تھے سر ——— لیکن ہم نہ صرف بچ گئے بلکہ ہمیں خراش تک نہ آئی" ——— جولیا نے جواب دیا۔

"کیا عمران کو معلوم ہے کہ تم مجھے فون کر رہی ہو" ——— ایکسٹو کے لہجے میں کرختگی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔

"نہیں سر! ——— یہ تو میں اپنے طور پر کر رہی ہوں سر" ——— جولیا نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"اور اگر یہ کال کیچ کر لی گئی تو ——— اس کے متعلق تم نے سوچا ——— ؟" ایکسٹو کے لہجے میں بے پناہ غراہٹ تھی۔

"کال کیچ ——— اوہ سر! ——— یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں سر ——— میں تو ———" جولیا اس بار واقعی بری طرح بوکھلا گئی تھی۔

"جولیا! ——— تم اس حد تک حماقت کرو گی ——— میں سوچ بھی نہ سکتا تھا ——— فوراً عمران سے رابطہ کرو اور یہ جگہ چھوڑ دو ——— صفدر تم سے زیادہ ذہین ہے اس کی فکر مت کرو" ——— ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی لائن ڈیڈ ہو گئی۔

اسی لمحے عمران باتھ روم سے باہر نکلا۔ اس نے جولیا کو رسیور رکھتے دیکھا تو وہ چونک پڑا۔

"کیا ہوا ——— کس کی کال تھی" ——— ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے ایکسٹو کو کال کیا تھا ——— مجھے یہ خیال ہی نہ رہا تھا کہ کال کیچ ہو سکتی ہے" ——— جولیا نے ڈھیلے سے لہجے میں جواب دیا۔

"کیا"۔۔۔؟ عمران نے یکلخت آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"آئی ایم سوری عمران"۔۔۔ جولیا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ارے اس میں سوری کی کیا بات ہے۔۔۔ مجھے کہتیں۔ میں ویسے ہی باہر چلا جاتا۔۔۔ آخر میں دو دھڑکتے ہوئے دلوں میں ہڈی بننے والا کون ہوتا ہوں"۔۔۔ عمران نے یکلخت مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا حیرت سے عمران کو دیکھنے لگی۔ اس کا شائد خیال تھا کہ عمران اب اُسے خوب لتاڑے گا۔ لیکن عمران نے اس طرح مذاق شروع کر دیا تھا جیسے کوئی بات ہی نہ ہو۔

"یہ بات نہیں۔۔۔ مجھے دراصل صفدر کی طرف سے بڑی تشویش ہو رہی ہے"۔۔۔ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"شکر کرو تنویر باتھ روم میں ہے۔۔۔ ورنہ بیچارے صفدر کی شامت آجاتی تھی۔۔۔ ویسے اب اگر ایکسٹو سے بات کرنے کے بعد تمہاری تشویش میں کمی آگئی ہو تو پھر جاؤ اور جا کر اس کیبن کی نگرانی کرو۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ تمہاری کال کی وجہ سے ابھی یہاں ریڈ ہو جائے گا"۔۔۔ عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ریڈ۔۔۔ کون کرے گا ریڈ۔۔۔ میں نے جگہ تو نہیں بتائی ایکسٹو کو"۔ جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"سچ کہتے ہیں کہ خلل دماغ کا ہوتا ہے یہ نامراد عشق۔۔۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ دماغ نام کی چیز ہی نہیں ہوتی کھوپڑی میں۔ تب ہی عشق کے جراثیم حرکت میں آتے ہیں۔۔۔ یہ ٹیلیفون نمبر ہی جگہ بتا دے گا"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"اوہ!۔۔۔ اگر ایسی بات ہے تو ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہیئے"۔ جولیا نے کہا۔

"میں نے تو فون نہیں کیا جو میں نکل جاؤں۔۔۔ تم نے فون کیا ہے تم نکل جاؤ"۔۔۔ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ملحقہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

جولیا چند لمحے وہاں کھڑی ہونٹ کاٹتی رہی۔ پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپکی۔

اسی لمحے تنویر باتھ روم سے باہر آگیا تو ایک طرف خاموش کھڑا ٹائیگر جلدی سے باتھ روم میں داخل ہو گیا۔

"یہ سب لوگ کہاں چلے گئے ہیں"۔۔۔ تنویر نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تنویر!۔۔۔ یہ دو مشین گنیں یہاں سے ملی ہیں۔ ایک تم لے لو اور ایک کیپٹن شکیل کو دے دو اور ٹیلوں میں بیٹھ کر نگرانی کرو۔۔۔ اگر کوئی کار وغیرہ آتی دکھائی دے تو مجھے فوراً اطلاع کرنا"۔۔۔ اسی لمحے ملحقہ کمرے سے عمران نے نکلتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے جلدی سے دونوں مشین گنیں لیں اور پھر بغیر کوئی سوال کئے باہر کی طرف لپک گیا۔ اس کے باہر نکلتے ہی عمران ٹیلیفون کی طرف بڑھا پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس کلارک سپیکنگ"۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"کلارک!۔۔۔ کرنل ٹاڈ کہاں ہے"۔۔۔؟ عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"وہ ہوٹل شیپارڈ میں اپنے کمرے میں ہے سر" ـــــ دوسری طرف سے اُسے بتایا گیا۔

"اس کی ٹیلیفون کال چیک ہو رہی ہے" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"یس سر ـــ لیکن گذشتہ آدھے گھنٹے سے جب سے وہ سینڈ بیچ سے واپس آیا ہے اس کے نام کی کوئی کال نہیں آئی ـــ اور سر! آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے اس کی بیرونی کھڑکی کی چوکھٹ کے نیچے ٹرانسمیٹر کال کیچر بھی لگا دیا تھا ـــ ٹرانسمیٹر کال بھی نہیں ہوئی" ـــــ کلارک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ تم نے اس کی مکمل نگرانی کرنی ہے ـــ اگر اُسے کوئی مشکوک کال آئے ٹیلیفون پر یا ٹرانسمیٹر پر ـــ تم نے فوری طور پر مجھے ٹرانسمیٹر پر ریڈ کاشن دینا ہے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــ میں پوری طرح محتاط ہوں سر" ـــــ کلارک نے کہا۔

"سنو! ـــ مجھے اپنی ٹیم کے ساتھ فوری طور پر شہر تاپیتی پہنچنا ہے۔ کیا یہاں سے براہ راست کوئی پرواز تاپیتی جاتی ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"شہر تاپیتی ـــ یس سر ـــ دن میں ایک پرواز جاتی ہے۔ لیکن اگر آپ طیارے کی بجائے کار پر سفر کریں تو زیادہ جلدی پہنچ سکتے ہیں کیونکہ طیارہ تین ایئر پورٹس پر رک کر جاتا ہے جبکہ سوانی روڈ تاپیتی کے لئے بیحد شارٹ کٹ ہے البتہ سفر کے لئے یہ سڑک انتہائی خطرناک ہے۔ پہاڑیوں سے تودے بھی گرتے ہیں اور راستے میں کسی بھی جگہ منشیات کی چیکنگ کے لئے آپ کو روکا بھی جا سکتا ہے" ـــــ کلارک نے جواب دیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"کیا تم نے یہ راستہ دیکھا ہوا ہے" ـــــ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"یس سر ـــ نہ صرف دیکھا ہوا ہے بلکہ سمگلروں کے ساتھ میں نے بے شمار بار اس راستے پر سفر بھی کیا ہے" ـــــ کلارک نے جواب دیا۔

"او کے ـــ پھر تم ایسا کرو کہ کسی اپنے آدمی کی ڈیوٹی کرنل ٹاڈ پر لگا کر خود فوری طور پر سینڈ بیچ بار کے سامنے پہنچ جاؤ۔ ہم لوگ وہاں پہنچ رہے ہیں" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر ـــ جیسے آپ کا حکم سر ـــ کیا کار وغیرہ بھی لے آنی ہے" ـــــ؟ کلارک نے پوچھا۔

"نہیں ـــ اس کا بندوبست میں کروں گا ـــ تم خود وہاں پہنچ جاؤ زیادہ سے زیادہ دس منٹ کے اندر" ـــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ ٹائیگر اب باتھ روم سے باہر آ رہا تھا۔

"جلدی آؤ ٹائیگر" ـــــ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے کیبن سے باہر آ گئے۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر باقی ممبرز کو آنے کا اشارہ کیا اور مختلف ٹیلوں کی آڑ سے ایک ایک کر کے سارے ممبرز باہر آ گئے۔ عمران انہیں لئے ہوئے گھاٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

کرنل ٹاڈ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔ گو اس نے بم مار کر وہ کیبن تباہ کر دیا تھا جس میں وہ لوگ موجود تھے لیکن اس کا دل کہہ رہا تھا کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں اس لئے یہ اتنی آسانی سے مرنے والے نہیں ہیں۔ اسے سب سے زیادہ فکر اس پرنس نامی نوجوان کی تھی۔ جو نہ صرف اس کے متعلق پوری تفصیل جانتا تھا بلکہ یقیناً وہی باقی افراد کا لیڈر بھی تھا۔

کرنل ٹاڈ نے بم اس لئے پھینکا تھا کہ وہ لوگ تعداد میں زیادہ تھے اور اس پرنس سے باتیں کرتے ہوئے اُسے احساس ہو گیا تھا کہ یہ عام لوگ نہیں ہیں زیادہ سے زیادہ وہ ایک آدمی کو نشانہ بنا لیتا۔

اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی الماری کھولی اور اس کے نچلے خانے میں سے ایک بیگ کو باہر نکال کر اس بیگ میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکال کر وہ اُسے اٹھائے باتھ رُوم کی طرف بڑھ گیا۔ باتھ رُوم کا دروازہ

بند کر کے اس نے شاور کو کھولا اور پھر ڈبے کو شاور کے بالکل قریب رکھ کر اس نے اس کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن پریس کر دیا۔ ڈبے میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو — سی۔ ٹی کالنگ۔ اوور" —— کرنل ٹاڈ نے کرخت لہجے میں بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس سر — جیکب اٹنڈنگ۔ اوور" —— چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک باریک سی آواز سنائی دی۔

"جیکب! — فوراً سینڈ بیچ پر پہنچو —— وہاں میں نے کیبن نمبر ۳۱۲ پر بم پھینک کر اُسے تباہ کر دیا ہے —— اس کیبن کے اندر ایک عورت اور پانچ مرد تھے —— تم نے یہ دیکھنا ہے کہ ان میں سے کتنے افراد ہلاک ہوئے ہیں اور کتنے زخمی —— پوری تفصیل معلوم کرو۔ اور یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ زخمیوں کو کس ہسپتال میں بھیجا گیا ہے اور مجھے کال سپیشل ای۔ ٹو فریکوئنسی پر کرنا —— سب کام انتہائی محتاط انداز میں ہونا چاہیئے۔ اوور" —— کرنل ٹاڈ کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"یس سر۔ اوور" —— دوسری طرف سے جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کرنل ٹاڈ نے جلدی سے ڈبے کے اوپر موجود ناب کو گھما دیا۔ ناب گھومنے سے ٹک ٹک کی آوازیں آنے لگیں۔ کرنل ٹاڈ ان آوازوں پر غور کرتا ہوا ناب کو گھماتا چلا گیا۔ اور پھر اس نے ہاتھ روک کر ایک بار پھر بٹن دبا دیا اور ڈبے میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو — ہیلو — بلیک ایجنٹ سی۔ ٹی کالنگ۔ اوور" —— کرنل ٹاڈ نے دوبارہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"لیس بلیک وَن اٹنڈنگ - اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی - یہ بلیک ایجنسی کا سربراہ بلیک وَن تھا۔

"سر ! ۔۔۔ میں تفریح کے لئے سینڈ بیچ میں اپنے کیبن میں موجود تھا کہ ایک عورت وہاں آئی ۔۔۔ اس عورت نے اپنے آپ کو بیمار ظاہر کیا اور میں اُسے اٹھا کر اس کے مطلوبہ کیبن تک پہنچا آیا ۔۔۔" کرنل ٹاڈ نے پوری تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"کیا نام بتایا ہے تم نے اس نوجوان کا - اوور" ۔۔۔ بلیک وَن کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"پرنس ۔۔۔ وہ اپنا تعلق پاکیشیا سے بتا رہا تھا - اوور" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے جواب دیا۔

"صرف پرنس ! ۔۔۔ یا پرنس آف ڈھمپ - اوور" ۔۔۔ بلیک وان نے پوچھا۔

صرف پرنس بتایا تھا اس نے سر ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اور اس نے یہ تسلیم کیا تھا کہ اس نے تمہارا مخصوص بیگ بھی کھولا ہے اور اس مخصوص بیگ میں تمہارا اسپیشل کارڈ بھی موجود ہے - اوور" - بلیک وَن کا لہجہ خاصا غصیلا ہو گیا تھا۔

"لیس سر ! ۔۔۔ لیکن میں نے بتایا ہے کہ کارڈ بھی محفوظ ہے - اور بیگ میں موجود باقی چیزیں بھی ۔۔۔ کسی چیز کو چھیڑا تک نہیں گیا - اوور" - کرنل ٹاڈ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اور جب تم اس کیبن میں پہنچے تو وہ پرنس نامی نوجوان ٹیبل لیمپ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جلائے میز پر کام کر رہا تھا - اوور" ۔۔۔ بلیک وَن کے لہجے میں اور زٹن ط سختی آ گئی۔

"وہ کام نہیں کر رہا تھا ۔۔۔ بلکہ بیٹھا باتیں کر رہا تھا باقی لوگ بھی اس میز کے گرد ہی اکٹھے تھے - میں نے یہی بتایا ہے - اوور" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے جواب دیا۔

"اور تم بم مار کر یہ سمجھ کر آ گئے کہ وہ سب لازماً ہلاک ہو جائیں گے تم وہاں رُکے کیوں نہیں - اوور" ۔۔۔ بلیک وَن نے پوچھا۔

"سر ! ۔۔۔ وہ بم انتہائی طاقتور تھا اس نے کیبن کی چھت کے پرخچے اڑا دیئے تھے اس لئے ان کے زندہ بچ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔۔۔ اور پھر میں نے تو انہیں صرف سزا دینی تھی کوئی مشن تو سامنے نہ تھا - اوور" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے حیران ہو کر کہا - اُسے بلیک وَن پر حیرت ہو رہی تھی جو ایک عام سے مسئلے پر اس قدر لمبی جرح کرنے میں مصروف تھا حالانکہ بلیک ون بے حد کم بات کرتا تھا - لیکن آج نجانے اُسے کیا ہو گیا تھا۔

"سنو سی - ٹی ! ۔۔۔ اگر یہ پرنس علی عمران ہے کیونکہ علی عمران پرنس آف ڈھمپ کے نام سے مشہور ہے تو پھر سمجھ لو کہ کوئی بہت بڑا منصوبہ اس کے ذہن میں ہے ۔۔۔ تم اسے نہیں جانتے - لیکن میرے پاس اس کی مکمل فائل موجود ہے ۔۔۔ یہ دنیا کا انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ فوری طور پر یہ معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ تمہارے بم پھینکنے کا نتیجہ کیا نکلا ۔۔۔ میں اس دوران یہ معلوم کرتا ہوں کہ اکیریمیا میں کوئی اہم واقعہ ایسا تو نہیں ہوا جسے عمران کی

موجودگی سے لنک کیا جا سکے ـــــ کیونکہ عام طور پر ایسے واقعات رپورٹیں مجھ تک نہیں پہنچتیں۔ اور نہ ہی ہماری ایجنسی کا ایسے واقعات سے کوئی تعلق ہوتا ہے ـــــ لیکن عمران کا ایک پلان کے تحت تمہارے بیگ کو چیک کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کوئی لمبا کھیل کھیلنا چاہتا ہے۔ اوور" ـــــ بلیک وِن نے کہا۔

"سر! ـــ میں نے اپنے آدمی کو ہدایت کر دی ہے ـــ وہ مجھے ابھی اس بارے میں اطلاعات مہیا کرے گا ـــ لیکن سر! ـــ یہ علی عمران آخر ہے کون ـــ میں نے تو اس کا نام پہلے کبھی نہیں سُنا۔ لیکن آپ اسے اتنی اہمیت دے رہے ہیں جیسے یہ کوئی مافوق الفطرت شے ہو۔ اوور" ـــ کرنل ٹاڈ نے قدرے ناراضگی سے لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ایکریمیا میں تمہارے علاوہ کتنے بلیک ایجنٹ اور ہیں۔ اوور" ـــ ؟ بلیک وِن نے پوچھا۔

"تین یا چار اور ہوں گے سر! ـــ مجھے بس اندازہ ہی ہے۔ اوور۔ کرنل ٹاڈ نے جواب دیا۔

"تو اگر یہ واقعی وہی عمران ہے تو پھر یوں سمجھ لو کہ ایکریمیا اور روسیاہ کے تمام بلیک ایجنٹوں کو ملا دو ـــ تب بھی عمران ان سے دو قدم آگے ہی رہے گا ـــ بہرحال تم اپنے آدمی کی رپورٹ ملنے کے بعد مجھے دوبارہ کال کرنا ـــ اوور اینڈ آل" ـــ بلیک وِن نے تیز لہجے میں کہا اور کرنل ٹاڈ نے دانت پیستے ہوئے ڈبے کا بٹن آف کیا اور پھر شاور بند کر کے وہ باتھ رُوم کے دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ ڈبے میں سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کرنل ٹاڈ تیزی سے واپس مڑا۔ اس نے شاور دوبارہ کھولا اور بٹن آن کر دیا۔ اس جدید ترین ٹرانسمیٹر کی کال کیچ نہ ہو سکتی تھی۔ لیکن احتیاط کرنل ٹاڈ کی زندگی کا ایک جزو بن چکی تھی۔ اس نے شاور کھول کر اس کے قریب ٹرانسمیٹر رکھا تھا تاکہ پانی کا شور آواز پر غالب رہے۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ جیکب کالنگ۔ اوور" ـــ بٹن پریس ہوتے ہی ڈبے میں سے جیکب کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ اوور" ـــ کرنل ٹاڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"سر! ـــ حیرت انگیز رپورٹ ہے ـــ اس تباہ شدہ کیبن کے ملبے سے نہ کوئی لاش ملی ہے ـــ اور نہ کوئی زخمی۔ اوور" ـــ جیکب نے کہا اور کرنل ٹاڈ کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کے ذہن میں ایٹم بم کا دھماکہ ہو گیا ہو۔

"کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ـــ چھ افراد کیبن کے اندر تھے جب میں نے اُسے بم مار کر تباہ کیا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ نہ کوئی لاش ملی ہے اور نہ کوئی زخمی۔ اوور" ـــ کرنل ٹاڈ نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"سر! ـــ میں درست کہہ رہا ہوں ـــ میں نے خود جا کر سب کچھ چیک کیا ہے ـــ پولیس اور فائر بریگیڈ نے جب ملبہ ہٹایا۔ تو وہاں سے کچھ بھی برآمد نہیں ہوا ـــ حالانکہ وہاں شروع سے آخر تک بے شمار لوگ موجود رہے ہیں اور کسی نے وہاں سے کسی کو نکلتے بھی نہ دیکھا ہے۔ اوور" ـــ جیکب نے جواب دیا۔

"ہونہہ ـــ اب تم ایسا کرو کہ وہاں گھاٹ پر اور ارد گرد معلومات

کرو کہ ایک عورت اور پانچ مردوں کا گروپ تو نہیں دیکھا گیا ــــ اگر وہ ملبے سے نکل بھی گئے ہوں گے تو لازماً ان کا لباس اور جسم ریت اور بجری سے اٹا ہوا ہوگا اور ان کی کہیں نہ کہیں سے نشاندہی بھی ہو جائے گی ــــ اوور اینڈ آل" ــــ کرنل ٹاڈ نے کہا اور بٹن آف کر دیا۔

جیکب کی رپورٹ کے بعد پہلی بار اسے محسوس ہو رہا تھا کہ بلیک وَن کی تشویش بے جا نہیں ہے۔ حالانکہ اس نے خود بم پھینکا تھا اور اس لمحے سب لوگ کیبن کے اندر موجود تھے۔ اس کے باوجود ان کا زندہ سلامت نکل جانا واقعی حیرت انگیز تھا۔

وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر اس نے دوبارہ ناب گھما کر بلیک وَن کی مخصوص فریکوئنسی سیٹ کی اور بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ــ ہیلو ــ سی۔ ڈی کالنگ۔ اوور" ــــ اس نے بٹن دبا کر بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ــ بلیک وَن اٹنڈنگ۔ اوور" ــــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے اس کے باس بلیک وَن کی آواز سنائی دی۔

"سر! ــ میرے آدمی نے حیرت انگیز خبر دی ہے ــــ کیبن کے ملبے سے نہ کوئی لاش ملی ہے اور نہ کوئی زخمی آدمی برآمد ہوا ہے حالانکہ میں نے خود اسے بم مار کر تباہ کیا ہے اور اس وقت یہ لوگ کیبن کے اندر تھے۔ اوور" ــــ کرنل ٹاڈ نے کہا۔

"ہونہہ ــ اس کا مطلب ہے کہ میرا شک درست تھا ــــ یہ پرنس وہی علی عمران ہے ــــ ایسے کارنامے حیرت انگیز طور پر ہمیشہ اسی سے منسوب رہے ہیں ــــ اور سنو! ــــ میں نے معلومات اکٹھی کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہیں تو یہ معلوم ہوا ہے کہ ایک اہم دفاعی عمارت پر جس پر ملٹری سیکرٹ سروس کا سخت ترین پہرہ تھا ــــ وہاں ایک آدمی نے اکیلے ریڈ کیا ہے اور وہ وہاں سے ایک نقشہ اور فائل لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ جو کہ صحرائے تاپتی میں واقع ایک خفیہ لیکن انتہائی اہم دفاعی لیبارٹری کا ہے وہ نقشہ اور فائل بعد ازاں ایک ہوٹل کے کمرے سے برآمد ہو گئے ہیں لیکن وہ مجرم نہیں پکڑا جا سکا ــــ اور ایک اور رپورٹ بھی سنٹرل انٹیلی جنس سے موصول ہوئی ہے کہ ایک آدمی جس کا نام ٹام ہے نے ہوسٹن سے ایک چھوٹا مگر جدید ترین جہاز جونا۔ ٹو ہائر کیا ہے اور وہ اس جہاز پر بیٹھ کر صحرائے تاپتی کی طرف جانا چاہتا تھا کہ راستے میں انٹیلی جنس نے اسے وہاں جانے سے منع کیا ہے ــــ لیکن وہ تاپتی شہر کی طرف روانہ ہو گیا ہے ــــ اس کے کاغذات بھی اصل ہیں۔ ان رپورٹوں سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ صحرائے تاپتی میں واقع اس لیبارٹری کے سلسلے میں کوئی خاص گروہ کسی خاص مشن پر کام کر رہا ہے۔ اور اب تمہاری اطلاع کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ سارا چکر عمران اور اس کے ساتھی کھیل رہے ہیں ــــ میں نے کیس اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے ــــ مزید تفصیلات میں جمع کر رہا ہوں۔ لیکن تم فوری طور پر حرکت میں آجاؤ ــــ اب تمہیں اس عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرنا ہے۔ فائل تمہارے دفتر میں ایک گھنٹے بعد پہنچ جائے گی۔ اوور" ــــ بلیک وَن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ــ ٹھیک ہے سر ــ میں اب دیکھوں گا کہ یہ عمران کتنے پانی میں ہے۔ اوور" ــــ کرنل ٹاڈ نے مسرت بھرے لہجے

میں کہا۔

"اوکے — پوری طرح محتاط رہنا — اوور اینڈ آل" — دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ٹاڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ڈبے کا بٹن بند کر دیا۔ اور واپس کمرے میں آ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر واپس بیگ میں رکھا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے آنکھیں بند کیں اور اپنی ٹانگیں لمبی کر لیں۔ یہ اس کی مخصوص عادت تھی اس طرح اس کا ذہن تیزی سے کام کرتا تھا۔ وہ اپنے ذہن میں ساری صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی فیصلہ کن لائحہ عمل طے کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ بلیک ون نے اسے دو متضاد خبریں دی تھیں۔ ایک آدمی لیبارٹری کا نقشہ اڑاتا ہے پھر ایک اور آدمی ہوائی جہاز حاصل کر کے صحرائے تاپتی میں داخل ہونا چاہتا ہے۔

ادھر عمران اور اس کے ساتھی ایک لمبی پلاننگ کے تحت اس کا مخصوص بیگ کھول کر دیکھتے ہیں۔ یہ سب علیحدہ علیحدہ ٹکڑے تھے جن کا آپس میں بظاہر کوئی رابطہ نہ تھا اور وہ اب ان کے درمیان رابطہ تلاش کرنے کی کوششیں کر رہا تھا۔ اسے صحرائے تاپتی کے اندر موجود لیبارٹری کے بارے میں اتنا علم ضرور تھا کہ وہاں انتہائی سخت حفاظتی اقدامات بھی موجود ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں طوفانی ہوائیں بھی مسلسل اس طرح چلتی رہتی ہیں کہ وہاں کوئی آدمی صحیح سلامت نہیں رہ سکتا۔ جب تک اس کے پاس مخصوص قسم کا ضروری سامان نہ ہو۔ ریسرچ سنٹر میں آنے جانے کے لئے بھی مخصوص قسم کے ہیلی کاپٹر استعمال کئے جاتے تھے۔ اس لئے اسے فوری طور پر اس آدمی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا جو اس طرح جہاز لے کر صحرائے تاپتی میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ اس لئے اس نے ساری توجہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر مرکوز کر دی۔ لیکن وہ لوگ فی الحال غائب تھے۔ اسے یقین تھا کہ جیکب انہیں لازماً تلاش کر لے گا کیونکہ وہ جیکب کی صلاحیتوں کو اچھی طرح جانتا تھا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے تک وہ جیکب کی کال کا منتظر رہا۔ لیکن جب جیکب کی طرف سے کوئی کال نہ آئی تو اس نے اٹھ کر دوبارہ بیگ میں سے ٹرانسمیٹر نکالنا چاہا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ کرنل ٹاڈ چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور تیزی سے چلتا ہوا باتھ روم میں داخل ہو گیا۔ پہلے کی طرح شاور کھول کر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو — ہیلو — جیکب کالنگ۔ اوور" — جیکب کی آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

"یس — سی۔ ٹی اٹنڈنگ — کیا رپورٹ ہے۔ تم نے بہت دیر کر دی۔ اوور" — کرنل ٹاڈ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سر — میں نے انہیں تلاش کر لیا ہے اور اسی تلاش میں کافی دیر لگ گئی ہے — یہ پورا گروپ سینڈ ویچ بار کے مالک رکی سے ملا — انہوں نے آٹھ سلنڈر والی لیموزین کار اس سے حاصل کی ہے — پھر ایک آدمی کلارک بھی ان سے آ کر ملا ہے۔ کلارک مقامی آدمی ہے اور سمگلر بھی ہے اور زیر زمین دنیا میں اس کا خاصا نام اور گروپ بھی موجود ہے — پھر کلارک سمیت وہ سب

اس کار میں سوار ہو کر سوانی روڈ کے ذریعے تاہیتی شہر کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ اوور"۔۔۔۔ جیکب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تاہیتی شہر ۔۔۔ اوہ! میں سمجھ گیا ۔۔۔ وہ شارٹ کٹ کی غرض سے اس خطرناک روڈ کے ذریعے گئے ہوں گے۔۔۔ کتنی دیر ہوئی ہے انہیں روانہ ہوئے۔ اوور"۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے سر۔ اوور"۔۔۔ جیکب نے جواب دیا۔

"لیموزین کار کس ماڈل اور کس رنگ کی ہے۔ اوور"۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے پوچھا۔

"سیاہ رنگ کی بالکل نئے ماڈل کی کار ہے سر۔ اوور"۔۔۔ جیکب نے جواب دیا۔

"او۔ کے! اب میں ان سے نمٹ لوں گا ۔۔۔ اوور اینڈ آل"۔ کرنل ٹاڈ نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے شاور بند کر دیا۔ وہ تیزی سے باتھ روم سے نکل کر کمرے میں آیا اس نے ٹرانسمیٹر بیگ میں رکھا اور ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن جیسے ہی اس نے آخری نمبر ڈائل کیا۔ ٹک کی ہلکی سی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو اس نے چونک کر رسیور پرے کیا یہ مخصوص آواز بتا رہی تھی کہ اس کا ٹیلیفون ٹیپ کیا جا رہا ہے۔ گو آواز بے حد ہلکی تھی لیکن کرنل ٹاڈ جیسے آدمی نے اسے بخوبی سن لیا تھا۔ دوسری طرف ابھی گھنٹی بج رہی تھی کرنل ٹاڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور واپس رکھ دیا۔

"ہونہہ! ۔۔ اس کا مطلب ہے کہ میری باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے"۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے الماری

میں سے وہی بیگ نکالا جس میں اس نے ٹرانسمیٹر رکھا تھا۔ بیگ کے ایک خانے سے اس نے میک اپ ماسک نکالا اور اسے چہرے اور سر پر چڑھا کر ہاتھوں سے اسے تھپتھپانے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی اس کا حلیہ بالکل بدل گیا تھا۔ باتھ روم میں جا کر اس نے لباس بدلا اور پھر بیگ میں سے ضروری چیزیں نکال کر جیب میں ڈالنے کے بعد وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھول کر باہر راہداری میں جھانکا راہداری خالی تھی۔ وہ جلدی سے باہر نکلا اور دروازہ بند کر کے بجائے ہال کی طرف جانے کے وہ فائر ڈور کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ہوٹل کی عقبی گلی میں پہنچ چکا تھا۔ عقبی گلی سے ہوتا ہوا وہ سڑک پر آیا اور پھر سامنے موجود مارکیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ مارکیٹ میں ایک پبلک فون بوتھ موجود تھا اس نے سکے ڈال کر نمبر گھمائے۔

"یس۔ سی۔ بی کلب"۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"میں سی۔ بی بول رہا ہوں ۔۔۔ جارج سے بات کراؤ"۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔ دوسری طرف سے اس بار مودبانہ لہجے میں کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک اور آواز رسیور پر ابھری۔

"یس باس! ۔۔۔ میں جارج بول رہا ہوں"۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ مودبانہ تھا۔

"جارج! ۔۔۔ میرے ہوٹل کے کمرے کا ٹیلیفون ٹیپ کیا جا رہا ہے معلوم کرو کہ کون ایسا کر رہا ہے ۔۔۔ اور دوسری بات یہ کہ زیرو سنٹر فون کر کے ریگن کو کہو کہ وہ ہیلی کاپٹر لے کر فوراً نیشنل پارک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پہنچ جائے — میں وہاں موجود ہوں گا —— وہ مجھ سے ٹرانسمیٹر پر بات کرے گا اور اُسے کہہ دینا کہ ہم نے سوانی روڈ پر ایک کار کو ہٹ کرنا ہے اس لئے ہیلی کاپٹر فل تو ڈو ہونا چاہیئے" —— کرنل ٹاڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"سر! —— کیا کوئی مشن شروع ہو گیا ہے" —— ؟ جارج نے پوچھا۔

"ہاں! —— ایک اہم مشن ہے —— اور سنو! تاہیتی میں جیگر کو کال کر کے اُسے کہہ دو کہ وہاں ایک شخص جونا۔ ٹو طیارے کے ذریعے پہنچنے والا ہے یا پہنچ چکا ہو گا۔ اسے نے اس کی مکمل نگرانی کرنی ہے۔ جونا۔ ٹو طیارہ وہ آسانی سے تلاش کر لے گا" —— کرنل ٹاڈ نے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر" —— جارج نے جواب دیا اور کرنل ٹاڈ نے رسیور رکھا اور فون بوتھ سے باہر نکل کر وہ پیدل ہی نیشنل پارک کی طرف چل پڑا۔ جو وہاں سے قریب ہی تھا۔ اب وہ پوری طرح کام کرنے کے موڈ میں آ گیا تھا۔ اور اُسے یقین تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر ہی اس مشن کو نہ صرف مکمل کر لے گا بلکہ بلیک ون کو بھی بتا دے گا کہ جس ایجنٹ کی وہ اتنی تعریفیں کر رہا تھا وہ کرنل ٹاڈ کے مقابلے میں معمولی سی حیثیت بھی نہیں رکھتا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

صفدر نے تاہیتی شہر کے چھوٹے سے ایئر پورٹ پر طیارہ ہینگر میں کھڑا کیا اور پھر وہ اطمینان سے چلتا ہوا ایئر پورٹ کی عمارت سے باہر آ گیا۔ اُسے اب اچھی طرح معلوم ہو گیا تھا کہ اس کی باقاعدہ نگرانی کی جا رہی ہے۔ لیکن چونکہ اس کے کاغذات بالکل اصلی تھے اس لئے اُسے زیادہ فکر نہ تھی۔ اب اس کا طیارے سمیت صحرائے تاہیتی میں داخل ہونے کا پروگرام تو ظاہر ہے ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ اب یہاں رہ کر ایسی معلومات اکٹھی کرنا چاہتا تھا جس سے وہ خفیہ طور پر نہ صرف صحرا میں داخل ہو سکے بلکہ لیبارٹری کے اندر بھی پہنچ جائے۔ وہ چونکہ زندگی میں پہلی بار یہاں آیا تھا اس لئے ایئر پورٹ سے باہر نکلتے ہی اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو کسی اچھے سے ہوٹل میں لے جانے کے لئے کہا۔

"سر! —— یہاں سب سے اچھا ہوٹل بلیو برڈ ہے" —— ٹیکسی ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ وہیں لے چلو" ـــــ صفدر نے کہا اور سیٹ سے پشت لگا لی۔ وہ ٹیکسی ڈرائیور سے زیادہ بات نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ وہ ٹیکسی ڈرائیور بھی ایجنٹ ہو۔

ہوٹل واقعی خاصا شاندار تھا۔ اُسے بڑی آسانی سے کمرہ مل گیا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا عام سا بیگ جس میں صرف کاغذات اور کپڑے تھے۔ کمرے میں رکھا اور پھر وہ ہوٹل کے ہال میں آ گیا۔ ویٹر کو اس نے کھانے کا آرڈر دیا۔ اور چند لمحوں بعد ویٹر نے میز پر کھانا لگانا شروع کر دیا۔

"سنو! ـــــ یہاں کوئی ایسا آدمی ہے جو معلومات فروخت کرنے کا دھندہ کرتا ہو" ـــــ صفدر نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر خاموشی سے ویٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس سر! ـــــ انکل جام سے مل لیجئے ـــــ وہ انتہائی باخبر آدمی ہے ـــــ راکی بار میں بیٹھتا ہے" ـــــ ویٹر نے جلدی سے نوٹ مٹھی میں دباتے ہوئے اس طرح سرسری لہجے میں کہا جیسے کسی گاہک کی عام سی بات کا جواب دے رہا ہو۔

"اس کی کوئی ٹپ ـــــ شاید وہ اجنبی پر اعتماد نہ کرے" ـــــ صفدر نے ایک اور نوٹ نکال کر ـــــ اس کی مٹھی میں دبا دیا۔

"میرا نام باھٹی ہے ـــــ آپ اسے کہیں کہ باھٹی نے مجھے بھیجا ہے نشانی کے طور پر یہ کہہ دیجئے گا کہ وہ مجھ سے فون پر بات کر لے"۔ ویٹر نے جلدی سے کہا اور واپس مڑ گیا۔

صفدر نے اطمینان سے کھانا کھایا اور پھر اٹھ کر وہ ہوٹل کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ راکی بار اُسے نظر آ گیا تھا لیکن وہ راکی بار میں جانے کی بجائے اس طرح ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا جیسے وہ کھانا کھانے کے بعد ٹہلنے نکلا ہو۔ اس کی تیز نظریں اپنے تعاقب کا اندازہ لگا رہی تھیں۔ لیکن اپنے تعاقب یا نگرانی میں اسے کوئی شخص نظر نہ آ رہا تھا۔ ٹہلتا ٹہلتا وہ مین مارکیٹ میں آ گیا اور پھر وہاں موجود پبلک بوتھ میں داخل ہوا۔ اس نے وہاں موجود ڈائریکٹری سے راکی بار کا نمبر دیکھا اور سکے ڈال کر نمبر ڈائل کر دیئے۔

"راکی بار" ـــــ چند لمحوں بعد ایک کاروباری سی آواز سنائی دی۔

"انکل جام موجود ہے" ـــــ؟ صفدر نے پوچھا۔

"انکل جام ـــــ ہاں موجود ہے ـــــ کون بول رہا ہے" ـــــ؟ دوسری طرف سے چونکتے ہوئے پوچھا گیا۔

"میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں ـــــ کیا آپ اُسے فون پر بلوا سکتے ہیں ـــــ میں ہوسٹن سے فون کر رہا ہوں" ـــــ صفدر نے کہا۔

"ہوسٹن سے ـــــ اوہ! اچھا ٹھیک ہے ـــــ ہولڈ آن کریں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور صفدر خاموش کھڑا رہا۔

"یس ـــــ جام بول رہا ہوں" ـــــ چند لمحوں بعد ایک بوڑھی سی بلغم زدہ آواز سنائی دی۔

"انکل جام! ـــــ میں یہاں اجنبی ہوں اور آپ سے میں نے چند معلومات خریدنی ہیں ـــــ معاوضہ آپ کی مرضی کے مطابق ہو گا۔ پلیز! ـــــ آپ کاؤنٹر والے کو یہ نہ بتائیں کہ میں یہاں سے بول رہا ہوں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کیونکہ میری نگرانی ہو رہی ہے ۔۔۔ ویسے ٹپ کے طور پر میں ہوٹل بلیوبرڈ کے ویٹر باھٹی کا نام لے سکتا ہوں ۔۔۔ کوئی ایسی جگہ بتائیں جہاں ہم اطمینان سے بات کر سکیں ۔۔۔ میں مین مارکیٹ کے پبلک فون بوتھ سے بات کر رہا ہوں" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ میں پہنچ جاؤں گا مگر آج نہیں کل۔ آج تو میں فارغ ہی نہیں ہوں ۔۔۔ ابھی میں نے ایک ضروری کام کے لیے مین مارکیٹ جانا ہے" ۔۔۔ انکل جام کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

صفدر نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ انکل جام واقعی بے حد ذہین آدمی تھا۔

صفدر فون بوتھ سے نکلا اور اس کے قریب ہی ایک بکسٹال پر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک رسالہ خریدا اور اسے اس طرح کھول کر دیکھنے لگا جیسے وہ سرسری طور پر اس کا مطالعہ کرنا چاہتا ہو لیکن اس کی تیز نظریں ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اسے ایک بوڑھا سا آدمی فون بوتھ کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ اس کے کپڑے مسلے ہوئے تھے۔ اور چہرہ شراب نوشی کی کثرت سے خاصا مسخ ہو گیا تھا۔ وہ فون بوتھ کی دیوار سے لگ کر اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے چلتے چلتے تھک گیا ہو۔

صفدر نے رسالہ بند کیا اور ٹہلتا ہوا اس کی طرف بڑھنے لگا۔ قریب پہنچ کر وہ رکا اور اس نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا۔

"آپ انکل جام ہیں" ۔۔۔ صفدر نے پیکٹ کھول کر سگریٹ نکالتے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوئے کہا۔

"اوہ تم! ۔۔۔ ریکس سینما کی گیلری کی ٹکٹ لے کر بیٹھ جاؤ ۔۔۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گا" ۔۔۔ بوڑھے جام نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس طرح لاتعلق انداز میں آگے بڑھ گیا جیسے اس کا صفدر سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

صفدر نے سگریٹ سلگایا اور پھر اسی طرح ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ یہ شہر چھوٹا سا تھا اس لیے ادھر ادھر گھومتے پھرتے اسے کسی سے پوچھے بغیر ہی ریکس سینما نظر آ گیا۔ اس پر کوئی معاشرتی سی فلم لگی ہوئی تھی اور وہاں کوئی رش نظر نہ آ رہا تھا۔ صفدر بکنگ کی طرف گیا۔ اس نے گیلری کا ٹکٹ خریدا اور گیلری میں داخل ہو گیا۔ فلم چل رہی تھی لیکن گیلری تقریباً خالی پڑی ہوئی تھی۔ اکا دکا آدمی کہیں کہیں بیٹھا نظر آ رہا تھا۔

صفدر اطمینان سے بیٹھ کر فلم دیکھنے لگا۔ وہ دروازے کے قریب ہی بیٹھ گیا تھا تاکہ بوڑھا جام اسے آسانی سے دیکھ لے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد بوڑھا جام گیلری میں داخل ہوا اور اطمینان سے چلتا ہوا صفدر کی ساتھ والی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

"ہاں! ۔۔۔ اب بتاؤ کہ تم کس قسم کی معلومات چاہتے ہو" ۔۔۔؟ بوڑھے جام نے سرگوشیانہ لہجے میں پوچھا۔

"مجھے صحرائے تاپتی کے بارے میں معلومات چاہئیں" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"صحرائے تاپتی! ۔۔۔ کیوں! ۔۔۔ تم اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو" ۔۔۔؟ انکل جام بری طرح چونک پڑا۔

"اس بات کو چھوڑو — مطلب کی بات کرو" —— صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس قسم کی معلومات تمہیں چاہئیں" —— بوڑھے جام نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"بس یوں سمجھ لو کہ میں کسی کی نظروں میں آئے بغیر صحرائے تاپتی میں داخل ہونا چاہتا ہوں" —— صفدر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے چند بڑے نوٹ نکال کر ہاتھ میں پکڑ لئے۔ اور نوٹ دیکھ کر اندھیرے میں بھی بوڑھے جام کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک صفدر کو صاف نظر آگئی اور وہ مسکرا دیا۔

"تم شاید خفیہ لیبارٹری کے چکر میں ہو — ٹھیک ہے۔ مجھے کیا — جو چاہے کرتے پھرو —— ایک راستہ ہے انتہائی خفیہ۔ لیکن اس میں خطرات بے شمار ہیں" —— جام نے کہا۔

"تم صرف راستہ بتاؤ —— باقی کام مجھ پر چھوڑ دو" —— صفدر نے کہا اور نوٹ جام کی طرف بڑھا دیئے۔ جام نے بجلی کی سی تیزی سے نوٹ اپنے کوٹ کی جیب میں منتقل کر لئے۔

"سنو اجنبی! —— تاپتی شہر سے شمال کی طرف ایک قصبہ ہے اس قصبے کا نام آرلین ہے —— آرلین میں ایک بار ہے جس کا نام اس کے مالک ڈیگن کے نام پر ہے ڈیگن بار —— یہ ڈیگن بظاہر تو بار کا مالک ہے لیکن اس کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ صحرائے تاپتی میں اس نے منشیات کے لئے ایک خفیہ سٹور بنا رکھا ہے اور اس سٹور تک آنے جانے کے لئے اس کی اپنی بار کے تہہ خانے سے ایک خفیہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سرنگ اس کے اڈے تک جاتی ہے —— یہ اڈا اور سرنگ دراصل اس نے نہیں بنائی —— بلکہ پرانے زمانے میں جب صحرائے تاپتی میں طوفانی ہوائیں نہ چلتی تھیں تو وہاں اندر ایک چھوٹا سا قصبہ تھا جو بعد میں تباہ ہو گیا —— اس قصبے میں ایک عمارت کا تہہ خانہ تھا اور یہ سرنگ بھی قدیم زمانے سے بنی ہوئی ہے اور اتفاق سے اس سرنگ کا دھانا اس جگہ تھا جہاں آجکل ڈیگن بار ہے اور ڈیگن کو اس سرنگ کا علم ہو گیا —— چنانچہ اس نے اسے صاف کرایا اور وہاں قدیم تہہ خانے میں اس نے منشیات کا سٹور بنا لیا —— میں پہلے بڑا مشہور سول انجنیئر رہا ہوں اور ڈیگن میرا سب سے چھوٹا بھائی ہے اس لئے میں نے ہی اس سرنگ اور تہہ خانے کو صاف کرایا تھا اور اب تم دنیا میں تیسرے آدمی ہو جسے اس سرنگ اور تہہ خانے کا علم ہوا ہے —— اس سے قبل یہ بات میرے اور ڈیگن کے درمیان ہی تھی اور ڈیگن میرا بہت خیال کرتا ہے —— اس کے ساتھ ساتھ وہ بے حد لالچی بھی ہے۔ اگر تم اسے اس کی مرضی کی رقم ادا کر سکو تو وہ تمہیں اس سرنگ کے ذریعے صحرا کے اندر پہنچا سکتا ہے —— لیکن یہ یاد رکھنا کہ وہ سخت آدمی بھی ہے —— اگر تمہارا اس سے سودا نہ ہو سکا تو وہ تمہیں فوراً قتل کر دے گا —— اور آخری بات یہ کہ تم نے اسے ہرگز یہ نہیں بتانا کہ تم مجھ سے مل چکے ہو۔ ورنہ پھر میری بھی خیر نہیں ہے" —— بوڑھے جام نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو انکل جام! —— تمہارا نام درمیان میں نہ آئے گا۔ اور اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم اس ملاقات کے بارے میں منہ بند رکھنا۔ ورنہ

دوسری صورت میں مجھے تو کچھ نہیں ہوگا ___ البتہ تمہیں کوئی بڑا نقصان پہنچ سکتا ہے" ___ صفدر نے کہا۔

" میں تو تمہیں جانتا بھی نہیں ___ فلم بڑی بور ہے چلیں"۔ انکل جام نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

صفدر نے ایک طویل سانس لیا اور دوبارہ فلم دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ لیکن اس کا ذہن اب لائحہ عمل بنانے میں مصروف تھا۔ ڈیگن سے نپٹنا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ مسئلہ تھا صحرائے تاپتی میں داخل ہونے کے بعد لیبارٹری کو ٹریس کرنا اور اس میں داخل ہونا۔ صحرا میں داخل ہونے کا مسئلہ تو انکل جام نے حل کر دیا تھا لیکن اس کے بعد کے مسائل پر پوری طرح وہ غور کر لینا چاہتا تھا۔

انکل جام کے جانے کے تقریباً دو گھنٹے بعد تک وہ بیٹھا فلم دیکھتا رہا۔ پھر وہ اٹھا اور سینما سے نکل کر اپنے ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ اب وہ اپنا ایک لائحہ عمل طے کر چکا تھا اس لئے ذہنی طور پر وہ مطمئن تھا۔ گو اس لائحہ عمل میں خطرات کا تناسب بے حد زیادہ تھا۔ لیکن ظاہر ہے ایک سپر ایجنٹ کو اس قسم کے خطرات سے تو بہرحال نپٹنا ہی پڑتا ہے۔

ہوٹل پہنچ کر صفدر اپنے کمرے میں آیا اور لباس بدل کر وہ بستر پر لیٹنا ہی چاہتا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

" یس ___ کم ان" ___ صفدر نے چونک کر کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور وہی ویٹر باھٹی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں اس نے شراب کا جام رکھا ہوا تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" یہ میری طرف سے جناب" ___ ویٹر باھٹی نے مسکراتے ہوئے کہا اور میز پر جام رکھتے ہوئے اس نے سرگوشیانہ لہجے میں پوچھا۔

" جام سے بات ہو گئی ہے" ___ ؟ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

" مجھے اتنی جلدی نہیں ہے ___ کسی وقت مل لوں گا" ___ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور باھٹی کی آنکھوں میں پیدا ہونے والی چمک مدھم پڑ گئی۔

" اگر آپ مجھے بتائیں کہ آپ کو کس قسم کی معلومات چاہئیں تو شاید میں ہی آپ کی مدد کر دوں" ___ باھٹی نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

" یہاں آج سے پانچ سال پہلے ایک شخص ذراس رہتا تھا ___ میں نے اس کے متعلق معلومات کرنی ہیں" ___ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ اب باھٹی سے جان چھڑانا چاہتا تھا۔

" ذراس! ___ میں نے تو یہ نام کبھی نہیں سنا ___ ٹھیک ہے سر! آپ انکل جام سے ہی ملیں ___ شاید وہ جانتا ہو" ___ باھٹی نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ صفدر اس کی مایوسی سمجھ گیا تھا۔ وہ صفدر سے مزید رقم بٹورنا چاہتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے صفدر نے نام ہی ایسا لیا تھا جس کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ اس لئے باھٹی کا پروگرام ختم ہو گیا۔

صفدر نے جام اٹھایا اور پھر اٹھ کر اسے واش بیسن میں انڈیل دیا۔ لیکن جام خالی ہوتے ہی وہ چونک پڑا۔ کیونکہ جام کی تہہ میں سفید رنگ کے ذرات اسے نظر آ رہے تھے۔

"اوہ! — تو یہ مجھے بیہوش کرنا چاہتا تھا" ——— صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے نیچے کاؤنٹر سے اس علاقے کا حاصل کیا ہوا نقشہ جیب سے نکالا اور اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ وہ قصبہ آرلین کا راستہ اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہتا تھا۔ پھر نقشہ تہہ کر کے وہ اٹھا اور اُسے جیب میں ڈال کر وہ بیڈ پر دراز ہو گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اُسے معلوم تھا کہ ویٹر باھٹی لازماً اُسے چیک کرنے کے لئے آئے گا۔ باھٹی کی نیت خراب ہو گئی تھی اور وہ اب اسے لوٹنے کے چکر میں تھا۔ لیکن اس سے صفدر کا ایک اہم مسئلہ حل ہو گیا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازے پر دستک ہوئی لیکن صفدر خاموش پڑا رہا۔ دوبارہ دستک ہونے کے بعد دروازہ کھلا۔ صفدر نیم باز آنکھوں سے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ دروازہ کھلنے پر باھٹی کی شکل نظر آئی وہ بڑے محتاط انداز میں کمرے کو دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے آہستہ سے دروازہ کھول دیا۔ اس وقت وہ ویٹر کی یونیفارم کی بجائے عام لباس میں تھا۔ شاید اس کی ڈیوٹی ختم ہو چکی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا صفدر کے بیڈ کے پاس آیا اور اس نے جھک کر غور سے صفدر کو دیکھا۔ صفدر نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ باھٹی واپس مڑا اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔

صفدر نے اس کے مڑنے کی آہٹ سن کر آنکھیں آدھی کھول دیں۔ باھٹی نے الماری کے قریب رک کر ایک بار پھر مڑ کر صفدر کو دیکھا اور پھر مطمئن ہو کر الماری کے پٹ کھولنے شروع کر دیئے۔ صفدر آہستگی سے اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ بیڈ پر موجود دبیز گدے کی وجہ سے اس کے اٹھنے سے کوئی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

آواز نہ نکلی۔ اور پھر صفدر نہ صرف اٹھ کر کھڑا ہو گیا بلکہ وہ باھٹی کی طرف بڑھا۔ باھٹی اس وقت بڑے مطمئن انداز میں صفدر کے کوٹ کی جیبوں کی تلاشی لینے میں مصروف تھا۔

صفدر کا بازو اٹھا اور دوسرے لمحے باھٹی کی کنپٹی پر کھڑی ہتھیلی کی زوردار ضرب لگی اور باھٹی چیختا ہوا اچھل کر نیچے فرش پر گرا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔ کوٹ اس کے ہاتھ سے نکل کر نیچے گر چکا تھا۔ صفدر نے اطمینان سے آگے بڑھ کر کوٹ اٹھایا اور اُسے الماری میں دوبارہ لٹکا کر وہ واپس مڑا اور اس نے جھک کر بیہوش ویٹر کو اٹھایا اور اُسے کرسی پر بٹھا کر اس نے اس کی نبض پکڑ کر چیک کی۔ باھٹی کی نبض بتا رہی تھی کہ اُسے دو گھنٹے سے پہلے کسی صورت ہوش نہیں آسکتا۔ صفدر نے اس کی کلائی چھوڑی اور الماری میں موجود اپنا بیگ اٹھایا اور باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ باھٹی ویسے ہی کرسی پر بیہوش پڑا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب صفدر باتھ روم سے باہر نکلا تو وہ مکمل طور پر ویٹر باھٹی کا روپ دھار چکا تھا۔ البتہ اس نے لباس اپنا ہی پہنا ہوا تھا۔ پھر اس نے بیگ میں سے اپنا باقی سامان نکالا اور اُسے اپنی جیبوں میں ڈال کر بیگ اس نے واپس الماری میں پھینکا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

کمرے کا دروازہ بند کر کے وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا نیچے ہال میں پہنچا اور پھر سائیڈ راہداری سے ہوتا ہوا ہوٹل کے عقبی حصے میں نکل آیا۔ صبح ہال میں بیٹھے ہوئے اس نے ویٹروں کو ادھر سے آتے جاتے دیکھا تھا۔ عقبی گلی سے نکلتا ہوا وہ سڑک پر آیا اور پھر تیزی سے

آرلین قصبے کی طرف جانے والی بسوں کے اڈے پر پہنچ گیا۔ اب یہ اتفاق تھا یا صفدر کی خوش قسمتی کہ وہاں جاتے ہی اُسے ایک بس مل گئی تھی اور وہ ٹکٹ خرید کر اس میں بیٹھ گیا۔

"ارے باھٹی! ——— تم آرلین جا رہے ہو" ——— اچانک بس میں بیٹھے ہوئے ایک لمبے تڑنگے اور مضبوط جسم کے مالک آدمی نے حیرت بھرے انداز میں کہا اور صفدر مسکراتا ہوا اس کے قریب ہی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"ہاں! ——— آرلین ہی جا رہا ہوں" ——— صفدر نے باھٹی کے لہجے میں جواب دیا۔

"یہ سوٹ تو بڑا شاندار ہے ——— کس گاہک کا مارا ہے ——— تم سے تو شاید ہی کوئی گاہک بچ کر نکلتا ہوگا" ——— لمبے تڑنگے نوجوان نے قہقہہ مارتے ہوئے کہا اور صفدر اس طرح ہنس دیا جیسے وہ کوئی جواب نہ دینا چاہتا ہو۔

"تمہارا وہ ڈریگن تو آجکل بڑا اونچا جا رہا ہے ——— لمبے ہاتھ مار رہا ہے" ——— اچانک اس لمبے تڑنگے نوجوان نے جھک کر سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

"اچھا! ——— وہ کیسے" ——— ؟ صفدر نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔ ویسے اس کی حیرت واقعی اصلی تھی۔ کیونکہ وہ ڈریگن کا نام سن کر چونک پڑا تھا۔

"کمال ہے ——— تم تو ایسے بات کر رہے ہو جیسے تمہیں علم ہی نہیں ہے ——— رالسن سے کوئی بات چھپی رہ سکتی ہے ——— تم خود تو ڈریگن کے شریک کاروبار ہو ——— اور حیرت یوں ظاہر کر رہے ہو،

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جیسے تمہیں کچھ معلوم ہی نہ ہو ——— ویسے ایک بات ہے باھٹی! ——— تم ہو بہت گہرے ——— تم نے آج تک ظاہر نہیں ہونے دیا کہ ڈریگن کے ساتھ تمہارا بھی حصہ ہے ——— بس ویٹر بنے رہتے ہو۔ لیکن رالسن سے کونسی بات چھپی رہ سکتی ہے ——— معلومات میں مجھے انکل جام سے بھی دو ہاتھ آگے سمجھنا ——— اوہ ارے ہاں یاد آیا ——— تمہیں معلوم ہے کہ انکل جام بے چارہ مر گیا ہے" ——— رالسن نے یکلخت چونکتے ہوئے کہا۔

"مر گیا ہے ——— وہ کیسے" ——— ؟ اس بار بھی صفدر کی حیرت واقعی اصلی تھی۔

"ہاں! ——— مجھے بھی ابھی تھوڑی دیر پہلے پتہ چلا ——— نجانے آج اس بوڑھے کو کیا سوجھی فلم دیکھنے ریکس سینما چلا گیا ——— وہاں سے باہر آ رہا تھا کہ سڑک پار کرتے ہوئے اچانک ایک ٹرک سے ٹکرا گیا۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ اُسے کم نظر آتا تھا بس مارا گیا بے چارہ ——— البتہ ایک بات ہے اس کی جیب سے سنا ہے کہ بڑے بڑے نوٹ کافی تعداد میں نکلے ہیں ——— نجانے اس نے یہ نوٹ کہاں سے حاصل کر لئے تھے۔ وہ تو ہمیشہ کا پھکڑ آدمی ہے" ——— رالسن کو شاید زیادہ بولنے کی بیماری تھی۔ وہ مسلسل بولے چلا جا رہا تھا۔

"اوہ! ——— ویری بیڈ ——— پھر تو ڈریگن کو بھی لازماً اطلاع مل چکی ہوگی وہ فوراً یہاں پہنچے گا" ——— صفدر نے کہا۔

"ڈریگن کو ——— مگر کیوں ——— وہ کیوں پہنچے گا" ——— اس بار رالسن کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تو تمہیں نہیں معلوم" ——— صفدر نے مبہم سے انداز میں جواب

دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ رالنس کے لہجے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ جام نے اُسے غلط بتایا تھا کہ وہ ڈریگن کا بڑا بھائی ہے۔

"مجھے کیا نہیں معلوم" —— رالنس کا لہجہ واقعی مشکوک تھا۔

"اس نے جام سے لمبا قرضہ لینا ہے —— بڑے نوٹوں کی خبر اُسے مل جائے گی —— اور تم جانتے ہو کہ وہ رقم کے معاملے میں کیسا ہے۔" صفدر نے بات بدلتے ہوئے کہا اور رالنس نے بڑے مطمئن انداز میں ایک طویل سانس لیا۔

"ارے ہاں! —— یہ بات ہے —— واقعی تمہاری بات درست ہے"۔ رالنس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے بس ایک قصبے کی حدود میں داخل ہوئی اور صفدر نے چونک کر دیکھا تو اُسے ایک دوکان کے بورڈ پر آرلین کا نام لکھا ہوا نظر آگیا۔

"تم کہاں جا رہے ہو" —— صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں شاونجی جا رہا ہوں —— میری بہن بیمار ہے" —— رالنس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد ہی ایک سٹاپ پر بس رُک گئی اور صفدر، رالنس کو بائی بائی کہتا ہوا اٹھا اور تیزی سے بس سے نیچے اُتر آیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

طاقتور انجن اور لمبی چوڑی باڈی کی لیموزین تنگ اور خطرناک سڑک پر بھی اچھی خاصی رفتار سے دوڑی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کلارک تھا۔ اور ساتھ والی سیٹ پر جولیا۔ جب کہ پچھلی سیٹوں پر عمران۔ کیپٹن شکیل تنویر۔ نعمانی اور ٹائیگر بیٹھے ہوئے تھے۔ اگر کوئی چھوٹی کار ہوتی تو شاید وہ پورے بھی نہ آتے لیکن لیموزین کار میں بڑے اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے جیسے پچھلی سیٹ پانچ افراد کے لئے بنائی گئی ہو۔

سڑک واقعی تنگ اور خاصی خطرناک تھی۔ اس میں مسلسل ایسے تنگ موڑ آ رہے تھے کہ اچھا خاصا ماہر ڈرائیور ہی کار ڈرائیو کر سکتا تھا اور کلارک واقعی ایک ماہر ڈرائیور تھا۔

"آپ تامیتی کیوں جا رہے ہیں پرنس" —— کلارک نے مسکراتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

"دُھوپ تاپنے —— میرا مطلب ہے سن باتھ کے لئے"۔

عمران نے جواب دیا اور کلارک بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا یہ مطلب نہ تھا سر ___ میں نے اس لئے پوچھا تھا کہ میں اس سارے علاقے سے اچھی طرح واقف ہوں ___ اس لئے ہو سکتا ہے کہ میں وہاں بھی کام آسکوں" ___ کلارک نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"پہلے وہاں تک پہنچ تو لو ___ پھر کام بھی ہو جائے گا" ___ عمران نے خشک لہجے میں کہا اور کلارک خاموش ہو گیا۔

کار خاصی تیز رفتاری سے اونچی نیچی اور تنگ سڑک پر دوڑے چلی جا رہی تھی کہ اچانک ایک موڑ مڑتے ہی عمران چونک پڑا۔ اس نے اس پہاڑی کے اوٹ سے ایک چھوٹے لیکن جدید قسم کے ہیلی کاپٹر کو نکلتے دیکھ لیا تھا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر سڑک کراس کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ لیکن ذرا سا آگے جانے کے بعد وہ واپس مڑا۔ اب عمران کے ساتھی بھی اس ہیلی کاپٹر کو دیکھ رہے تھے۔

ہیلی کاپٹر ایک بار پھر سڑک کی طرف آ رہا تھا اور پھر جیسے ہی وہ سڑک کے اوپر سے گذرا، اچانک ایک خوفناک دھماکہ اس جگہ ہوا جہاں ایک لمحہ پہلے کار موجود تھی۔ خوفناک دھماکے سے کلارک کا ہاتھ تیزی سے لہرایا اور کار تیزی سے دوڑتی ہوئی یکلخت گھوم گئی۔ لیکن اسی لمحے ساتھ بیٹھے جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھا کر سٹیرنگ کو واپس گھما دیا اور کار ایک زوردار ہچکولا لے کر پھر سیدھی ہو گئی۔

اسی لمحے ہیلی کاپٹر ایک بار پھر پہاڑیوں کے اوپر سے سڑک کی طرف آتا دکھائی دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"کار روک دو" ___ عمران نے چیخ کر کہا اور کلارک نے بجلی کی سی تیزی سے بریکیں لگا دیں۔ لیکن اس قدر تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار یکلخت بریکیں لگنے کی وجہ سے کلارک کے قابو میں نہ آئی اور بجلی کی سی تیزی سے گھومتی ہوئی سڑک چھوڑ کر گہرائی میں اترتی چلی گئی۔

اسی لمحے سڑک پر کار کے عقب میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔

"کار کو سنبھالو کلارک" ___ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت مجبور تھا۔ نہ ہی انتہائی تیز رفتاری سے گہرائی میں اترتی ہوئی کار سے کود سکتا تھا اور نہ کلارک کی جگہ لے سکتا تھا۔ کار اس قدر تیز رفتاری سے اس گہرائی میں اتری جا رہی تھی کہ عمران سمیت سب لوگ دم بخود ہوئے بیٹھے تھے۔ سب کو معلوم تھا کہ ذرا سا جھٹکا لگتے ہی کار نے الٹ جانا ہے اور اس کے بعد ظاہر ہے ان سب کے جسموں کی ہڈی تک نہ ملتی۔ کار کا انجن کلارک نے بند کر دیا تھا۔ لیکن گہرائی میں اترنے کی وجہ سے کار کی رفتار بہت تیز تھی۔ اور پھر اچانک کار ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی اور اسی لمحے کلارک نے پوری قوت سے بریکیں لگا دیں اور کار ایک اونچی پہاڑی کی چٹان سے ذرا سا ٹکرا کر رک گئی۔ وہ اب سیدھی کھڑی ہوئی تھی اور سب لوگ اس طرح حیرت بھرے انداز میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ جیسے انہیں یقین نہ آ رہا تھا کہ وہ واقعی زندہ بچ گئے ہیں۔

کار گہرائی سے اتر کر نیچے سپاٹ جگہ پر پہنچ چکی تھی۔ دوسرے لمحے سب سے پہلے عمران باہر نکلا اور اس کے بعد باقی افراد نے بھی باہر چھلانگیں لگا دیں۔ اور دوسرے لمحے ان کے ذہن بھک سے اڑ گئے۔ باہر نکل کر انہیں پہلی بار اس بات کا احساس ہوا تھا کہ وہ کس قدر بھیانک ترین

خطرے سے صحیح سلامت بچ آئے ہیں۔ پہاڑی ڈھلوان تقریباً ڈیڑھ سو فٹ تھی۔ لیکن یہ بالکل سپاٹ تھی۔ اس میں کسی جگہ رخنہ یا ابھری ہوئی چٹان نہ تھی اور اسی وجہ سے کار الٹنے سے بچ گئی تھی۔ جس جگہ کار موجود تھی وہ جگہ اسی طرح کی دو ڈھلوانوں کا درمیانی تنگ حصہ تھا۔ لیکن سامنے والی پہاڑی کی ڈھلوان سپاٹ نہ تھی بلکہ اس میں جگہ جگہ چٹانیں ابھری ہوئی تھیں۔

اسی لمحے انہیں اوپر سے ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔ اور وہ سب چونک کر اوپر دیکھنے لگے۔

"چھپ جاؤ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے کار کے کھلے دروازے سے ڈرائیونگ سیٹ پر چھلانگ لگا دی۔ اور کار ایک جھٹکے سے پیچھے ہوئی اور پھر تیزی سے سائیڈ کاٹتی ہوئی اس تنگ سے درے میں دوڑتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ ذرا سا آگے اگلی پہاڑی میں سے ایک چٹان نے باہر نکل کر دوسری پہاڑی تک ایک چھجہ سا بنا دیا تھا۔ عمران نے کار اس چھجے کے نیچے روک دی کار ایک جھٹکے سے بڑھنے کی وجہ سے اس کے سارے دروازے خود بخود بند ہو گئے تھے اس چھجے کے نیچے کار روک کر عمران باہر آگیا۔

ہیلی کاپٹر اب اوپر سے گذر گیا تھا۔ اسی لمحے باقی ساتھی بھی مختلف پتھروں کی اوٹ سے نکل کر اس چھجے کے نیچے آگئے۔ کیونکہ یہ سب سے محفوظ جگہ تھی۔

"یہ کون ہو سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کار کی پچھلی سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سے ایک لمبی نال کی مشین گن نکالی اور سیٹ بند کر دی۔

"آپ سب یہیں ٹھہریں ۔۔۔ میں اوپر جا رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے مشین گن کاندھے سے لٹکاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے اوپر چڑھنے لگا۔ لیکن ابھی وہ تھوڑا سا ہی اوپر گیا تھا کہ اچانک ہیلی کاپٹر اس ڈھلوان کے اوپر معلق ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی خوفناک فائرنگ کی آواز سنائی دی اور گولیاں عمران کی طرف بارش کی طرح لپکیں۔ عمران نے یکلخت غوطہ لگایا اور قلابازی کھا کر وہ ایک چٹان کے پیچھے جا دبکا۔ وہ بس بال بال ہی بچا تھا۔ ہیلی کاپٹر یکلخت ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گیا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے چیخ کر پوچھا۔

"صرف ٹھیک ہی نہیں ٹھاک بھی ہوں" ۔۔۔ عمران نے چٹان کے پیچھے سے ہانک لگاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر وہ چٹان کے پیچھے سے نکل کر اوپر چڑھنے لگا۔ اس بار ہیلی کاپٹر واپس نہ آیا تھا۔ اس لئے عمران صحیح سلامت اوپر والی سطح پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن اسی لمحے اسے نیچے سے تیز فائرنگ کی آواز کے ساتھ ہی ایک چیخ بھی سنائی دی اور عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے آگے بڑھ کر نیچے جھانکا۔ اسی لمحے اسے چھجے کی دوسری طرف سے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا دکھائی دیا۔ عمران نے ہونٹ بھینچ لئے اور مشین گن سیدھی کر کے چٹان کی اوٹ میں رک گیا۔

ہیلی کاپٹر خاصی بلندی پر جا کر تیزی سے پلٹا اور پھر اس میں سے

اچانک میزائل نما کوئی چیز عین اس چھجے کے اوپر پھینکی گئی جس کے نیچے کار اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ ایک خوفناک اور دل ہلا دینے والا دھماکہ ہوا اور چھجے کی طرح نکلی ہوئی چٹان ٹوٹ کر نیچے کار پر جا گری عمران کی آنکھوں میں یکلخت غصے کے چراغ سے جل اٹھے۔ یہ واقعی انتہائی خوفناک حملہ تھا۔ کار بھی تباہ ہو گئی تھی اور یقیناً اس کے ساتھی بھی اس کے خوفناک ملبے کے نیچے دب گئے ہوں گے۔

ہیلی کاپٹر واپس پلٹ گیا تھا اس لئے عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اب اس پوزیشن میں تھا کہ نہ نیچے اتر سکتا تھا اور نہ ہی اوپر جا سکتا تھا۔ اور ہیلی کاپٹر بھی فی الحال اس کی مشین گن کی رینج میں نہ تھا۔ ہیلی کاپٹر کافی دور جا کر واپس پلٹا اور عمران نے ایک بار پھر مشین گن سیدھی کر لی۔ ہیلی کاپٹر اس بار سیدھا آ رہا تھا اور پھر جیسے ہی وہ رینج میں آیا، عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ لیکن دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر نے اچانک غوطہ لگایا اور نہ صرف وہ عمران کی فائرنگ سے بچ نکلا بلکہ اس کی رینج سے بھی نکل گیا تھا۔

ہیلی کاپٹر کے پلٹتے ہی عمران یکلخت چٹان کے پیچھے سے نکلا اور پھر وہ انتہائی تیز رفتاری سے اترائی پر دوڑتا ہوا نیچے ٹوٹے ہوئے چھجے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس وقت اس کے دوڑنے کی پوزیشن بالکل ویسی ہی تھی جیسے کچھ دیر پہلے کار اترائی سے نیچے اتر رہی تھی۔

چند ہی لمحوں میں وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں ٹوٹی ہوئی چٹان کا ملبہ کار پر گرا ہوا تھا۔

"عمران صاحب" ——— اچانک کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور عمران

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو روکا۔

"کیا ہوا ——— کس کی چیخ تھی ——— اور ملبہ گرنے سے تو کوئی نقصان نہیں ہوا" ——— ؟ عمران نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"وہ کلارک ہٹ ہو گیا تھا" ——— اسی لمحے جولیا کی آواز سنائی دی اور پھر تنویر اور نعمانی بھی مختلف پتھروں کی اوٹ سے باہر نکل آئے اور عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔

"ہم لوگ چھجے کی جڑ کی طرف ہونے کی وجہ سے بچ گئے ہیں" جولیا نے کہا۔

"کار تو ختم ہو گئی ہے ——— اب یہاں سے نکلنے کی کرو فوراً۔ ادھر مشرق کی طرف ——— ہیلی کاپٹر کا خیال رکھنا" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور مشرق کی طرف دوڑنے لگا۔ اسے اس طرف پہاڑی کے اندر ایک تنگ سا راستہ اوپر جاتا ہوا دکھائی دے گیا تھا۔ یہ راستہ اتنا تنگ تھا کہ بیک وقت ایک ہی آدمی گذر سکتا تھا۔ لیکن یہ راستہ اوپر سے بالکل محفوظ تھا۔ اس لئے عمران ادھر ہی دوڑا تھا۔ اور پھر وہ اس تنگ راستے میں صحیح سلامت داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ راستہ چکر کاٹ کر اوپر جا رہا تھا۔ وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوئے جا رہے تھے کہ اچانک عمران دوڑتے دوڑتے رک گیا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پیچھے دوڑنے والوں کو بھی روک دیا۔

"تم یہیں ٹھہرو ——— اوپر کچھ لوگ ہیں ——— میں نے باتیں کرنے کی آوازیں سنی ہیں" ——— عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور پھر پنجوں کے بل دوڑتا ہوا اوپر چڑھتا گیا۔ لیکن اب اس کی رفتار خاصی کم ہو

کچھ اوپر جانے کے بعد عمران ایک چٹان کی آڑ میں رک گیا۔ کیونکہ اب وہ تقریباً چوٹی کے قریب پہنچ گیا تھا۔ باتوں کی آوازیں اب نہ سنائی دے رہی تھیں۔

عمران چند لمحے چٹان کی اوٹ میں چھپا رہا۔ پھر وہ آہستہ سے آگے بڑھا اور چند قدم اٹھانے کے بعد وہ یکلخت چونک پڑا۔ کیونکہ سامنے ہی ایک چٹان کے اوپر وہ ہیلی کاپٹر کھڑا تھا جس سے ان پر فائرنگ کی گئی تھی۔ عمران جھکے جھکے انداز میں ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا۔ لیکن ہیلی کاپٹر کے اندر یا باہر کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اسی لمحے اسے دوسری طرف ڈھلوان سے پتھر گرنے کی آواز سنائی دی تو وہ اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے ادھر دوڑا اور وہاں پہنچ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ نیچے گہرائی میں اس نے دو آدمیوں کو دوڑتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ وہ شاید دوسری طرف سے اتر کر چکر کاٹ کر اس کار والی جگہ تک پہنچنا چاہتے تھے۔ لیکن وہ دونوں ہی دوڑتے ہوئے خاصے محتاط بھی تھے۔ ایک چٹان کے پیچھے سے نکل کر جب ایک آدمی دوڑ کر دوسری چٹان کے پیچھے گیا تو عمران نے ہونٹ بھینچ لیے۔ وہ اسے پہچان گیا تھا۔ یہ کرنل ٹاڈ تھا۔ گو اس نے اس کا چہرہ تو نہ دیکھا تھا لیکن قد و قامت، پھرتی اور انداز دیکھ کر ہی اس نے اسے پہچان لیا تھا۔ وہ یقیناً کرنل ٹاڈ تھا۔ دوسرا آدمی بھی اسے نظر آ گیا تھا۔ لیکن اس میں وہ پھرتی اور تیزی نہ تھی جو کرنل ٹاڈ میں تھی۔

عمران تیزی سے واپس اس تنگ راستے کی طرف دوڑا۔

"آجاؤ — جلدی — فوراً" — عمران نے اونچی آواز میں کہا اور چند لمحوں بعد اس کے سارے ساتھی اوپر پہنچ گئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"یہ کرنل ٹاڈ ہے — لیکن اس نے حماقت کی ہے — آؤ ہیلی کاپٹر موجود ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑا۔

ہیلی کاپٹر گو چھوٹا تھا لیکن کسی نہ کسی طرح وہ اس میں سما گئے اور دوسرے لمحے عمران نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کیا اور پھر رکے بغیر وہ تیزی سے اسے تاپیتی کی طرف بڑھائے لئے گیا۔

"اس کرنل ٹاڈ کا خاتمہ کر دیتے تو اچھا تھا" — جولیا نے کہا۔

"نہیں! — یہاں رکنا خطرناک ہے — کرنل ٹاڈ کے پاس لازماً ٹرانسمیٹر ہو گا — جیسے ہی اسے ہیلی کاپٹر کے اغوا کا پتہ چلے گا وہ لازماً کہیں نہ کہیں سے مدد حاصل کرے گا — اور اس سے پہلے کہ اسے ہیلی کاپٹر کے اغوا کا پتہ چلے — میں یہاں سے زیادہ سے زیادہ دور نکل جانا چاہتا ہوں" — عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ کرنل ٹاڈ کو ہمارے اس طرح جانے کا علم کیسے ہوا ہو گا —؟" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ بلیک ایجنٹ ہے — کسی نہ کسی طرح پتہ اسے لگ ہی گیا ہو گا — اور اب اس سے دو دو ہاتھ کہیں نہ کہیں کرنے ہی پڑیں گے۔ وہ آسانی سے جان چھوڑنے والوں میں سے نہیں" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے اچانک ہیلی کاپٹر میں موجود ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور عمران نے چونک کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو — ہیلو — سی۔ ٹی کالنگ جارج۔ اوور" — کرنل ٹاڈ کی

تیز آواز سنائی دی اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ ٹرانسمیٹر چونکہ مخصوص ٹائپ کا تھا اس لئے اس نے کال کیچ کر لی تھی۔

"یس سر!۔۔۔ جارج اٹنڈنگ۔ اوور"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی ٹرانسمیٹر سے ایک اور آواز ابھری۔

"جارج!۔۔۔ فوراً تاپتی میں بلیک پوائنٹ کو الرٹ کر دو۔۔۔ مجرم میرے ہیلی کاپٹر میں تاپتی کی طرف جا رہے ہیں۔۔۔ انہیں ہٹ کر دیا جائے۔ اوور"۔۔۔۔ کرنل ٹاڈ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آپ کے ہیلی کاپٹر میں۔۔۔ مگر سر!۔۔۔ وہ کیسے۔ اوور"۔۔۔؟ جارج کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"احمق۔۔۔ نانسنس!۔۔۔ میں اب تمہیں پہلے وضاحت کروں اور اس دوران وہ تاپتی پہنچ بھی جائیں۔۔۔۔ فوراً کال کرو۔۔۔ اور سنو! ایک کار سوانی روڈ کی ٹیکم پہاڑی پر بھیج دو۔۔۔ میں وہیں موجود ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کی رفتار اور زیادہ بڑھا دی۔ ہیلی کاپٹر اب پہاڑیوں کے اوپر سے گذرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی اور اس کا یہ موڈ دیکھتے ہوئے باقی ساتھی بھی خاموش تھے۔

پہاڑی سلسلہ ختم ہوتے ہی وسیع میدانی علاقہ شروع ہو گیا اور اسی لمحے عمران کی نظر دور بل کھاتی ہوئی ایک سڑک پر پڑ گئی جس پر ایک لمبی سی بس خاصی تیز رفتاری سے جا رہی تھی۔ عمران نے بس کا رخ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑ لیا۔ ہیلی کاپٹر اب اس طرف جا رہا تھا جدھر بس کا رخ تھا۔ ہیلی کاپٹر کی رفتار چونکہ کافی تیز تھی اس لئے وہ چند لمحوں بعد ہی بس سے کافی دور آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے ہیلی کاپٹر کو ایک بڑے سے ٹیلے کے عقب میں اتار دیا۔

"ہم نے اس بس میں سوار ہونا ہے۔۔۔ جلدی آؤ"۔۔۔۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کا انجن بند کر کے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا۔ اور چند لمحوں بعد وہ سب دوڑتے ہوئے اس طرف جانے لگے جدھر سے بس آ رہی تھی۔ وہ دراصل جان بوجھ کر ہیلی کاپٹر سے کافی فاصلے پر جا کر بس میں سوار ہونا چاہتے تھے۔ ویسے تو ہیلی کاپٹر ٹیلے کی اوٹ میں ہونے کی وجہ سے بس والوں کو نظر نہ آ سکتا تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ کرنل ٹاڈ لازماً اس بس کا سراغ لگائے گا

آگے ایک تنگ سا موڑ تھا۔ وہاں جا کر وہ کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد ہی بس دور سے آتی دکھائی دی تو عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے رکنے کا اشارہ کیا۔ بس کی رفتار آہستہ ہو گئی اور پھر ان کے قریب آ کر رک گئی۔ عمران نے بس پر موجود بورڈ پڑھ لیا۔ بس آرلین جا رہی تھی۔ اور عمران جانتا تھا کہ آرلین تاپتی سے دوسرا قصبہ ہے۔ وہ سب بس میں سوار ہو گئے اور عمران نے آرلین کا ٹکٹ لے لیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد بس آرلین قصبے کے بس سٹاپ پر جا کر رک گئی۔ تمام سواریوں کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔ عمران اب تاپتی کی طرف جانے والی بس کو تلاش کر رہا تھا کہ اچانک

ایک کار اس کے قریب سے گذری اور عمران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی کو دیکھ کر بُری طرح چونک پڑا۔ کار آگے جا کر ایک موڑ مڑ گئی تھی۔

"آؤ ادھر" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیزی سے اس طرف کو چل پڑا جدھر وہ کار گئی تھی۔ موڑ مڑنے کے بعد اُسے وہ کار ایک بار کے سامنے کھڑی نظر آ گئی۔ یہ ڈلیسی آرکسٹرا بار تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت جیسے ہی بار کے دروازے پر پہنچا۔ اندر سے میوزک کی آواز سنائی دی اور عمران نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔ اب اُسے بار کے نام کی سمجھ آئی تھی کہ یہاں باقاعدہ آرکسٹرا ابھی ساتھ ساتھ بجایا جاتا تھا۔

بار کے ہال میں صرف چند افراد ہی موجود تھے۔ ایک سائیڈ پر بنے ہوئے اونچے سے سٹیج پر آرکسٹرا موجود تھا اور وہ کوئی تیز دُھن بجانے میں مصروف تھے۔

کاؤنٹر پر ایک خوبصورت اور نوجوان سی لڑکی تقریباً نیم عریاں لباس پہنے کھڑی تھی۔ عمران کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"ڈلیسی تمہارا شوہر ہے یا مالک" ــــ عمران نے کاؤنٹر گرل سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہ شوہر ہے نہ مالک ــــ بلکہ میرا عاشق ہے ــــ تمہیں کوئی اعتراض ہے" ــــ لڑکی نے بڑے بے باکانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بالکل اعتراض ہے ــــ قطعی اعتراض ہے۔ ڈلیسی جیسے بدصورت آدمی کو میں اتنا باذوق نہ سمجھتا تھا" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کہا اور لڑکی بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"ویسے اگر تمہاری جیب میں ڈالر ہوں تو میں تم پر بھی عاشق ہو سکتی ہوں" ــــ لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سوری! ــــ میں عاشقوں کا گینگ بنانے سے رہا ــــ ویسے اگر تم چاہو تو قطار بنا سکتا ہوں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لڑکی پہلے تو چند لمحے خاموش رہی جیسے اُسے عمران کے اس فقرے کی سمجھ نہ آئی ہو۔ لیکن پھر وہ یکلخت ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

"تم بہت دلچسپ آدمی ہو ــــ کیا پیو گے" ــــ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ پینا پلانا تو ڈلیسی کے ساتھ رہے گا ــــ تم اس کا دفتر بتا دو کہ کہاں ہے" ــــ عمران نے مڑ کر جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ جولیا کی آنکھوں سے نکلنے والے شرارے اس نے دیکھ لئے تھے۔

"اوہ! ــــ تو تم سب ڈلیسی سے ملنے آئے ہو ــــ وہ اوپر دفتر میں گیا ہے" ــــ لڑکی نے کہا اور ایک دوسرے گاہک کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"تم خواہ مخواہ ناراض ہونے لگ جاتی ہو ــــ اب دو گھڑی کسی نوجوان لڑکی کے ساتھ ہنس بول بھی لینے دیا کرو" ــــ عمران نے سیڑھیوں کی طرف مڑتے ہوئے جولیا سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"میری طرف سے تم اس کی جھولی میں جا کر بیٹھ جاؤ۔ اور اماں جان کہنا شروع کر دو ــــ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے" ــــ جولیا نے

دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ارے یہ کام تو تنویر تک ہی محدود رہنے دو ـــ اسی کو زیب دیتا ہے یہ کام ـــ کیوں تنویر" ـــ ؟ عمران نے تیزی سے مڑکر پیچھے آتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہوکر کہا۔

"بکواس مت کرو ـــ میں بڑی مشکل سے ضبط کر رہا ہوں"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے خوامخواہ اپنے آپ پر اتنا جبر کر رہے ہو ـــ کہہ دو کہہ دو ـــ جولیا برا نہیں منائے گی ـــ آخر کوئی تو اسے بھی اماں جان کہنے والا ہو" ـــ عمران نے جلدی سے کہا اور دوسرے لمحے یکلخت اچھل کر وہ اکٹھی تین سیڑھیاں چڑھ گیا۔ ورنہ تنویر اور جولیا دونوں کے ہاتھ اسی کو سہنے پڑتے۔ باقی ساتھی مسکرا رہے تھے۔

سیڑھیوں کے اختتام پر ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس پر پروپرائٹر کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔

"واہ ! ـــ میرا یار ڈلیسی پروپرائٹر ہوگیا ہے" ـــ عمران نے اس طرح خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے ڈلیسی کی بجائے یہ عہدہ اسے مل گیا ہو۔

"یہ ڈلیسی کون ہے ـــ اور اس دور دراز مقام پر تمہارا یار کیسے نکل آیا" ـــ ؟ جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اللہ تعالیٰ شکر خورے کو شکر دے ہی دیتا ہے ـــ یہ اور بات ہے کہ روزہ خور کو روزے کی بجائے صرف خواری ہی ملتی ہے ـــ چھپ چھپ کر کھاتا پیتا ہے اور روزہ داروں جیسا منہ بنا کر خوار ہوتا پھرتا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہے" ـــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے وہ دروازے تک پہنچ چکے تھے۔ عمران نے دستک دینے کی بجائے یکلخت لات مار کر دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے جیب سے ریوالور نکالے وہ یوں اچھل کر اندر داخل ہوا جیسے وہ کوئی بنک لوٹنے کے لئے داخل ہو رہا ہو۔ اس کے ساتھی جو اب تک یہی سمجھتے آرہے تھے کہ عمران اپنے کسی دوست سے ملنے جا رہا ہے عمران کے اس انداز پر بوکھلا گئے۔

"خبردار" ـــ عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہی غرا کر کہا۔ اور میز کے پیچھے بیٹھا ہوا خوبصورت جوان آدمی بری طرح بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کک ـــ کک ـــ کون ہو تم" ـــ ؟ اس نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب مجھے یقین آگیا ہے کہ تم واقعی بوڑھے ہو گئے ہو ـــ ورنہ نوجوان ڈلیسی تو اب تک جوابی فائر بھی کر چکا ہوتا" ـــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے ریوالور واپس جیب میں رکھتے ہوئے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"کک ـــ کک ـــ کیا مطلب ! ـــ یہ آواز تو علی عمران کی ہے"۔ ڈلیسی عمران کی اصل آواز سنتے ہی اس طرح بوکھلایا کہ کرسی سے ٹکرا کر نیچے فرش پر گرتے گرتے بچا۔

"علی عمران ـــ اوہ ! ـــ وہ بیچارا تو کنوارہ ہی رہ گیا ـــ اور یہاں ڈلیسی نے خوبصورت سی لڑکی پال رکھی ہے" ـــ عمران نے بڑے

حسرت آمیز لہجے میں کہا اور اس طرح کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گیا جیسے وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی بازی ہار گیا ہو۔

"تت — تت — تم واقعی عمران ہو" — ڈلیسی نے حیرت کی شدت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے میز کے پیچھے سے نکلا۔

"ارے ارے — قسم لے لو جو میں نے اس لڑکی کو کچھ کہا ہو — ارے پوچھ لو اس سے" — عمران نے کرسی سے اٹھنے اور بھاگنے کی کوشش کی۔ لیکن ڈلیسی نے اس طرح اسے پکڑ کر گلے لگا لیا جیسے کوئی صدیوں سے بچھڑے ہوئے سے ملتا ہے۔

"تت — تم واقعی علی عمران ہو — اوہ گاڈ — کیا واقعی تم علی عمران ہو" — ڈلیسی نے عمران کو زور سے بھینچتے ہوئے کہا۔

"اب تک تو عمران ہی تھا — لیکن اب شاید عمران کا ڈھانچہ بھی باقی نہ رہے — ارے ارے میری پسلیاں سٹین لیس سٹیل کی نہیں ہیں — ارے مجھے یقین آ گیا کہ تم وہی نوجوان ڈلیسی ہو" — عمران نے گھگھیاتے ہوئے کہا اور ڈلیسی نے زور سے قہقہہ مارتے ہوئے اسے چھوڑا اور پھر تیزی سے جولیا کی طرف مڑ گیا۔

"معاف کیجئے گا یہ میرا بہت پرانا دوست ہے — اس لئے میں جذبات پر قابو نہ رکھ سکا" — ڈلیسی نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"یہ مس جولیانا فٹز واٹر ہے — یعنی کولڈ واٹر — وہ جذبات پر قابو نہ رکھنے والی نیچے کاؤنٹر پر کھڑی ہے — وہ تو مجھ پر بھی عاشق ہونے کے لئے تیار تھی — لیکن اب کیا کرتا جیب میں ڈالر ہی نہ

تھے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — تم میری کی بات کر رہے ہو — وہ بڑی فلرٹ لڑکی ہے — سارا آرلین اس کا عاشق ہے اور وہ صرف اور صرف ڈالروں کی عاشق ہے" — ڈلیسی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

یہ کیپٹن شکیل ہیں — اور یہ جناب حضرت مولانا تنویر مجددی، قادری نقشبندی۔ نوشاہی، ببل پاکیشیا — اوہ سوری! — ببل تو مونث کو ہی کہتے ہیں — ببلہ پاکیشیا — ہاں یہ ٹھیک ہے' — عمران نے مسکراتے ہوئے باقی ساتھیوں کا تعارف کرایا اور تنویر کے تو ہونٹ بھنچ گئے جب کہ ڈلیسی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"آپ پریشان نہ ہوں تنویر صاحب! — میں اس کی عادت کو اچھی طرح جانتا ہوں — آکسفورڈ میں تین سال تک میں اس کا روم میٹ رہا ہوں" — ڈلیسی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"روم میٹ نہیں — آملیٹ کہو — روزانہ آملیٹ بنا کر مجھے پیش کرنا تمہاری ڈیوٹی تھی" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ٹائیگر ہے" — ٹائیگر نے آگے بڑھ کر خود ہی اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں! — یہ ٹائیگر ہے — لیکن سرکس نہیں بلکہ قالین کا" — عمران نے کہا اور ڈلیسی ٹائیگر سے مصافحہ کرتے ہوئے ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"یہ آج ادھر آرلین میں تم کیسے آ نکلے — ارے ہاں! پہلے بتاؤ کیا پینا پسند کرو گے" — ڈلیسی نے دوبارہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھتے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوئے کہا۔

"پینے پلانے کی بات چھوڑو ـــ کھانے وغیرہ کی بات کرو۔ بھوک سے پیٹ میں چوہے دوڑتے دوڑتے اب اولمپک چیمپئن بن گئے ہیں" ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کھانا ـــ آؤ پھر گھر چلتے ہیں" ـــ ڈلیسی نے ایک جھٹکے سے اُٹھتے ہوئے کہا اور عمران بھی اس طرح اٹھ کھڑا ہوا جیسے واقعی اسے شدید بھوک لگی ہوئی ہو۔

باقی ساتھی بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ویسے وہ عمران کے اس موڈ پر حیران ضرور تھے۔ کیونکہ عمران نے پہلے کبھی اس طرح شدت سے کھانے کی طلب نہ کی تھی۔

"کوئی عقبی راستہ ہے" ـــ ؟ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"عقبی راستہ! ـــ اوہ اچھا تو یہ پرابلم ہے ـــ ٹھیک ہے آؤ" ڈلیسی نے چونک کر کہا اور پھر اس نے اپنی پشت پر موجود الماری کھولی اور اس کے اندر ہاتھ ڈال کر کوئی بٹن دبایا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی قدآدم الماری کے اندر ریک گھوم گئے۔ اب وہاں دروازہ سا بن گیا تھا اور سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ اور پھر ڈلیسی کے پیچھے چلتے ہوئے وہ سب سیڑھیاں اُتر کر ایک بڑے سے کمرے میں آئے اور پھر وہاں سے ایک تنگ سی راہداری سے گذرتے ہوئے وہ عقبی گلی میں پہنچ گئے۔

"تم لوگ یہیں ٹھہرو ـــ میں کار لے آتا ہوں" ـــ ڈلیسی نے کہا اور تیزی سے واپس اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"یہ آکسفورڈ میں پڑتا تھا" ـــ ڈلیسی کے جانے کے بعد جولیا نے عمران سے پوچھا۔

"ہاں ـــ یہ ڈلیسی آکسفورڈ میں میرے ساتھ پڑھتا تھا۔ لیکن یہ بے چارہ ایک بھی امتحان نہ پاس کر سکا ـــ لیکن لڑائی جھگڑے اور مار پیٹ میں ہمیشہ سب سے آگے رہتا تھا ـــ بےشمار کیس ہم دونوں نے مل کر بھگتائے ـــ اس کے بعد مجھے پتہ چلا کہ یہ ایکریمیا شفٹ ہو گیا ہے ـــ اور یہاں یہ کافی عرصہ تک سی۔ آئی۔ اے کے لئے کام کرتا رہا ـــ پھر اچانک غائب ہو گیا اور آج اتفاق سے یہاں بس سٹاپ پر میں نے اسے کار میں بیٹھے گذرتے دیکھ لیا" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے ڈلیسی کا تفصیلی تعارف کرایا۔

چند لمحوں بعد وہی کار جس پر ڈلیسی عمران کو نظر آیا تھا، گلی کے سرے پر رکتی نظر آئی اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت کار میں سوار ہو گیا۔ ڈلیسی نے بٹن دبا کر کار کے شیشے بلائنڈ کر دیئے۔ اب باہر سے اندر نظر نہ آسکتا تھا جب کہ اندر سے سب کچھ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"میں نے کاؤنٹر پر کھڑی میری کو سمجھا دیا ہے ـــ وہ تمہاری یہاں آمد کا کسی سے ذکر نہ کرے گی" ـــ ڈلیسی نے کار کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بشرطیکہ ڈالر اسے نظر آ گئے" ـــ عمران نے کہا۔ اور ڈلیسی ہنس پڑا۔

"ایسی بات نہیں ـــ اسے ڈالروں سے زیادہ اپنی زندگی سے پیارہ ہے" ـــ ڈلیسی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو کر ایک خاصی بڑی کوٹھی کے پھاٹک پر رک گئی۔ ڈلیسی نے ہارن بجایا تو چند لمحوں بعد ہی گیٹ کھل گیا۔ ایک لمبا تڑنگا نوجوان کاندھے سے مشین گن لٹکائے پھاٹک پر نظر آیا۔ لیکن ڈلیسی کی کار دیکھتے ہی وہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اور ڈلیسی کار اندر لے گیا۔ کوٹھی بڑے جدید ڈیزائن کی اور خاصی وسیع و عریض تھی۔

"ابھی کھانا تیار ہو جاتا ہے ـــــ میں نے وہیں بار سے ہی فون پر کہہ دیا تھا" ـــــ ڈرائینگ روم کے آرام دہ صوفوں پر بیٹھتے ہوئے ڈلیسی نے کہا۔

"وہ آملیٹ تو تم خود بناؤ گے نا ـــــ ویسے یار! مدت ہی ہوگئی ہے تمہارے ہاتھ کا آملیٹ کھائے ہوئے" ـــــ عمران نے کہا اور ڈلیسی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"بالکل بناؤں گا ـــــ ابھی مجھے وہ ترکیب بھولی نہیں ـــــ لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ تم آخر کس چکر میں یہاں آرلین آئے ہو ـــــ یہ تو ایک معمولی سا قصبہ ہے" ـــــ ڈلیسی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ سی۔ آئی۔ اے والے اب تمہیں کتنی پنشن دیتے ہیں۔ ویسے تمہاری کوٹھی اور ملازم دیکھ کر تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ تمہیں پنشن لمبی چوڑی ہی ملتی ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"سی۔ آئی۔ اے ـــــ ارے اسے چھوڑے ہوئے تو مدت ہی ہوگئی ـــــ وہ ہمارا ایک باس تھا آرلنگ ـــــ پورا حرام زادہ تھا وہ۔ ایک روز اس نے مجھ پر رعب جھاڑنے کی کوشش کی۔ بھلا اب لارڈ آرلین

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کا اکلوتا بیٹا ان دو ٹکے کے آدمیوں کا رعب تسلیم کرے تو لعنت ہے ایسی لارڈشپ پر ـــــ میں نے اس کی وہ ٹھکائی کی کہ چھ مہینے ہسپتال میں پٹیاں بندھوائے پڑا رہا ـــــ مجھے بس اتنی سزا ملی کہ سی۔ آئی۔ اے سے نکال دیا گیا ـــــ میں نے بھی اس پر لعنت بھیجی اور یہاں آرلین میں اپنی آبائی جائیداد پر آ گیا ـــــ تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ یہ قصبہ اور اس کے ارد گرد کا سارا علاقہ ہماری جاگیر میں شامل تھا ـــــ اب علاقہ وغیرہ تو رہا نہیں۔ سب بک بکا کر فارغ ہو گیا۔ البتہ آرکسٹرا بار خوب چل رہا ہے" ـــــ ڈلیسی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آرکسٹرا سے ڈالر تو نہیں نکلتے ـــــ میوزک ہی نکلتا ہوگا۔ لیکن یہ ٹھاٹ باٹ تو ایسے ہیں کہ جیسے آرکسٹرا سے میوزک کی بجائے ڈالر نکلتے ہوں" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ڈلیسی ہنس پڑا۔

"اب تم سے کیا چھپانا عمران! ـــــ دراصل جاگیر کی بقایا اراضی بیچ بیچ کر کھائے جا رہا ہوں ـــــ ظاہر ہے بار سے اتنی آمدنی تو نہیں ہو سکتی ـــــ بہرحال ابھی یہ زمین میری زندگی تک تو ختم نہیں ہو سکتی۔ مرنے کے بعد میری بلا سے ـــــ کیا ہوتا ہے کیا نہیں ـــــ ابھی تو عیش کر لی جائے" ـــــ ڈلیسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا ـــــ یعنی اصلی جاگیردار بن رہے ہو" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے بتایا نہیں کہ تم یہاں آئے کیسے ـــــ اور پھر میرا پتہ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا" ـــــ ڈلیسی نے کہا۔

"بس گھومتے پھرتے یہاں پہنچ گئے ـــــ اور پھر میں نے تمہیں

کار میں جاتے دیکھا تو پہچان لیا" ـــــ عمران نے ٹالنے کے سے انداز میں کہا۔

" ہوں! ـــــ تو تم اب مجھ سے چھپا رہے ہو ـــــ مجھے معلوم ہے کہ تم پاکیشیا میں سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو ـــــ اور جب میں سی۔ آئی۔ اے میں تھا تو وہاں تمہارے نام کا ڈنکا بجتا تھا۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم جیسا آدمی صرف گھومنے پھرنے اتنی دُور نہیں آسکتا ـــــ اصل بات بتاؤ" ـــــ ڈلیسی نے میز پر مکہ مارتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

" یار! ـــــ کھانا تو کھا لینے دو ـــــ تم نے تو ابھی سے مکے مار مار کر ڈرانا شروع کر دیا ہے" ـــــ عمران نے کہا اور ڈلیسی ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اسی لمحے ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

" کھانا لگ گیا ہے باس" ـــــ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اچھا بھئی آؤ ـــــ واقعی پہلے کھانا پھر باتیں" ـــــ ڈلیسی نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

" وہ آملیٹ" ـــــ عمران نے یوں چونک کر کہا جیسے اگر اُسے آملیٹ کھانے کو نہ ملا تو وہ کھانا کھانے سے بھی انکار کر دے گا۔

" تم ڈائننگ ٹیبل پر تو چلو ـــــ آملیٹ بھی بنا لاتا ہوں" ـــــ ڈلیسی نے ہنستے ہوئے کہا اور وہ ان سب کو لئے ایک اور کمرے میں آ گیا۔ یہاں واقعی ایک لمبی چوڑی ڈائننگ ٹیبل موجود تھی جس پر کھانا لگا ہوا تھا۔

" تم بیٹھ کر کھانا کھاؤ ـــــ میں آملیٹ بنا کر لاتا ہوں" ـــــ ڈلیسی نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" سنو! ـــــ مجھے اب بھی شک ہے کہ ڈلیسی کا تعلق سی۔ آئی۔ اے سے ہو سکتا ہے ـــــ اس لئے میں اس سے گول مول سی بات کروں گا ـــــ تم لوگوں نے کوئی مداخلت نہیں کرنی" ـــــ عمران نے ڈلیسی کے جاتے ہی سرگوشیانہ لہجے میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے۔ وہ اب سمجھ گئے تھے کہ عمران آملیٹ کے بہانے ڈلیسی کو وہاں سے بھیجنا چاہتا تھا۔

اور پھر ابھی انہوں نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ڈلیسی واپس اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی ٹرے تھی۔ جس میں کافی بڑا آملیٹ موجود تھا۔

" میں نے علیحدہ علیحدہ بنانے کی بجائے سب کے لئے اکٹھا ہی بنا ڈالا ہے" ـــــ ڈلیسی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے چھُری سے آملیٹ کے ٹکڑے کئے اور سب کے سامنے پلیٹوں میں ایک ایک ٹکڑا رکھ کر وہ ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" ڈلیسی! ـــــ کسی بلیک ایجنٹ کو جانتے ہو" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

" بلیک ایجنٹ! ـــــ اوہ نہیں! ـــــ بلیک ایجنٹ تو بڑے ٹاپ کے آدمی ہوتے ہیں ـــــ میں نے سُنا ہوا ہے کہ ایکریمیا میں ایسے جاسوس ہیں جنہیں بلیک ایجنٹ کہا جاتا ہے ـــــ اور وہ انتہائی اہم مشنز پر کام کرتے ہیں ـــــ کیوں! ـــــ تم کیوں پوچھ رہے ہو" ـــــ ڈلیسی نے حیرت بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے پوچھا۔

"لیکن وہ تو بتا رہا تھا کہ میرا تعلق سی۔ آئی۔ اے سے ہے اور میں سی۔ آئی۔ اے کا بلیک ایجنٹ ہوں" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سی۔ آئی۔ اے میں بلیک ایجنٹ نام کا کوئی عہدہ اس وقت تو نہیں تھا ـــــ جب میں سی۔ آئی۔ اے میں تھا ـــــ اب بن گیا ہو تو میں کہہ نہیں سکتا" ـــــ ڈیلسی نے جواب دیا اور عمران کے چہرے پر اطمینان کے آثار اُبھر آئے۔ اس کا شک شائد دُور ہو گیا تھا کہ ڈیلسی کا تعلق اب بھی سی۔ آئی۔ اے سے ہے۔ کیونکہ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ سچ ہے۔

"سنو ڈیلسی! ـــــ صحرائے تاپتی میں حکومت کی ایک اہم اور خفیہ دفاعی لیبارٹری ہے ـــــ کیا تمہیں معلوم ہے" ـــــ عمران نے یکلخت انتہائی سنجیدہ ہو کر کہا۔

"خفیہ لیبارٹری ـــــ اور صحرائے تاپتی میں ـــــ پاگل ہو گئے ہو۔ مجھے یہاں رہتے ہوئے دس سال گذر گئے ہیں اور آرلین قصبہ صحرائے تاپتی کے بالکل کنارے پر ہے ـــــ اس لئے مجھ سے زیادہ اس صحرا کو کون جان سکتا ہے ـــــ وہاں کسی لیبارٹری کے ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا ـــــ ہاں البتہ وہاں موسمیاتی ریسرچ سنٹر ضرور ہے ـــــ لیکن وہاں تک کوئی آدمی نہیں پہنچ سکتا۔ اس قدر خوفناک طوفان مسلسل صحرائے تاپتی میں چلتے رہتے ہیں کہ آدمی ریزہ ریزہ ہو کر رہ جاتا ہے ـــــ اس سنٹر تک بھی مخصوص ہیلی کاپٹروں کے ذریعے آمد و رفت ہوتی ہے" ـــــ ڈیلسی نے ہونٹ چباتے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوئے جواب دیا۔

"یہ طوفان کب سے شروع ہوئے ہیں" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"کب سے شروع ہوتے ہیں ـــــ ہاں! ـــــ ٹھیک ہے مجھے یاد آگیا ـــــ واقعی پہلے یہاں اس قدر طوفانی ہوائیں نہ چلتی تھیں ـــــ پھر اچانک چلنے لگیں ـــــ میرے خیال میں چودہ پندرہ سال تو ہو ہی گئے ہوں گے ـــــ لیکن محکمہ موسمیات والوں نے اس تبدیلی کا پتہ معلوم کرنے کے لئے ہی تو یہاں سنٹر بنایا ہے" ـــــ ڈیلسی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہوں! ـــــ اچھا یہ بتاؤ کہ اس سنٹر تک جانے کا کوئی راستہ ہے۔ کوئی ذریعہ ـــــ سوچ کر جواب دینا ـــــ تمہارے جواب پر سارے کھیل کا دارومدار ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ـــــ البتہ ڈریگن سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ایک بار میں نے سنا تھا کہ اس نے صحرائے تاپتی میں منشیات سٹور کرنے کا اڈا بنایا ہوا ہے ـــــ اس وقت تو مجھے یقین نہ آیا تھا اور اس وقت تو کیا ـــــ یقین تو مجھے اب بھی نہیں ہے۔ لیکن تم کہتے ہو تو پوچھ لیتا ہوں ـــــ ہو سکتا ہے کوئی چکر ہو" ـــــ ڈیلسی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ ڈریگن کون ہے" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں کا ایک مشہور غنڈہ اور سمگلر ہے ـــــ ڈریگن بار کا مالک ہے ـــــ خاصا بڑا گروپ ہے اس کا ـــــ لیکن میرے اس سے بڑے اچھے تعلقات ہیں ـــــ کیونکہ کسی زمانے میں وہ میرے باپ

کے پاس ملازم رہا ہے اور بقول اس کے اس نے مجھے گود میں کھلایا ہوا ہے" ——— ڈلیسی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر تو وہ بوڑھا آدمی ہوگا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اتنا بوڑھا بھی نہیں ——— بہرحال عمر خاصی ہے۔ لیکن جسمانی اور ذہنی طور پر بے حد چاق و چوبند آدمی ہے" ——— ڈلیسی نے کہا۔

"کیا تم اُسے یہیں بلوا سکتے ہو ——— مجھے اپنا مہمان بتا دینا۔ میں دراصل بالمشافہ بات کرنا چاہتا ہوں" ——— عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں اُسے یہیں بلوا لیتا ہوں" ——— ڈلیسی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر کھانا ختم کرنے کے بعد عمران کے کہنے پر ڈلیسی نے باقی ممبرز کو آرام کرنے کے لئے بیڈ رومز کھلوا دیئے اور خود وہ عمران کے ساتھ واپس ڈرائینگ روم میں آ گیا۔

"اُسے یہاں بلوانے کی بجائے وہیں اس کے دفتر کیوں نہ چلیں"۔ اچانک عمران نے کہا۔

"جیسے تمہاری مرضی ——— لیکن تم نے بتایا نہیں کہ تم دراصل چاہتے کیا ہو" ——— ڈلیسی نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس ایک نقشہ ہے خزانے کا ——— اور یہ خزانہ صحرائے تاہیتی میں ہے" ——— عمران نے جواب دیا اور ڈلیسی نے مڑ کر پہلے تو غور سے عمران کی طرف دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لے کر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہنس پڑا۔

"تم نہیں بتانا چاہتے ——— ٹھیک ہے ——— اگر اس میں تمہارا فائدہ ہے تو میں اب اصرار نہیں کروں گا ——— مجھے تو صرف تمہاری دوستی عزیز ہے" ——— ڈلیسی نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو ——— خزانے میں سے تمہیں حصہ ضرور دوں گا اور یہ حصہ اتنا ہوگا کہ تم اپنے والد سے بھی بڑے جاگیردار بن جاؤ گے ——— پھر تمہیں میوزک بجا کر شراب نہ بیچنی پڑے گی" ——— عمران نے کہا اور ڈلیسی ہنستا ہوا آگے بڑھ گیا۔

صفدر اس رالسن کی باتوں سے یہ تو سمجھ گیا تھا کہ انکل جام اور ڈریگن کے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہے اور انکل جام نے اس سے جھوٹ بولا تھا کہ ڈریگن اس کا چھوٹا بھائی ہے۔ اس لحاظ سے تو انکل جام کی بتائی ہوئی ساری باتیں بھی غلط ہو سکتی تھیں اور ہو سکتا ہے کہ اس نے بڑے نوٹ دیکھ کر اپنے طور پر یہ کہانی تیار کر لی ہو۔ لیکن اب آرلین آنے کے بعد اس نے یہی سوچا کہ وہ ڈریگن سے بات کر ہی لے۔ وہ ویٹر باھٹی کے میک اپ میں تھا اور رالسن کے مطابق ڈریگن اور باھٹی میں نہ صرف دوستانہ تعلقات تھے بلکہ وہ دونوں شریک کار بھی تھے۔ اس لئے صفدر کے مطابق ڈریگن کو اگر ذرا سا چکر دیا جائے تو وہ آسانی سے کھل بھی سکتا ہے۔

چند لمحوں بعد وہ ڈریگن بار میں داخل ہو چکا تھا۔ وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگا۔

"اوہ باھٹی تم ۔۔۔ خیریت! بغیر اطلاع دیئے" ۔۔۔ کاؤنٹر پر کھڑے ایک گنجے سے آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ ڈریگن سے ایک انتہائی اہم بات کرنی تھی اس لئے مجھے اچانک آنا پڑا" ۔۔۔ صفدر نے باھٹی کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا! ۔۔۔ باس اوپر دفتر میں ہے ۔۔۔ میں اسے تمہاری آمد کی اطلاع دے دیتا ہوں" ۔۔۔ گنجے کاؤنٹر مین نے کہا اور کاؤنٹر پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

صفدر اطمینان سے چلتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر بھی ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ صفدر نے اسے ہاتھ سے دبایا تو وہ کھلتا چلا گیا۔

"آؤ باھٹی! ۔۔۔ اس طرح اچانک تمہاری آمد کیسے ہوئی" ۔۔۔ بڑے سے کمرے میں بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے بالوں کے رنگ سے ہی اس کے ادھیڑ عمر ہونے کا پتہ چلتا تھا۔ ورنہ صحت کے لحاظ سے تو وہ جوانوں سے بھی زیادہ صحت مند تھا اس کی تیز نظریں صفدر پر جمی ہوئی تھیں۔

"ایک ضروری اور اہم بات کرنی تھی ڈریگن" ۔۔۔ صفدر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور آگے بڑھ کر میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے ۔۔۔ آج تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی پراسرار بن رہے ہو" ۔۔۔ ڈریگن کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"بات ہی ایسی ہے ـــــ تمہارے صحرائے تاپتی والے اڈے کا حکومت کو علم ہوگیا ہے" ـــــ صفدر نے اندھیرے میں تیر چلاتے ہوئے کہا۔

"کیا ـــ کیا کہہ رہے ہو ـــ کون سے اڈے کا" ـــــ؟ ڈریگن اس طرح بوکھلا کر اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

"صحرائے تاپتی والے اڈے کا ـــــ جہاں تم منشیات سٹور کرتے ہو ـــ اور جس کا خفیہ راستہ یہیں سے جاتا ہے" ـــــ صفدر نے اس بار تیز لہجے میں کہا۔ کیونکہ ڈریگن کا ردعمل بتا رہا تھا کہ انکل جام کی کم از کم یہ بات درست تھی۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا ـــ مجھے بتاؤ کیسے معلوم ہوا" ـــــ؟ ڈریگن نے چیختے ہوئے کہا اور اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر صفدر کا گریبان پکڑ کر اسے ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔

"ارے تم تو پاگل ہو گئے ہو" ـــــ صفدر نے ایک جھٹکے سے اپنا گریبان چھڑاتے ہوئے کہا۔

"پاگل تو ہونا ہی ہے ـــــ تم اس اڈے کی بات کر رہے ہو جس کے وجود کو میں نے ہمیشہ اپنے سے بھی چھپایا ہے" ـــــ ڈریگن نے اس بری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا کہ اس کے ہونٹ پر خون کے قطرے چمکنے لگے۔

"سنو ـــ ہوٹل میں ایک آدمی آکر ٹھہرا تھا ـــــ مجھے اس پر شک پڑا کہ وہ کوئی خفیہ سرکاری آدمی ہے ـــــ میں نے سوچا کہ شائد وہ ہمارے کاروبار کی مخبری کے لئے آیا ہے۔ چنانچہ میں نے اسے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بیہوش کر کے اس کی تلاشی لی تو مجھے اس کی جیب سے ایک ایسا کاغذ ملا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ حکومت نے اسے اس اڈے کے متعلق تفصیلات معلوم کرنے کے لئے بھیجا ہے جو صحرائے تاپتی میں ہے اور جس کا راستہ ڈریگن بار سے جاتا ہے ـــــ ابھی میں کاغذ دیکھ ہی رہا تھا کہ وہ آدمی اچانک ہوش میں آکر مجھ پر جھپٹ پڑا ـــ مگر میں نے اس پر قابو پا لیا اور پھر میں نے اس سے پوچھ گچھ شروع کر دی مجھے حیرت اس بات پر تھی کہ اس آدمی کو تاپتی آنے کی کیا ضرورت تھی ـــــ اگر اسے تفصیلات معلوم کرنی تھیں تو یہ آر لین جاتا۔ اور پھر پوچھ گچھ پر بڑی مشکل سے اس نے بتایا کہ وہ یہاں ہوٹل میں اس لئے آیا ہے کہ اسے پتہ چلا ہے کہ یہاں ایک ویٹر ایسا ہے جو ڈریگن کا شریک کار ہے ـــــ اور اس آدمی نے یہ پلان بنایا تھا کہ اس ویٹر کو پکڑ کر اس کا خاتمہ کر کے اس کی جگہ سرکاری آدمی ڈریگن کے پاس بھیجا جائے تاکہ ڈریگن سے اس اڈے کا صحیح پتہ چلایا جا سکے ـــــ کیونکہ انہیں اطلاع ملی تھی کہ ڈریگن بے حد سخت آدمی ہے اس پر تشدد بے کار ہے ـــــ اور جب تک ڈریگن نہ چاہے اس سے پتہ معلوم نہیں کیا جا سکتا ـــــ اور جب تک ڈریگن پتہ نہ بتائے اس اڈے کو کسی صورت بھی تلاش نہیں کیا جا سکتا" ـــــ صفدر نے کہا۔

"پھر وہ آدمی کہاں ہے" ـــــ؟ ڈریگن نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے اور اس کی لاش کو خفیہ طور پر ایک

گٹر میں پھینک دیا ہے جہاں سے وہ کبھی برآمد نہیں ہو گی"۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

" اوہ بہ۔۔۔ وہ کاغذ جس پر یہ ساری تفصیلات درج تھیں کہاں ہے"۔۔۔ ؟ ڈریگن نے پوچھا۔

" میں نے اس کے سارے کاغذات جلا دیئے ہیں۔۔۔ ایسا کاغذ رکھنا خطرناک ہو سکتا تھا۔۔۔ بہرحال وہ سرکاری آدمی تھا۔۔۔ اگر سی آئی اے کو ذرا بھی شک پڑ گیا تو وہ ہمیں تہس نہس کر دیں گے"۔ صفدر نے جواب دیا۔

" ہوں!۔۔۔ اور پھر تم بس پر بیٹھ کر یہاں آ گئے تا کہ مجھے تفصیلات بتا سکو"۔۔۔ ڈریگن نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کا لہجہ سن کر صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم تو مجھ پر اس طرح بگڑ رہے ہو۔۔۔ جیسے میں نے یہ سب کچھ کر کے غلطی کی ہے"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اپنے لئے غلطی کی ہے باٹھی تم نے۔۔۔ میرے لئے نہیں۔ میں اس راز میں کسی دوسرے کی شرکت گوارا نہیں کر سکتا۔۔۔ اور چونکہ تمہیں اس راز کا علم ہو گیا ہے اس لئے تم بھی چھٹی کرو"۔۔۔ ڈریگن نے کہا اور تیزی سے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

" تمہارا دماغ یقیناً خراب ہو گیا ہے ڈریگن"۔۔۔ صفدر نے انتہائی تیز لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

لیکن ڈریگن نے کوئی جواب دینے کی بجائے یکلخت ٹریگر دبا دیا۔ ایک زوردار دھماکے سے گولی چلی۔ لیکن صفدر بجلی کی سی تیزی سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نہ صرف اچھل کر ایک طرف ہٹا بلکہ اس نے اچھلتے ہوئے یکلخت گھوم کر زوردار ٹانگ ڈریگن کے اس ہاتھ پر ماری جس میں ریوالور تھا اور ڈریگن کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔ اب صفدر کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

" تو تم مجھے ہی قتل کرنے پر تل گئے۔۔۔ ٹھیک ہے۔ پہلا وار تم نے کیا ہے۔۔۔ اس لئے اب جواب بھی لے لو"۔۔۔ صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" ٹھہرو!۔۔۔ رک جاؤ۔۔۔ میں واقعی پاگل ہو گیا تھا۔۔۔ یہ انکشاف ہی ایسا ہے جس نے مجھے پاگل کر دیا تھا۔۔۔ آئی ایم سوری"۔۔۔ ڈریگن نے یکلخت دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا اور صفدر نے مسکراتے ہوئے ریوالور واپس جیب میں ڈال لیا۔

" تمہارا شکریہ باٹھی!۔۔۔ اب میں یہ اڈا ختم کر دوں گا۔ اس کے سوا اب اور کوئی صورت نہیں"۔۔۔ ڈریگن نے بڑے مایوسانہ سے انداز میں واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" اگر تم مجھے اس مال میں حصہ دار بنا لو تو اس اڈے کے خاتمے کی ضرورت نہ پڑے گی"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب!۔۔۔ کیسے ضرورت نہیں پڑے گی۔۔۔ حکومت کو جب اس کی اطلاع مل گئی ہے تو پھر اسے ختم ہی ہونا چاہیئے۔ جب ان کا آدمی غائب ہو گا تو وہ لازماً براہ راست ریڈ کریں گے"۔۔۔ ڈریگن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" حکومت کو اس کی اطلاع نہیں ہے ڈریگن!۔۔۔ یہ ساری کہانی

تو میں نے تمہیں صرف اعتراف کرانے کے لئے گھڑی تھی ـــــ تم خود سوچو کہ حکومت کو جب اڈے کی اطلاع مل گئی ـــــ راستے کے دہانے کا بھی پتہ لگ گیا ـــــ تو پھر اُسے کیا ضرورت تھی تفصیلات معلوم کرنے کی ـــــ وہ براہِ راست اڈے پر قبضہ کر سکتی تھی ـــــ لیکن مجھے تمہاری عادت کا علم ہے۔ تم نے کبھی اعتراف نہ کرنا تھا۔ اس لئے میں نے یہ کہانی گھڑی تھی" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اُسے دراصل اپنی ہی کہانی کے کھوکھلا پن کا خود ہی احساس ہو گیا تھا۔ کیونکہ واقعی حکومت کو جب اڈے کی اطلاع مل گئی تو پھر اُسے کیا ضرورت تھی کہ وہ ایجنٹ بھیج کر تفصیلات جمع کرتی۔ وہ تو پوری قوت سے ڈریگن بار پر حملہ کر دیتی۔ اور پھر راستہ اور اڈا دونوں اس کے سامنے ہوتے۔ اس لئے اس نے بگڑی ہوئی بات کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس راز کا کیسے علم ہوا" ـــــ؟ ڈریگن کا لہجہ اب بھی کاٹ کھانے والا تھا۔

"انکل جام سے ـــــ اور تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ انکل جام ایک ایکسیڈنٹ میں مر گیا ہے ـــــ میں نے اس پر ایک زبردست احسان کیا ہوا تھا اس لئے اس نے مجھے یہ اطلاع دی ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"ہونہہ! ـــــ تو آخر کار جام بول ہی پڑا ـــــ مجھے ہمیشہ یہی خدشہ تھا ـــــ لیکن میں اپنے ہاتھوں سے اپنے بڑے بھائی کا خاتمہ نہ کرنا چاہتا تھا" ـــــ ڈریگن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"کیا مطلب! ـــــ کیا انکل جام تمہارا بھائی تھا ـــــ لیکن تم نے تو آج تک نہیں بتایا ـــــ یہاں کسی کو بھی نہیں معلوم" ـــــ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ وہ میرا بڑا بھائی تھا اور اپنے زمانے کا بہترین انجنیئر تھا ـــــ اُسے کثرت شراب نوشی اور منشیات لے ڈوبیں اس لئے میں نے اس سے بظاہر تو تعلق ختم کر دیا تھا ـــــ لیکن میں اس کی امداد کرتا رہتا تھا" ـــــ بہرحال اب وہ مر گیا ہے تو اب آئندہ وہ یہ راز کسی کو نہ بتائے گا ـــــ اب یہ راز ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گیا ہے" ـــــ ڈریگن نے بڑے سرد لہجے میں کہا اور اس کا فقرہ سنتے ہی صفدر سمجھ گیا کہ وہ اب اسے ختم کرنے کا حتمی فیصلہ کر چکا ہے۔

"سنو! ـــــ میں تمہیں ایک آفر کرتا ہوں" ـــــ صفدر نے کہا اور بڑی آہستگی سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم ـــــ اور آفر کرو گے" ـــــ ڈریگن نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے تیزی سے ٹریگر پر موجود انگلی کو حرکت دی۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ لیکن صفدر پہلے سے ہی اس کے لئے تیار تھا۔ اس لئے وہ بجلی کی سی تیزی سے نیچے غوطہ کھا گیا اور گولی اس کے سر کے اُوپر سے نکل کر دیوار سے جا ٹکرائی۔ لیکن غوطہ کھاتے ہی اس نے کسی لڑاکے مینڈھے کی طرح اچھل کر ڈریگن کے سینے پر زوردار ٹکر ماری اور ڈریگن جو دوسری گولی چلانے کے لئے ہاتھ کو جھٹکا ہی رہا تھا بُری طرح چیختا ہوا پُشت کے بل اپنی کرسی پر گرا اور پھر کرسی سمیت ایک زوردار دھماکے سے نیچے فرش پر جا گرا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک

طرف جا گرا تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا، صفدر ریوالور اٹھا چکا تھا

"میں نے کوشش کی تھی کہ تمہیں اپنی آفر دوں ڈریگن! ۔۔۔۔ لیکن تم نے حماقت کی" ۔۔۔۔ صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔ اور ڈریگن جو اب اٹھ کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا حیرت سے آنکھیں پھاڑے صفدر کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے صفدر کے سر پر سینگ اگ آئے ہوں۔

"تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم باہٹی نہیں ہو سکتے ۔۔۔۔ وہ اتنا پھرتیلا نہیں تھا" ۔۔۔۔ ڈریگن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تم نے سوچا کہ آسانی سے وہ تمہاری گولی کا شکار ہو جائے گا ۔۔۔۔ بہرحال میں جو بھی ہوں ۔۔۔۔ تمہیں اب اس سے مطلب نہیں ہونا چاہئے ۔۔۔۔ تم مجھے اس اڈے پر لے چلو ۔۔۔۔ ورنہ ایک لمحے میں تمہاری کھوپڑی میں کئی روشندان کھول دوں گا" ۔۔۔۔ صفدر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم کون ہو ۔۔۔ پہلے مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو" ۔۔۔؟ ڈریگن نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو ڈریگن! ۔۔۔ تمہارا مقصد دولت کمانا ہے ۔۔۔ اور میں تمہیں آخری بار ایک بڑی آفر کر رہا ہوں ۔۔۔۔ ورنہ تمہاری موت کے بعد میں وہ اڈا خود ہی ڈھونڈ لوں گا ۔۔۔۔ لیکن مرنے کے بعد تمہیں نہ ہی وہ اڈا فائدہ پہنچا سکے گا ۔۔۔ اور نہ اس میں موجود مال ۔۔۔۔ جبکہ زندہ رہنے کی صورت میں تم سب فائدے اٹھا سکتے ہو" ۔۔۔۔ صفدر نے کسی خیال کے تحت کہا۔

"کیسی آفر" ۔۔۔۔؟ ڈریگن نے پوچھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"میرا مقصد تمہارے اڈے سے مال لینا نہیں ہے ۔۔۔۔ اور نہ مجھے اس سے کوئی دلچسپی ہے ۔۔۔۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ میں کسی طرح صحرائے تاپتی میں کسی کی نظروں میں آئے بغیر داخل ہو جاؤں۔ تمہارے اڈے سے لازماً راستہ باہر کو نکلتا ہو گا ۔۔۔۔ اس لئے اگر تم مجھے اس اڈے سے صحرائے تاپتی میں داخل کر دو ۔۔۔۔ تو میں تمہیں دس ہزار ڈالر دے سکتا ہوں ۔۔۔۔ اور سن لو کہ یہ تمہارے لئے آخری چانس ہے ۔۔۔۔ قطعی آخری ۔۔۔۔ جواب ہاں یا نہ میں دو" ۔۔۔۔ صفدر کا لہجہ انتہائی سخت تھا۔

"لیکن صحرائے تاپتی میں تو خوفناک طوفان مسلسل چلتے رہتے ہیں۔ وہ تو تمہیں ایک لمحے میں ریزہ ریزہ کر دیں گے ۔۔۔۔ اور پھر تم وہاں جانا کیوں چاہتے ہو" ۔۔۔۔ ڈریگن کی آنکھیں اس بار حیرت سے کانوں تک پھیل گئی تھیں۔

"میں وہاں موجود موسمیاتی ریسرچ سنٹر تک جانا چاہتا ہوں۔ وہاں سے مجھے ایک راز حاصل کرنا ہے" ۔۔۔۔ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"موسمیاتی راز ۔۔۔۔ ہونہہ! تم مجھے احمق سمجھتے ہو مسٹر ۔۔۔۔ ایسی بات نہیں ۔۔۔۔ میں نے یہاں زندگی گزاری ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اس صحرا میں ایک اہم ترین دفاعی لیبارٹری زیر زمین موجود ہے تم یقیناً اس لیبارٹری سے کوئی راز حاصل کرنا چاہتے ہو گے اگر ایسی بات ہے تو مجھے کھل کر بتاؤ ۔۔۔۔ میں تمہیں اس لیبارٹری کے اندر بھی داخل کر سکتا ہوں" ۔۔۔۔ ڈریگن نے سر ہلاتے ہوئے

جواب دیا۔

"چلو ایسے ہی سمجھ لو"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"تو پھر مجھے کم از کم دس لاکھ ڈالرز کی آفر کرو۔۔۔ اور نقد ادا کرو تو میں تمہیں نہ صرف صحرائے تاپتی میں داخل کر سکتا ہوں۔۔۔ بلکہ اس لیبارٹری کے دروازے تک پہنچا سکتا ہوں۔۔۔ آگے تمہاری اپنی قسمت"۔۔۔ ڈریگن نے کہا۔

"دس لاکھ ڈالر بھی مل سکتے ہیں۔۔۔ لیکن پہلے میری تسلی کر دو کہ تم واقعی ایسا کر سکتے ہو"۔۔۔ صفدر نے جواب دیا اور دس لاکھ ڈالرز کا سن کر ڈریگن کی آنکھوں میں یکلخت تیز چمک ابھر آئی۔

"ریوالور رکھ دو۔۔۔ اور میرے ساتھ آؤ۔۔۔ میں تمہاری تسلی کرا دیتا ہوں"۔۔۔ ڈریگن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے چلو۔۔۔ لیکن دیکھو اگر میں نے محسوس کیا کہ تم کوئی غلط حرکت کرنا چاہتے ہو تو دوسرا لمحہ تم پر موت بن کر جھپٹ پڑے گا"۔ صفدر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔۔۔ تم جیسا آدمی جو کہ تن تنہا اس قدر خفیہ لیبارٹری میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہو۔۔۔ کوئی عام مجرم یا آدمی نہیں ہو سکتا تم یقیناً کسی ملک کے ٹاپ ایجنٹ ہو۔۔۔ اور ایسے آدمیوں کے لئے کسی کو قتل کر دینا کوئی مشکل بات نہیں۔۔۔ اس لئے تم قطعاً بے فکر رہو۔ میں تمہارے ساتھ پورا تعاون کروں گا۔۔۔ مجھے صرف دولت سے دلچسپی ہے۔۔۔ کسی لیبارٹری سے کوئی دلچسپی نہیں"۔ ڈریگن نے کہا اور صفدر نے محسوس کیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے تو اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریوالور جیب میں رکھ لیا۔

ڈریگن اسے ہمراہ لئے ایک خفیہ دروازے سے نیچے تہہ خانے میں لے آیا۔ یہاں ایک میز کی دراز کھول کر اس نے اس کے ایک خفیہ خانے سے ایک چھوٹا سا کاغذ باہر نکالا۔ یہ کاغذ تہہ شدہ تھا۔

"لو اسے پڑھ لو"۔۔۔ ڈریگن نے کاغذ صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور صفدر نے اس کے ہاتھ سے کاغذ لے کر اسے کھولا۔ یہ کوئی بہت پرانا نقشہ تھا صحرائے تاپتی کا۔

"یہاں وہ موسمیاتی ریسرچ سنٹر ہے انڈر گراؤنڈ۔۔۔ اور یہاں وہ لیبارٹری ہے۔۔۔ تمہیں شاید یقین نہ آئے۔ لیکن اس لیبارٹری کا دروازہ اسی موسمیاتی سنٹر میں سے جاتا ہے اور کوئی دروازہ نہیں ہے۔ اور موسمیاتی ریسرچ سنٹر کے قریب ہی یہ میرا خفیہ اڈا ہے۔۔۔ اگر اڈے سے سرنگ لگائی جائے تو ہم آسانی سے نیچے ہی نیچے ان طوفانی ہواؤں سے بچ کر موسمیاتی سنٹر کے اس حصے میں داخل ہو سکتے ہیں۔۔۔ جہاں سے لیبارٹری کا راستہ نزدیک ہے۔۔۔ اور سرنگ کھودنے کا جدید ترین سامان میرے اڈے میں پڑا ہے اس لئے کہ میں نے یہاں جو اپنی رہائش گاہ بنوائی ہے اس میں سے سرنگ اس اڈے تک نکلوانے کے لئے سامان خریدا تھا"۔۔۔ ڈریگن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ پہلے مجھے وہ سامان دکھاؤ۔۔۔ پھر میں تمہیں دس لاکھ ڈالرز کا بینک گارنٹیڈ بیئرر چیک دے دیتا ہوں"۔۔۔ صفدر نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ گڈ۔۔۔ ویری گڈ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ"۔۔۔ ڈریگن نے

مسرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔ دس لاکھ ڈالرز کی بھاری رقم اُسے اپنی ہوتی نظر آ رہی تھی۔

اور پھر وہ صفدر کو ہمراہ لیے اس تہہ خانے کے عقبی راستے سے نکل کر ایک اور کمرے میں آیا۔ یہ سٹور روم تھا۔ اس میں کاٹھ کباڑ بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف ایک بڑی سی پیٹی پڑی ہوئی تھی۔ ڈریگن نے اُسے کھولا تو اس کے اندر چار فٹ قطر کی سرنگ بنانے کی ایک جدید ترین مشین موجود تھی۔ صفدر مطمئن ہو گیا۔

"لاؤ اب چیک میرے حوالے کرو —— تاکہ ہم مشین اٹھا کر سٹور میں چلیں اور کام شروع کر دیں" —— ڈریگن نے کہا۔

"لیکن یہ مشین تو خاصی وزنی ہے —— اسے یہاں سے سٹور کے راستے تک لے جانے میں تو خاصی دشواری پیش آئے گی" —— صفدر نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"ارے کیسی دشواری مسٹر! —— اوہ تمہارا نام کیا ہے —— میں نے نام تو اب تک پوچھا ہی نہیں" —— ڈریگن نے چونک کر کہا۔

"میرا نام ٹام ہے" —— صفدر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو مسٹر ٹام! —— دشواری کیسی —— راستہ اسی کمرے سے ہے اور تم نے دیکھا ہے کہ مشین کے نیچے چھوٹے چھوٹے پہیے لگے ہوئے ہیں اس لئے دشواری کیسی" —— ڈریگن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا! —— لیکن یہاں تو کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا" —— صفدر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے اس طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی راستہ اس کاٹھ کباڑ سے بھرے ہوئے کمرے میں سے ہی ہو سکتا ہے۔

"تمہیں یقین نہیں آیا —— بس یہی میری کامیابی ہے۔ کسی کو بھی یقین نہیں آ سکتا —— وہ دیوار دیکھ رہے ہو جس میں پرانی اور ٹوٹی ہوئی الماری ہے۔ بس یوں سمجھ لو کہ یہی راستہ ہے —— لیکن اس کا میکنزم اس قدر پیچیدہ ہے کہ میرے علاوہ اور کوئی اسے آپریٹ نہیں کر سکتا —— چاہے وہ ساری عمر ٹکریں مارتا رہے" —— ڈریگن نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"ٹکریں مارنے کی کیا ضرورت ہے —— ایک بم ہی کافی ہے۔ اچھا اب تم چھٹی کرو" —— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈریگن اس کے فقرے کا مطلب سمجھتا، کمرے میں دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ڈریگن کے حلق سے خوفناک چیخ نکلی اور وہ اُلٹ کر نیچے کاٹھ کباڑ پر گرا۔ اور زیادہ سے زیادہ ایک لمحہ تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ گولی ٹھیک اس کی پیشانی پر پڑی تھی۔

"میں تمہیں پیچھے چھوڑ کر اپنی موت نہیں خرید سکتا تھا —— تم مزید دولت کے لالچ میں حکومت کو بھی اطلاع کر سکتے تھے" —— صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ آگے بڑھا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا کیپسول نما بم نکالا اور پھر اس کے ایک سرے کو دانتوں سے چبا کر اس نے اُسے اس دیوار کی

طرف اچھال دیا جس میں وہ پرانی سی الماری موجود تھی۔ بم چھوٹی طاقت کا تھا اس لئے ہلکا سا دھماکہ ہوا اور کمرہ گرد و غبار سے بھر گیا۔

چند لمحوں بعد جب گرد و غبار چھٹا تو جس جگہ الماری تھی وہاں خاصا بڑا سوراخ بن گیا تھا جس کی دوسری طرف ایک بہت چوڑی اور بڑی قدیم سرنگ جاتی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

صفدر تیزی سے اس پیٹی کی طرف لپکا جس میں سرنگ بنانے والی مشین تھی۔ اس نے پیٹی سے وہ مشین نکالی اور پھر اسے پہیوں کی مدد سے دھکیلتا ہوا اس سرنگ کی طرف بڑھ گیا۔ سرنگ خاصی طویل تھی۔ لیکن اس میں تازہ ہوا کے لئے سوراخ بنے ہوئے تھے اس لئے صفدر کو سرنگ میں سے گذرتے ہوئے کوئی پریشانی نہ ہوئی۔

اور پھر سرنگ کے اختتام پر وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گیا۔ یہاں ہر طرف منشیات کے بڑے بڑے ڈرم موجود تھے۔ خاصا بڑا ذخیرہ تھا منشیات کا۔

صفدر نے جیب سے وہی پرانا نقشہ نکالا اور اسے وہاں فرش پر پھیلا کر اس نے وہ جگہ تلاش کرنی شروع کر دی جہاں سے وہ سرنگ لگا کر اس خاص جگہ پہنچ سکتا تھا۔ جہاں سے لیبارٹری کا راستہ تھا۔ لیبارٹری کا اصل نقشہ اس کے ذہن میں موجود تھا۔ لیکن اس میں یہ نشاندہی موجود نہ تھی کہ لیبارٹری کا راستہ اس موسیقی سنٹر سے جاتا ہے یہ بات ڈریگن سے اسے معلوم ہوئی تھی۔ اور وہ سوچ رہا تھا کہ اگر واقعی اس کا ٹکراؤ ڈریگن سے نہ ہوتا تو پھر وہ صحرا میں چاہے لاکھ ٹکریں مارتا پھرتا۔ لیبارٹری کے اندر داخل نہ ہو سکتا تھا۔ نقشہ دیکھ کر اس نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ایک سپاٹ منتخب کیا۔

نقشے کے مطابق اس اڈے سے موسیقی سنٹر تقریباً آدھا کلومیٹر بنتا تھا۔ صفدر نے مشین کا انجن چیک کیا۔ یہ انجن بیٹری کی مدد سے چلتا تھا۔ صفدر بیٹری پہلے ہی چیک کر چکا تھا وہ مردہ نہ تھی لیکن بیکار پڑے پڑے کمزور ضرور ہو چکی تھی۔ صفدر نے انجن سٹارٹ کرنا شروع کر دیا اور پھر تقریباً پانچ منٹ کی مسلسل کوشش کے بعد انجن سٹارٹ ہو گیا اور اڈے میں خاصا تیز شور برپا ہو گیا تھا۔

صفدر نے مشین کے تیزی سے گھومتے ہوئے بلیڈ ایک دیوار کی جڑ کے ساتھ رکھے اور مشین کو زور دے کر آگے دھکیلنا شروع کر دیا۔ بلیڈوں نے تیزی سے ریت کو کاٹنا شروع کر دیا۔ لیکن صفدر چند ہی لمحوں میں بھوت بن گیا۔ اس نے چشمہ لگایا ہوا تھا اس لئے اس کی آنکھیں گرد سے بچی ہوئی تھیں۔ لیکن ظاہر ہے وہ چہرے اور باقی جسم کو ریت سے نہ بچا سکتا تھا۔ لیکن یہاں ریت کی تہہ بے حد موٹی تھی۔ اس لئے سرنگ بنتی جا رہی تھی۔ ورنہ تو ظاہر ہے نرم ریت میں تو سرنگ بن ہی نہ سکتی تھی۔ صفدر مشین سمیت سرنگ لگاتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ لیکن ابھی اس نے آدھی ہی سرنگ کھودی تھی کہ یکلخت انجن بند ہو گیا اور صفدر بری طرح چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے چشمہ اتارا اور آنکھیں مل کر انجن کے اوپر لگے ہوئے فیول ڈائل کو دیکھنے لگا۔ فیول والی سوئی خالی کے نشان پر پہنچ چکی تھی اور صفدر نے ایک طویل سانس لیا۔ اس سے واقعی حماقت ہو گئی تھی۔ اس نے یہ بات چیک نہ کی تھی کہ مشین میں پٹرول کتنا ہے۔ اب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا کہ وہ

واپس جائے اور پھر پٹرول حاصل کر کے واپس آتے۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ پٹرول حاصل کرنے کے لئے کیا کرے کہ اچانک سرنگ کے دہانے سے اُسے دھمک کی آواز سنائی دی یوں لگا تھا جیسے کوئی دھماکہ ہوا ہو اور دوسرے لمحے زوردار دھماکے سے سرنگ کی چھت یکلخت بیٹھ گئی۔ ریت کی تہہ اس دھماکے کو سہہ نہ سکی۔ اور صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے اوپر ٹنوں کے حساب سے ریت آپڑی ہو۔ وہ منہ کے بل نیچے گرا تھا۔ اس کا سانس بند ہونے لگا لیکن اس نے پوری کوشش کر کے اپنے جسم کو حرکت دینی شروع کر دی۔ جیسے جیسے وہ کوشش کرتا گیا ریت اس کے جسم سے پھسلتی گئی۔ وہ ریت میں دفن ہو جانے کے بعد نکلنے کا مخصوص فن جانتا تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے اپنے جسم کو دائیں بائیں حرکت دے رہا تھا۔ اس طرح ریت تیزی سے سائیڈوں میں گرتی جا رہی تھی اور اس کا جسم خود بخود اونچا ہوتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ یکلخت اچھل کر ریت کی سطح پر آگیا۔ اور اس نے رکا ہوا سانس لیا۔ لیکن اوپر پہنچ کر بھی اُسے کچھ نظر نہ آرہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ریت کے ایک بہت بڑے سمندر کی تہہ میں موجود ہو۔ جہاں تک اُسے نظر آرہا تھا ہر طرف ریت ہی ریت تھی۔ اس کے ساتھ ہی بے پناہ شور بھی تھا۔ چیختی چنگھاڑتی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے لاکھوں کروڑوں بدروحیں مل کر چیخ رہی ہوں۔

صفدر چند لمحے خاموش ریت کے ڈھیر پر پڑا رہا۔ پھر اس نے آہستہ سے حرکت کی اور اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔ پورے جسم کو حرکت کرتے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

محسوس کر کے اُسے بیحد مسرت سی محسوس ہو رہی تھی۔ اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ صحرائے تاپتی کے اندر اس کی سطح پر پہنچ گیا ہے کیونکہ یہ آوازیں انہی طوفانی ہواؤں کی تھیں جن کے متعلق وہ سنتا آرہا تھا۔ لیکن چونکہ اس کی عینک وہیں سرنگ کے اندر ہی رہ گئی تھی اس لئے اُسے آنکھیں کھولنا دشوار ہو رہا تھا ___ وہ بس چندھی چندھی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اور اب تو چندھی آنکھوں میں بھی جیسے کسی نے انگارے سے بھر دیئے ہوں۔ ریت نے شاید انہیں زخمی کر دیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا تھا۔ لیکن اب وہ کر بھی کچھ نہ سکتا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ جیسے ہی وہ اُٹھ کر کھڑا ہوگا ہوائیں اُسے پٹخا کر پھینکیں گی اس لئے اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ ریت کے اوپر ہی گھسٹتا ہوا آگے بڑھے۔ ریت کے ساتھ چمٹے رہنے کی وجہ سے ہواؤں کا پورا زور اس کے جسم پر نہ پڑ رہا تھا۔

ذرا سی حرکت کرنے کے بعد اس نے اپنے جسم کو واقعی سنبھال لیا۔ اب وہ ریت کے ساتھ چمٹا ہوا تھا اور کہنیوں کے بل آگے کی طرف رینگ رہا تھا۔ کیونکہ ایک بار وہ ذرا سا اوپر اٹھا تو اُسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے ہوا اُسے فضا میں اڑانے لگی۔ اس کا جسم ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھنے لگا تھا لیکن اس نے پوری قوت لگا کر اپنے جسم کو دوبارہ ریت سے چمٹا لیا تھا۔ اور اس طرح وہ فضا میں بلند ہونے سے بچ گیا تھا۔

ریت سے چمٹے ہوئے اس نے اپنی آنکھیں بند کیں اور ذہن میں ہی اس پرانے نقشے کو لا کر وہ موسیقاتی سنٹر کا محل وقوع چیک

کرنے لگا۔ تاکہ ریت پر رینگتا ہوا وہ اس تک پہنچ جائے۔

اور پھر ذہنی طور پر آئیڈیا لگا کر اس نے تیزی سے ایک طرف کو رینگنا شروع کر دیا۔ لیکن ہوا کے مسلسل اور زبردست دباؤ سے اپنے آپ کو بچانے کے ساتھ ساتھ مسلسل رینگنے کی وجہ سے اس کے اعصابی دباؤ پر زبردست بوجھ پڑ رہا تھا اس لیئے اس کی رفتار بیحد آہستہ تھی۔ اور وہ اب ہانپنے لگا تھا لیکن اس نے اپنا منہ سختی سے بند کر رکھا تھا تاکہ وہ ریت سے نہ بھر جائے۔

صفدر نے اپنا چہرہ نیچے کی طرف رکھا ہوا تھا اس لئے ناک میں کم ریت جا رہی تھی۔ لیکن جا ضرور رہی تھی اور اسی وجہ سے اُسے اب ناک میں ہلکی ہلکی خارش سی محسوس ہونے لگی تھی۔ اور پھر اچانک اُسے ایک زوردار چھینک آئی اور اس طرح اچانک چھینک آنے کی وجہ سے وہ بے اختیار اوپر کو اچھلا۔ اور پھر اس کا جسم باوجود اس کی زبردست کوشش کے نیچے نہ آسکا۔ اور وہ بُری طرح ہاتھ پیر مارتا ہوا فضا میں اس طرح بلند ہوتا چلا گیا جیسے پانی کے اندر ڈوبتا ہوا آدمی اُلٹے سیدھے ہاتھ مارتا ہے۔

اس نے قلابازی کھا کر اپنے آپ کو سر کے بل نیچے پھینکنا چاہا۔ لیکن خوفناک اور تیز طوفانی ہوائیں اُسے فضا میں اس طرح اٹھائے پھر رہی تھیں جیسے طوفان میں کوئی تنکا اُڑتا پھر رہا ہو۔ صفدر کو چکر آنے لگے اور اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر بھی ریت کی تہہ بیٹھتی جا رہی ہو۔ اور چند لمحوں بعد اس کے تمام احساسات جیسے منجمد سے ہو گئے۔ بس ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا جسم ٹکڑوں میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تبدیل ہو چکا ہو۔ اور ہر ٹکڑا کٹی ہوئی پتنگ کی طرح طوفانی ہواؤں میں ڈولتا پھر رہا ہو۔

اور چند لمحوں تک یہ احساس رہنے کے بعد یکلخت اس کے ذہن پر تاریکی چھا گئی۔ ظاہر ہے یہ موت کی تاریکی تھی۔ کیونکہ صحرائے تاپتی میں مسلسل چلنے والی اس قدر خوفناک طوفانی ہواؤں میں قلابازیاں کھاتا ہوا جسم کب تک سلامت رہ سکتا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جانا اس کا مقدر بن چکا تھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک منفرد اور یادگار ناول

سپر ایجنٹ صفدر

(حصہ دوم)

مصنف:۔ مظہر کلیم ایم اے

- سپر ایجنٹ صفدر کے یادگار اور جان توڑ مقابلوں سے بھرپور ایک ایسی کہانی ـــــ جسے مدتوں یاد رکھا جائے گا۔
- طوفان خیز صحرا ـــــ جس نے صفدر کے جسم کی ساری کھال ادھیڑ دی ـــــ کیا صفدر ہلاک ہو گیا ـــــ؟
- کرنل ٹاڈ۔ بلیک ایجنٹ اور زخمی صفدر کے درمیان ـــــ مارشل آرٹ کا ایسا خوفناک مقابلہ ـــــ جسے دیکھ کر جولیا بھی خوف سے چیخ پڑی۔
- کیا صفدر اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا ـــــ یا ـــــ؟
- صفدر کی حیرت انگیز صلاحیتوں پر مبنی ایک ایسا شاہکار ناول جس کا ایک ایک حرف آپ سے یقیناً خراج تحسین وصول کرے گا۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران سیریز میں ایک انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا دلچسپ ناول

فاؤل پلے

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

- پاکیشیا اور گریٹ لینڈ کے درمیان انتہائی سنسنی خیز کرکٹ میچ کا انعقاد۔ مجرموں کی تنظیم آرگنائزیشن جس نے پاکیشیا ٹیم کو ہرانے کے لئے سازشوں کا جال پھیلا دیا۔ کیوں؟
- پاکیشیا ٹیم کے معروف ترین کھلاڑیوں نے بغیر کسی وجہ کے کھیلنے سے انکار کر دیا
- پاکیشیا ٹیم کے کھلاڑیوں کے اعصاب مفلوج کر دیئے گئے۔ کیسے اور کیوں؟
- پاکیشیا ٹیم کے کپتان نے عین میچ کے موقعہ پر کھیل سے ریٹائر ہونے کی دھمکی دے دی۔ کیا کپتان مجرموں سے مل گیا تھا۔ یا......؟
- عمران اور سیکرٹ سروس کا مشن کیا تھا۔ کیا پاکیشیا ٹیم کے کھلاڑیوں کی جگہ انہوں نے لے لی یا......؟
- بین الاقوامی کھیلوں کے پس منظر میں ہونے والی حیرت انگیز اور سنسنی خیز کارروائی جس سے تماشائی ہمیشہ لاعلم رہتے ہیں۔
- انوکھا پس منظر۔ حیرت انگیز کہانی۔ دلچسپ واقعات ـــــ انتہائی منفرد انداز میں لکھی گئی تحریر ـــــ

ناشران:۔ **یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان**

عمران سیریز

سپر ایجنٹ صفدر

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کرنل ٹاڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے انداز میں میز پر پڑے ہوئے بڑے سے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا اور ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ سی۔ ٹی کالنگ چیف باس۔ اوور“ — کرنل ٹاڈ نے بھاری آواز میں بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

”یس۔ بلیک ون اٹنڈنگ۔ اوور“ — چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے بلیک ون کی آواز سنائی دی۔

”باس! میں نے آپ کو رپورٹ دینا تھی۔ اوور“ — کرنل ٹاڈ نے کہا۔

”ہاں! کیا ہوا تمہارے اس مشن کا — کچھ پتہ چلا کہ وہ لوگ کون تھے۔ اوور“ — دوسری طرف سے بلیک ون نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ عمران اور اس کے ساتھی ہی تھے باس! ۔۔۔ وہ ایک کار کے ذریعے سوانی روڈ سے شارٹ کٹ کرتے ہوئے تاپیتی شہر کی طرف روانہ ہو گئے تھے ۔۔۔ میں نے ان کا خاتمہ کرنے کے لئے ہیلی کاپٹر پر ان کا تعاقب کیا اور پھر ان میں سے ایک آدمی اور کار تباہ کرنے میں کامیاب ہو گیا ۔۔۔ وہ لوگ کار سمیت ایک خوفناک گہرائی میں گر گئے تھے۔ اور میں نے بھی سمجھا کہ اس قدر خوفناک گہرائی میں کار سمیت گرنے سے وہ صحیح سلامت نہ بچ سکے ہوں گے ۔۔۔ اس لئے میں ان کے متعلق تسلی کرنے کے لئے نیچے اترا تو وہ لوگ حیرت انگیز طور پر کسی خفیہ راستے سے زندہ سلامت اوپر پہنچ گئے ۔۔۔ صرف ایک لاش مجھے تباہ شدہ کار کے ساتھ ملی ۔۔۔ اور پھر وہ لوگ میرا ہی ہیلی کاپٹر لے اڑے ۔۔۔ میں نے تاپیتی میں احکامات دے دیئے ہیں کہ ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر دیا جائے ۔۔۔ لیکن اب اطلاع ملی ہے کہ ہیلی کاپٹر تاپیتی سے دور سڑک کے کنارے ایک ٹیلے کے پیچھے صحیح سلامت کھڑا ہے ۔۔۔ وہ لوگ یقیناً کسی بس میں سوار ہو کر نکل گئے ہیں ۔۔۔ لیکن نہ ہی آر لین میں ان کی موجودگی کا پتہ چل رہا ہے ۔۔۔ اور نہ ہی تاپیتی میں وہ گئے ہیں ۔۔۔ اُدھر وہ آدمی جو جونا ٹو طیارے کے ذریعے تاپیتی پہنچا تھا اچانک ہوٹل سے غائب ہو گیا ہے ۔۔۔ میرے آدمی اس کی نگرانی کر رہے تھے اور وہ ہوٹل کے اندر تھا۔ لیکن پھر وہ اس طرح غائب ہو گیا جیسے اس کا کہیں وجود ہی نہ ہو ۔۔۔ میرے آدمی اسے تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"ہوں! ۔۔۔ تو اس کا مطلب ہے کہ تم جیسا بلیک ایجنٹ پہلے ہی قدم میں ناکام ہو گیا ہے۔ اوور" ۔۔۔ بلیک ون کے لہجے میں بے پناہ طنز تھا۔

"بظاہر تو ایسا ہی ہے باس! ۔۔۔ لیکن یہ سب کچھ ابتدائی اقدامات تھے ۔۔۔ مجھے کوئی پلاننگ بنانے کا موقع نہ ملا تھا ۔۔۔ اب میں نے پلاننگ کر لی ہے ۔۔۔ اب یہ لوگ مجھ سے کسی صورت بھی بچ کر نہیں جا سکتے۔ اوور" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"کیا پلاننگ بنائی ہے۔ اوور" ۔۔۔ بلیک ون نے پوچھا۔

"جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ یہ لوگ صحرائے تاپیتی میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے ۔۔۔ گو وہاں سائنسی حفاظتی انتظامات ہیں لیکن ایسے لوگ کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیتے ہیں ۔۔۔ اس لئے اب میں نے سوچا ہے کہ میں خود وہاں پہنچ کر ان کا انتظار کروں۔ ایک بار یہ لوگ میرے سامنے آ گئے تو پھر بچ کر نہیں جا سکتے۔ اوور" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے کہا۔

"گڈ! ۔۔۔ تم نے اچھا پلان بنایا ہے ۔۔۔ میں بھی ابھی تمہیں کال کرنے والا تھا۔ لیکن تمہاری کال آ گئی ۔۔۔ میں نے مکمل معلومات اکٹھی کر لی ہیں ۔۔۔ یہ گروپ یقیناً دفاعی لیبارٹری سے ریڈ ٹاک کا فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔ کیونکہ پاکیشیا میں ایک لیبارٹری میں ایک ایسا دفاعی ہتھیار تیار کیا جا رہا ہے ۔۔۔ جو نہ ابھی ایکریمیا میں تیار ہوا ہے ۔۔۔ نہ روسیاہ میں ۔۔۔ اور نہ ہی کسی کو اس بارے میں علم تھا ۔۔۔ لیکن پھر ایکریمیا کے ایک ایجنٹ نے اطلاع دی کہ

ایسا ہتھیار کسی خفیہ لیبارٹری میں تیار ہو رہا ہے اور اس کے لئے انہیں ریڈ ٹاک چاہیئے ۔۔۔ لیکن باوجود کوشش کے وہ لیبارٹری ٹریس نہ ہو رہی تھی ۔۔۔ لیکن پھر اچانک وہ لیبارٹری ٹریس کر لی گئی اور ہمارے ایک ٹاپ ایجنٹ نے فوری طور پر ایکشن میں آتے ہوئے اس ہتھیار کا فارمولا حاصل کر لیا اور وہ اسے لے کر ایک چارٹرڈ طیارے میں ایک سپاٹ پر پہنچا تو روسیاہ کا سپر ایجنٹ اسے لے اڑا ۔۔۔ اس طرح وہ فارمولا پاکیشیا سے تو نکل آیا ۔۔۔ لیکن اب اس کے حصول کے لئے روسیاہ اور ایکریمیا کے ایجنٹوں میں خوفناک کشمکش شروع ہو گئی ۔ آخر کار روسیاہی ایجنٹ مارا گیا اور فارمولا یہاں ایکریمیا پہنچ گیا ۔ لیکن یہاں جب اسے چیک کیا گیا تو معلوم ہوا کہ فارمولا ناقص ہے ۔ اس سے نتیجتاً وہ ہتھیار تیار نہیں ہو سکتا ۔۔۔ ادھر روسیاہ اس کے حصول کے لئے پوری کوشش کر رہا تھا اس لئے ہم نے یہ ناقص فارمولا اس کے پاس جانے دیا ۔۔۔ اور پھر ہمیں خفیہ رپورٹ مل گئی کہ وہاں کے سائنسدانوں نے بھی اسے ناقص قرار دے دیا ہے ۔۔۔ آئیڈیا تو ٹھیک تھا لیکن رزلٹ صحیح مرتب نہ ہوتا تھا ۔۔۔ چنانچہ دونوں ملک خاموش ہو گئے ۔۔۔ لیکن اس دوران صحرائے تاپتی کی طرف جاتے ہوئے اس آدمی کا پتہ چلا ۔۔۔ اس سے پہلے اس عمارت پر حملہ ہوا جس میں صحرائے تاپتی کے اندر خفیہ لیبارٹری کا محل وقوع اور نقشہ موجود تھا ۔۔۔ اس کے بعد عمران اور اس کے ساتھی ٹریس ہوئے اس سارے ہنگامے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ایکریمیا اور روسیاہ دونوں کو ایک منصوبے کے تحت احمق بنایا گیا ہے ۔۔۔ انہیں ناقص فارمولا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

دے دیا گیا ہے تاکہ دونوں حکومتیں مطمئن ہو جائیں ۔۔۔ اور خود وہ ریڈ ٹاک کے حصول کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں ۔۔۔ اگر ان کا فارمولا واقعی ناقص ہے تو انہیں ریڈ ٹاک حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ کیا سمجھے ۔ اوور " ۔۔۔ بلیک ورن نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا ۔

" یس سر ۔۔۔ اب میں ساری صورت حال سمجھ گیا ہوں ۔ اوور " ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے جواب دیا ۔

" میں تمہیں کال کر کے یہی کہنا چاہتا تھا کہ تم نے اب ریڈ ٹاک کو ان لوگوں سے بچانا ہے ۔۔۔ لیبارٹری کی حفاظت کے لئے جہاں اہم سائنسی اقدامات کئے گئے ہیں وہاں ایک اور اہم اقدام بھی کیا گیا ہے کہ موسمیاتی سنٹر کے نیچے تہہ خانوں میں ایسی مشینیں نصب کی گئی ہیں جن کے دہانے پورے صحرا میں پھیلا دیئے گئے ہیں ۔۔۔ ان مشینوں کی مدد سے پورے صحرا میں ہر وقت خوفناک آندھیاں چلائی جاتی ہیں تاکہ اگر کوئی وہاں داخل ہو بھی جائے تو ان طوفانی ہواؤں کی وجہ سے وہ ہلاک ہو جائے ۔۔۔ لیکن جس کا نام علی عمران ہے وہ شاید ان طوفانی ہواؤں سے بھی بچ نکلے ۔۔۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم اس وقت تک جب تک عمران اور اس کے ساتھی حقیقت میں لاشوں میں تبدیل نہیں ہو جاتے ، وہیں موسمیاتی سنٹر میں رہو گے کیونکہ لیبارٹری کا دروازہ بھی اسی سنٹر میں ہے ۔۔۔ سنٹر میں ایسی مشینیں لگی ہوئی ہیں جن سے پورے صحرا کو سکرینوں پر مسلسل چیک کیا جاتا ہے ۔۔۔ انہی اقدامات کی وجہ سے آج تک لاکھ کوشش کرنے کے باوجود روسیاہی ایجنٹ ریڈ ٹاک حاصل نہیں کر سکے ۔ اور

ان کے ریڈ ٹاک حاصل نہ کر سکنے کی وجہ سے وہ خلائی دوڑ میں، اور خلائی دفاع میں ایکریمیا سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں ــــ اس لئے اب ریڈ ٹاک کی حفاظت بے حد ضروری ہو گئی ہے۔ ورنہ اگر اس کا فارمولا پاکیشیا کے ہاتھ لگ گیا تو پھر روسیاہ لازماً اسے لے اڑے گا۔ اوور" ــــ بلیک وَن نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں باس! ــــ یہ فارمولا اب محفوظ ہی رہے گا۔ اوور" ــــ کرنل ٹاڈ نے کہا۔

"اوکے ــــ تم ایسا کرو کہ فوراً دارالحکومت پہنچ جاؤ ــــ اور الیون سکس پوائنٹ پر رپورٹ کرو ــــ جہاں سے ایک مخصوص طیارہ تمہیں اس خفیہ اڈے پر پہنچا دے گا جہاں موسمیاتی سنٹر میں جانے والے مخصوص ہیلی کاپٹر موجود ہیں ــــ ایسے ہیلی کاپٹر جو اس خوفناک طوفانی ہواؤں میں بھی آسانی سے سنٹر میں داخل ہو جاتے ہیں ــــ سنٹر اور لیبارٹری میں تمہاری آمد کی اطلاع دے دی جائے گی۔ اور یہ بھی سن لو کہ تمہارے بلیک ایجنٹ والے کارڈ کو فی الحال ان دونوں سپاٹس کے لئے معطل کر دیا گیا ہے ــــ تمہیں اب نیا سپیشل کارڈ دیا جائے گا ــــ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ عمران نے ساری پلاننگ تمہارے کارڈ کو چیک کرنے کے لئے کی تھی ــــ اور اس نے لازماً اس جیسا کوئی جعلی کارڈ تیار کر لیا ہو گا۔ اوور" ــــ بلیک وَن نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! لیکن باس! ــــ اس جیسا کارڈ تیار کرنا تو ناممکن ہے۔ اوور" ــــ کرنل ٹاڈ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سب کچھ ممکن ہو سکتا ہے ــــ بہرحال اب جب تک عمران کا خاتمہ نہیں ہو جاتا ــــ اس وقت تک یہ کارڈ معطل رہے گا۔ اوور" ــــ بلیک وَن نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ــــ اوور" ــــ کرنل ٹاڈ نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"الیون سکس پوائنٹ پر تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خصوصاً عمران کے متعلق فائل بھی مل جائے گی ــــ تم نے اس کا تفصیلی مطالعہ کرنا ہے تاکہ ان لوگوں سے نمٹنے میں تمہیں آسانی رہے ــــ اوور اینڈ آل" ــــ بلیک وَن نے کہا اور کرنل ٹاڈ نے بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

"میں اس عمران کا وہ حشر کروں گا کہ اس کی روح بھی صدیوں تک صحرائے تاہیتی کی ہواؤں کے ساتھ مل کر چیختی رہے گی" ــــ کرنل ٹاڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے دانت پیس کر کہا اور پھر وہ کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تاکہ دارالحکومت پہنچ کر آگے بڑھ سکے۔

اور پھر تقریباً تین گھنٹوں بعد وہ خصوصی طیارے میں بیٹھا اس خفیہ اڈے کی طرف بڑھا جا رہا تھا جہاں سے خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے اس نے صحرائے تاہیتی کے موسمیاتی سنٹر میں پہنچنا تھا۔ اس کے گھٹنوں پر ایک فائل کھلی ہوئی تھی اور وہ اس کے مطالعے میں مسلسل مصروف تھا۔

"ہوں! ــــ اس فائل کے مطابق تو یہ لوگ واقعی انتہائی خطرناک ہیں ــــ بہرحال یہ مجھ سے زیادہ خطرناک نہیں ہو سکتے" ــــ کرنل ٹاڈ

نے سر ہلاتے ہوئے بیلٹ کا بکل کسنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد طیارہ ایک ویران سے ہوائی اڈے پر جو ایک گھنے جنگل کے درمیان میں واقع تھا آسانی سے اُتر گیا۔

طیارہ رُکتے ہی کرنل ٹاڈ اچھل کر نیچے اُترا تو سامنے ایک فوجی جیپ موجود تھی جس کے باہر چار مسلح فوجی موجود تھے۔ ان میں سے ایک کرنل تھا۔ اس نے کرنل ٹاڈ کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔ کرنل ٹاڈ نے بھی فوجی انداز میں جواب دیا۔ اور پھر جیب سے وہ خصوصی کارڈ نکال کر کرنل کی طرف بڑھا دیا۔

"او۔ کے سر ——— آئیے" ——— کرنل نے کارڈ واپس کرتے ہوئے کہا اور خود اچھل کر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کرنل ٹاڈ اس کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا جب کہ باقی تین فوجی پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے اور جیپ تیزی سے ائیر پورٹ کی عمارت سے نکل کر گھنے جنگل میں دوڑنے لگی۔

جیپ جنگل میں تقریباً آدھا گھنٹہ مسلسل دوڑنے کے بعد ایک پرانے سے درخت کے قریب رک گئی جس کا تنا بہت پھیلا ہوا تھا۔ جیپ چلانے والا کرنل نیچے اترا اور پھر تیزی سے اس درخت پر چڑھتا گیا۔ کرنل ٹاڈ باقی فوجیوں کے ساتھ نیچے کھڑا رہ گیا۔ جیپ چلانے والا کرنل تھوڑی دیر بعد ہی واپس اتر آیا۔ اور پھر اس نے آگے بڑھ کر تنے کے ایک مخصوص حصے پر تین بار اس طرح دستک دی جیسے کوئی دروازے پر دستک دیتا ہے۔ دوسرے لمحے کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس تنے کے درمیان واقعی ایک دروازے جتنا خلا نمودار

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہو گیا۔

"آئیے سر" ——— جیپ چلانے والے کرنل نے کرنل ٹاڈ سے کہا اور اس خلا میں داخل ہو گیا۔

یہاں سے سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک بند دروازہ تھا جس پر پھر مخصوص انداز میں دستک دی گئی اور دروازہ کھل گیا۔ دوسری طرف ایک بڑا سا ہال کمرہ تھا جس کی ایک سائیڈ پر دو عجیب و غریب ساخت کے ہیلی کاپٹر کھڑے تھے۔ بالکل میزائلوں کی طرح ان کی ساخت تھی۔ لیکن ان کی چونچ کے اوپر ایک چھوٹا سا پنکھا لگا ہوا تھا جو کسی نیلے رنگ کی دھات کا بنا ہوا تھا۔

"یہ وہ مخصوص ہیلی کاپٹر ہیں کرنل! ——— جو موسیقی سنٹر میں داخل ہو سکتے ہیں" ——— جیپ چلانے والے کرنل نے کہا۔

اسی لمحے ایک ہیلی کاپٹر کے نیچے دروازہ کھلا اور ایک فوجی پائلٹ باہر آ گیا۔ اس نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"جائیے سر" ——— جیپ چلانے والے کرنل نے کہا اور کرنل ٹاڈ سر ہلاتا ہوا اس میزائل نما ہیلی کاپٹر کے کھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اندر واقعی ایسی نشستیں تھیں جیسے خلائی جہاز میں ہوتی ہیں پائلٹ نے کرنل ٹاڈ کو ایک سیٹ پر ایڈجسٹ کیا اور پھر خود ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ان کے جسم مختلف قسم کی بیلٹوں میں جکڑے ہوئے تھے اور سر اور چہرے پر واقعی ایسے ہیلمٹ تھے جیسے خلائی جہاز میں جانے والے پہنتے ہیں۔ سامنے ایک بڑی سکرین تھی۔ پائلٹ نے ایک بٹن دبایا تو سکرین روشن ہو گئی۔ اب سکرین پر وہ ہال کمرہ نظر آ رہا تھا جس میں

ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔ چند لمحوں بعد اس کی چھت درمیان سے کھل گئی۔ اسی لمحے ایک زوردار جھٹکے سے وہ میزائل بجلی کی سی تیزی سے اوپر کو اٹھا اس کی رفتار واقعی بے پناہ تیز تھی۔

چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر آسمان کی بلندیوں پر افقی صورت میں پہنچ گیا۔ پھر اس کا رخ بدلا اور وہ کسی طیارے کی طرح آگے بڑھنے لگا۔

"بڑا عجیب و غریب ہیلی کاپٹر ہے ——— بالکل میزائل کی طرح" کرنل ٹاڈ نے منہ کے سامنے لگے ہوئے چھوٹے سے مائیک میں کہا۔

"یس سر ——— خوفناک طوفانی ہواؤں میں سفر کرنے کے لئے اسے خصوصی طور پر تیار کیا گیا ہے" ——— پائلٹ کی آواز کرنل ٹاڈ کے کانوں میں پڑی۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد سکرین پر صحرائے تاپتی نظر آنے لگا۔ نیچے ریت ہی ریت تھی۔ اور طوفانی ہوائیں اس قدر تیز رفتاری سے چل رہی تھیں کہ کرنل ٹاڈ سکرین پر دیکھ کر ہی حیران ہو گیا۔

صحرائے تاپتی کے اوپر پرواز کرتا ہوا ہیلی کاپٹر آگے بڑھنے لگا۔ اس کی بلندی اس قدر تھی کہ طوفانی ہوائیں اس سے کافی گہرائی میں تھیں۔ پھر ایک مخصوص سپاٹ پر پہنچتے ہی پائلٹ نے یکلخت ہیلی کاپٹر کو غوطہ دیا اور ہیلی کاپٹر کا اوپر کو اٹھا ہوا حصہ تیزی سے نیچے ہوتا گیا۔ پلک جھپکنے میں وہ بالکل الٹا ہو کر نیچے تیزی سے گرنے لگا۔

کرنل ٹاڈ اب سیٹ پر بندھا بالکل الٹا ہو رہا تھا۔ اس کا نچلا جسم اوپر تھا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی آنتیں حلق میں اتر آئی ہوں۔ سکرین پر جو نیچے اس کی آنکھوں کے سامنے تھی، طوفانی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوائیں تیزی سے قریب آتی جا رہی تھیں اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ان ہواؤں میں داخل ہو گیا۔ اور وہ اس خوفناک انداز میں ہلنے لگا جیسے کسی خوفناک زلزلے میں پھنس گیا ہو۔ مگر وہ اسی تیز رفتاری سے نیچے گرتا جا رہا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ایک خوفناک دھچکے کے ساتھ یکلخت وہ الٹا ہی ساکت ہو گیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی نوک ریت میں دھنس گئی ہو۔ لیکن پھر وہ آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا۔ کرنل ٹاڈ نے دیکھا کہ سکرین پر ریت کی تہہ اوپر کو اٹھتی آ رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ہیلی کاپٹر الٹا ہو کر ریت کی دلدل میں دھنستا جا رہا ہو۔

ابھی آدھا ہیلی کاپٹر دھنسا تھا کہ یکلخت ایک جھٹکے سے وہ نیچے جاتا رک گیا اور پائلٹ نے تیزی سے ایک ہینڈل کو زور زور سے اپنی طرف کھینچا۔ لیکن ہیلی کاپٹر نے حرکت نہ کی۔

"اوہ ——— اس کے انجن میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے ——— میں دیکھتا ہوں" ——— پائلٹ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور کرنل ٹاڈ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ شاید اپنی زندگی میں پہلے اس قدر خوفناک سچوئیشن میں کبھی نہ پھنسا تھا۔ پائلٹ کی سیٹ اپنی جگہ سے نکل کر کسی ریلنگ کے ذریعے اوپر کو اٹھتی چلی گئی۔ اور پھر چار پانچ منٹ بعد وہ ایک زوردار کھٹاک سے واپس اپنی جگہ پر آئی تو کرنل ٹاڈ بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ پائلٹ کے گھٹنوں پر ایک انسانی لاش پڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جس کے پورے جسم سے خون رس رہا تھا۔ چہرہ بری طرح مسخ ہو چکا تھا جیسے کسی نے ریگمال سے اسے مسلسل رگڑا ہو۔ ہیلی کاپٹر اب ایک بار پھر نیچے دھنسنا شروع ہو گیا تھا۔

"یہ کون ہے" ——— ؟ کرنل ٹاڈ نے چیخ کر پوچھا۔

"سر! ——— یہ انسانی جسم انجن میں پھنسا ہوا تھا ——— اگر میں اسے اندر نہ لے آتا تو انجن نہ چل سکتا تھا اور میں اسے باہر نہ دھکیل سکتا تھا۔ کیونکہ پھر مجھے بھی باہر جانا پڑتا ——— انجن کی بیرونی جالی ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس آدمی کی لاش اس جالی سے ٹکرائی۔ جالی ٹوٹ گئی اور یہ اندر انجن میں پھنس گیا" ——— پائلٹ نے کہا۔

"یہ مُردہ ہے" ——— کرنل ٹاڈ نے کہا۔

"بالکل جناب! ——— اس قدر طوفانی ہواؤں میں پھنس کر کون زندہ رہ سکتا ہے" ——— پائلٹ نے کہا اور کرنل ٹاڈ نے سر ہلا دیا۔ ویسے اس کا ذہن تیزی سے اس اُدھیڑ بُن میں مصروف تھا کہ آخر یہ شخص کون ہو سکتا ہے۔ کیا یہ وہی آدمی ہے جو جونا۔ ٹو طیارے سے تاپیتی آیا اور پھر ہوٹل سے غائب ہو گیا۔ اگر یہ وہی ہے تو پھر یہ صحرائے تاپیتی میں کیسے داخل ہو گیا۔

ہیلی کاپٹر اب تیزی سے ریت میں دھنستا جا رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک زوردار جھٹکے سے وہ سیدھا ہوا اور اُفقی حالت میں رُک گیا۔ کرنل ٹاڈ نے دیکھا کہ یہ ایک بڑا سا ہال کمرہ تھا جس کی چھت کسی سنہرے رنگ کی دھات سے بنائی گئی تھی۔ باہر چار مسلح افراد کھڑے تھے۔ کرنل ٹاڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنے سر پر موجود ہیلمٹ کے سٹریپ کھولنے شروع کر دیئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ڈلیسی نے کار ڈریگن بار کے سامنے روکی اور پھر عمران کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ کار سے نیچے اتر آیا۔

عمران نے نیا مقامی میک اپ کیا ہوا تھا۔ کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ کرنل ٹاڈ کے آدمی اُسے پہچان نہ لیں۔ کیونکہ کرنل ٹاڈ کا ہیلی کاپٹر جس طرح کار کے تعاقب میں پہنچا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے ان کے متعلق مکمل معلومات حاصل تھیں اور ظاہر ہے ان معلومات میں ان کا حلیہ بھی شامل ہو سکتا تھا۔ اس لئے اس نے بالکل مختلف اور نیا میک اپ کر لینا ضروری سمجھا تھا۔

ڈریگن بار میں ڈلیسی جیسے ہی داخل ہوا۔ کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا آدمی نہ صرف بُری طرح چونکا بلکہ وہ کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل کر بھاگتا ہوا ڈلیسی کی طرف بڑھا۔

"جناب آپ ——— اور یہاں" ——— کاؤنٹر مین نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔ لیکن اس کا انداز مؤدبانہ تھا۔

"کیوں! ــــ میں نے یہاں آکر کوئی جرم کیا ہے" ــــ ڈلیسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر! ــــ یہ بات نہیں سر! ــــ ہمیں بلوا لیا ہوتا" ــــ کاؤنٹر مین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ ڈریگن کہاں ہے ــــ میرا ایک مہمان اس سے ملنا چاہتا ہے" ــــ ڈلیسی نے کہا۔

"اوہ! ــــ باس اوپر دفتر میں ہیں جناب! ــــ تاپیتی کا باٹھی بھی وہیں ہے ــــ تقریباً آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے باٹھی کو اوپر گئے ہوئے۔ ابھی اس کی واپسی نہیں ہوئی ــــ میں باس کو آپ کی آمد کی اطلاع کروں" ــــ کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں! ــــ اطلاع کی ضرورت نہیں ــــ ڈریگن کا کوئی راز مجھ سے چھپا ہوا نہیں ہے" ــــ ڈلیسی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

ڈریگن کے دفتر کا دروازہ بند تھا۔ ڈلیسی نے اُسے دبایا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔

"ارے یہ تو دفتر خالی ہے ــــ جبکہ وہ کہہ رہا تھا کہ ڈریگن باٹھی کے ساتھ اوپر موجود ہے" ــــ ڈلیسی نے حیرت بھری نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ باٹھی کون ہے" ــــ؟ عمران نے پہلی بار زبان کھولی۔

"تاپیتی کے ایک ہوٹل کا ویٹر ہے ــــ انتہائی چالاک اور عیار آدمی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہے ــــ ڈریگن کے بزنس میں شریک کار ہے ــــ لیکن یہ لوگ گئے کہاں" ــــ؟ ڈلیسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی تہہ خانہ تو یہاں نہیں ہے" ــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"اوہ ہاں ــــ آؤ" ــــ ڈلیسی نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر عقبی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ سیڑھیاں اُتر کر ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے۔ لیکن یہ بھی خالی پڑا ہوا تھا۔

"وہ تو یہاں بھی نہیں ہیں" ــــ ڈلیسی نے کہا۔

"یہ دروازہ کھلا ہوا ہے" ــــ عمران نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ڈلیسی سر ہلاتا ہوا اس دروازے سے ہوتا ہوا ایک تنگ راستے سے گذر کر ایک اور کمرے میں آ گیا یہ سٹور روم تھا جس میں کاٹھ کباڑ بھرا ہوا تھا۔ اور وہاں داخل ہوتے ہی انہیں ایک لاش پڑی ہوئی صاف دکھائی دینے لگی۔

"ارے یہ تو ڈریگن ہے ــــ اسے گولی ماری گئی ہے" ــــ ڈلیسی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں لاش کی طرف دوڑتے ہوئے کہا اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اور پھر اس کی نظریں سامنے پرانی الماری والی دیوار کے اس حصے پر پڑیں۔ جہاں ایک بہت چوڑی سرنگ کا دہانا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس دیوار کے ٹوٹے ہوئے حصے کو دیکھ کر ہی معلوم ہو جاتا تھا کہ یہاں کم طاقت کا بم مارا گیا ہے۔

اسی لمحے عمران کی تیز نظریں سرنگ کے گرد سے اٹے ہوئے فرش پر پڑیں اور وہ چونک پڑا۔ کیونکہ وہاں اُسے پہیوں کے نشانات اس سرنگ کے اندر جاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

"اسے کس نے گولی ماری ہوگی ـــــ کیا باھٹی نے ایسا کیا ہے ـــــ؟ لیکن وہ تو اس قسم کا آدمی نہیں ہے" ـــــ ڈلیسی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ پہیے کسی مشین کے ہیں ـــــ اور اسے ایک آدمی پیدل لے کر سرنگ میں گیا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"سرنگ! ـــــ ارے ہاں! ـــــ واقعی یہ تو سرنگ ہے۔ لیکن مجھے اس کے متعلق تو ڈریگن نے کبھی نہیں بتایا" ـــــ ڈلیسی نے حیرت بھرے انداز میں سرنگ کو دیکھتے ہوتے کہا۔

"میرے خیال میں یہ اسی اڈے کے اندر جانے والی سرنگ ہے جو صحرائے تاپتی کے اندر ہے ـــــ اور جس کا ذکر تم نے سنا تھا۔ آؤ جلدی کرو" ـــــ عمران نے کہا اور تیزی سے اس سرنگ میں داخل ہو گیا۔ ڈلیسی بھی سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ سرنگ خاصی طویل تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں سرنگ کے اختتام پر موجود ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے جو انتہائی قدیم زمانے کا بنا ہوا تھا۔ لیکن وہ اب بھی خاصا مضبوط تھا۔ یہاں منشیات کے مخصوص ڈرم ہر جگہ پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"اوہ! ـــــ تو یہ ہے وہ اڈہ ـــــ واقعی یہ تو صحرائے تاپتی کے اندر ہے" ـــــ ڈلیسی نے اندر داخل ہوتے ہوئے تیز لہجے میں کہا وہ حیرت بھرے انداز میں اڈے میں موجود منشیات کے مخصوص ڈرموں کو دیکھ رہا تھا۔ جبکہ عمران کی نظریں ایک دیوار کے اس حصے پر جمی ہوئی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تھیں جس میں فرش کے ساتھ چار فٹ قطر کا گول سوراخ اس طرح کٹا ہوا تھا جیسے اسے کسی مشین کے ذریعے کاٹا گیا ہو۔ مخصوص پہیوں کے نشانات اس سوراخ کے ساتھ فرش پر نظر آ رہے تھے اس سوراخ کے اندر ریت بھری ہوئی تھی۔ لیکن نشانات اندر جانے کے تھے اور واپسی کے نہ تھے۔

"یہاں سرنگ کاٹی گئی ہے ـــــ لیکن ریت کی وجہ سے سرنگ دب گئی ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے ہاں! ـــــ مجھے یاد آیا ـــــ ڈریگن نے بتایا تھا کہ اس نے سرنگ کھودنے کی انتہائی جدید مشین خریدی ہے ـــــ مگر یہ تو کافی عرصہ پہلے کی بات ہے" ـــــ ڈلیسی نے کہا۔

"آؤ ڈلیسی ـــــ یہاں سے ریت نکالیں ـــــ میرے خیال میں سرنگ کھودنے والا اندر ہی دب چکا ہے ـــــ ورنہ وہ مشین یہاں موجود ہوتی یا واپس آتی ہوئی اپنے نشانات چھوڑ دیتی" ـــــ عمران نے کہا اور تیزی سے اس ریت کی طرف بڑھ گیا۔ جو دھانے میں جمع تھی۔ چونکہ وہاں کوئی ایسا سامان نہ تھا جس سے ریت نکالتے۔ اس لیے عمران نے ہاتھ استعمال کرنے شروع کر دیئے۔ ڈلیسی بھی اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ وہ ریت نکال نکال کر کمرے میں ڈالتے جا رہے تھے۔ لیکن چند لمحوں بعد ہی عمران نے ہاتھ روک دیئے۔

"فضول ہے ـــــ اوپر تو ریت کا سمندر ہے ـــــ جتنی ریت نکالتے ہیں اتنی اوپر سے اور آجاتی ہے" ـــــ عمران نے پیچھے ہٹ کر ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ سب کچھ کیا کس نے ہے — کیا باٹی نے — لیکن وہ نہیں ہوسکتا — میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں — وہ اتنا بڑا قدم نہیں اٹھا سکتا۔ وہ تو معمولی سا چور اچکا ہے" — ڈلیسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ باٹی نہیں ہے — یہ یقیناً میرا ساتھی صفدر ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ تاہیتی سے باٹی کے روپ میں یہاں پہنچا ہو — ڈلیسی! تم فوراً کچھ لوگ منگواؤ — تاکہ ہم جلدی سے ریت نکال سکیں۔ ہوسکتا ہے کہ صفدر ریت میں ابھی تک دبا ہوا ہو" — عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ابھی لے آتا ہوں" — ڈلیسی نے کہا اور تیزی سے واپس سرنگ کی طرف بھاگ پڑا۔

عمران ہونٹ بھینچے کھڑا تھا۔ اگر یہ واقعی صفدر تھا تو پھر صفدر نے یقیناً موت کو گلے لگا لیا تھا۔ نجانے وہ کتنی دیر سے ریت میں دبا ہوا تھا اور اگر وہ نکل بھی گیا تھا تو اب تک یقیناً طوفانی ہواؤں کی زد میں آکر ہلاک ہو چکا تھا۔ ریت میں سرنگ کھودنا ہی حماقت کی انتہا تھی۔

پھر تقریباً دس بارہ منٹ بعد سرنگ میں سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور ڈلیسی تقریباً چھ افراد کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ ان سب کے ہاتھوں میں بیلچے تھے۔ اور ساتھ ہی انہوں نے بڑے بڑے لوہے کے خالی باکس اٹھائے ہوئے تھے جو درمیان سے خالی تھے۔

پھر انہوں نے ریت نکال نکال کر وہ باکس اندر رکھنے شروع کر دیئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اس طرح اوپر سے مزید ریت آنا بند ہوگئی تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل محنت کے بعد وہ ریت میں دبی ہوئی مشین نکال لینے میں کامیاب ہوگئے۔ یہ واقعی سرنگ کھودنے والی جدید ترین مشین تھی۔ اس کے بعد بھی کافی آگے تک وہ سرنگ کھودتے رہے۔ لیکن انہیں کہیں کوئی آدمی یا اس کی لاش نہ مل سکی۔

"آدمی تو کوئی ملا نہیں" — ڈلیسی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہوں! — اس کا مطلب ہے کہ وہ باہر نکل جانے میں کامیاب ہوگیا ہے" — عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ باہر نکل گیا ہے تو پھر تو اس کا بچ نکلنا ناممکن ہے۔ خوفناک طوفانی ہواؤں نے اس کے جسم کو ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا ہوگا"۔ ڈلیسی نے کہا۔

عمران خاموش کھڑا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ اب وہ کیا کرے یہاں سے نکلا تو جا سکتا ہے لیکن خوفناک طوفانی ہوائیں ان کا بھی خاتمہ کر دیتیں۔ اس لئے اس کا ذہن تیزی سے کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا جس سے وہ طوفانی ہواؤں سے بچ کر صحرا میں آگے بڑھ سکتا۔ لیکن اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی اس وقت بالکل فیل ہی ہو رہی تھی۔ کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ وہ بالکل ساکت و جامد بت بنا ہوا کھڑا تھا۔

"کیا بات ہے عمران! — اب کیا کرنا ہے" — ڈلیسی نے چند لمحے انتظار کرنے کے بعد کہا۔

"ہاں! — کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا" — عمران نے جھٹکا

لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ سرنگ کی طرف چل پڑا۔

"تم جو مدد کہو ۔۔۔ میں کرنے کے لئے تیار ہوں" ۔۔۔ ڈلیسی نے اس کے پیچھے چلتے ہوئے کہا۔

"مدد ۔۔۔ ہاں مدد ۔۔۔ لیکن تم کیا مدد کر سکتے ہو" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی بالکل خالی الذہن ہو رہا تھا۔ حالانکہ اس سے پہلے اس سے بھی خوفناک اور خطرناک سچویشن میں اس کی یہ حالت کبھی نہ ہوئی تھی۔ لیکن شائد یہ صفدر کی متوقع موت کا اثر تھا جس نے اس کا ذہن اور اعصاب منجمد سے کر دیئے تھے۔

"نہیں ۔۔۔ اگر وہ صفدر ہے تو صفدر نہیں مر سکتا ۔۔۔ وہ فرض پر قربان ہوا ہے ۔۔۔ وہ شہید ہے اور شہید زندہ ہوتا ہے" ۔۔۔ اچانک عمران نے ایک تیز جھرجھری لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر چھائی ہوئی برف کی تہہ جیسے یکلخت پگھل گئی ہو۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی آ گئی۔

"ڈلیسی! ۔۔۔ کیا یہاں کوئی ایسی جیپ مل سکتی ہے جو ریت پر چل سکے" ۔۔۔ عمران نے مڑ کر ڈلیسی سے پوچھا۔

"جیپ ۔۔۔ ہاں بالکل مل سکتی ہے ۔۔۔ بلکہ میرے پاس موجود ہے ۔۔۔ یہاں اکثر علاقہ خاصا ریتلا ہے اس لئے میں نے وہ جیپ خریدی تھی ۔۔۔ لیکن اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ اس جیپ کو صحرائے تاہیتی میں لے جاؤ گے ۔۔۔ تو ایسا سوچنا ہی حماقت ہے" ۔۔۔ ڈلیسی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں اسے سٹریم لائن بناؤں گا ۔۔۔ اس پر ہوا کے دباؤ کا اثر نہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہو گا ۔۔۔ تم اس کی فکر نہ کرو ۔۔۔ آؤ جلدی" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ چلتے ہوئے تھوڑی دیر بعد وہ واپس ڈریگن بار میں پہنچ گئے۔

"کیا یہاں پولیس آئے گی" ۔۔۔ اچانک عمران نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"ایسی باتیں پولیس تک نہیں جا سکتیں عمران! ۔۔۔ ڈریگن کا لڑکا دارالحکومت میں رہتا ہے جیکب اس کا نام ہے ۔۔۔ میرا دوست اور کلاس فیلو ہے ۔۔۔ وہ ڈریگن کے کاروبار میں دارالحکومت کا انچارج ہے ۔۔۔ منشیات کا اصل دھندہ تو وہی کرتا ہے ۔۔۔ ڈریگن کا تو صرف نام ہی استعمال ہوتا ہے ۔۔۔ وہ اب یہاں آ کر سب کچھ سنبھال لے گا ۔۔۔ اسے فون کر دیا گیا ہے" ۔۔۔ ڈلیسی نے بار سے باہر نکلتے ہوئے جواب دیا۔

ویسے بار روم کے ماحول کو دیکھتے ہوئے کوئی اندازہ ہی نہ کر سکتا تھا کہ یہاں اتنا کچھ ہو چکا ہے۔ سب کچھ نارمل انداز میں جاری تھا۔

تھوڑی دیر بعد ڈلیسی عمران کو واپس اپنی رہائش گاہ پر لے گیا اور وہاں اس نے وہ ریت میں چلنے والی مخصوص جیپ اسے دکھائی۔

"یہاں کوئی اچھی سی ورکشاپ ہے ۔۔۔ اور آٹو سپیئر پارٹس کی کوئی دکان" ۔۔۔ عمران نے جیپ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ہے ۔۔۔ میری ذاتی ہے" ۔۔۔ ڈلیسی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو جیپ وہاں لے چلو ۔۔۔ میں اسے فوراً سٹریم لائن بنانا چاہتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو آؤ ۔۔۔ وہاں کے لوگ خود ہی اسے لے آئیں گے" ۔۔۔ ڈلیسی نے کہا اور پھر عمران اس کے ساتھ کار میں بیٹھ کر رہائش گاہ سے نکلا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک خاصی بڑی ورکشاپ میں پہنچ گئے۔ آٹو سپیئر پارٹس کی دکان ورکشاپ کے اندر ہی تھی۔

عمران اس دکان میں گھس گیا اور پھر اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس کا مطلوبہ سامان دکان میں موجود تھا۔

"تم ایسا کرو کہ ورکشاپ کے آدمیوں کی چھٹی کرا دو ۔۔۔ ہمیں خفیہ طور پر کام کرنا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن کام تو مستری ہی کریں گے ۔۔۔ ہم کیسے کر سکتے ہیں" ۔۔۔؟ ڈلیسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو ۔۔۔ مجھ سے بڑا مستری کون ہو سکتا ہے۔ جلدی کرو۔ ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے ۔۔۔ البتہ وہ جیپ بھی منگوا لو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ورکشاپ کے دفتر میں تھا۔

ڈلیسی سر ہلاتا ہوا دفتر سے باہر نکل گیا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی۔

"میں نے ورکشاپ کی چھٹی کرا دی ہے ۔۔۔ جیپ ابھی تھوڑی دیر میں پہنچ جاتی ہے" ۔۔۔ ڈلیسی نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ایک نوجوان دفتر میں داخل ہوا۔

"جیپ پہنچ گئی ہے سر" ۔۔۔ نوجوان نے مودبانہ لہجے میں ڈلیسی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اب تم لوگ جا سکتے ہو" ۔۔۔ ڈلیسی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور نوجوان سلام کر کے باہر چلا گیا۔

"آؤ اب کام شروع کریں" ۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے بعد وہ جیپ کو لے کر ورکشاپ کے مین حصے میں آیا۔ اس نے دکان سے اپنا مطلوبہ سامان لیا اور پھر مشین چلا کر اس نے اس سامان کو جیپ میں ویلڈنگ پلانٹ کی مدد سے نصب کرنا شروع کر دیا۔

ڈلیسی حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھ رہا تھا۔ عمران کے ہاتھ اس قدر تیزی اور مہارت سے چل رہے تھے جیسے اس نے ساری عمر آٹو ورکشاپ میں ہی کام کیا ہو۔

"کیا تم کسی آٹو ورکشاپ میں کام کرتے رہے ہو" ۔۔۔ آخر جب ڈلیسی سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

"آکسفورڈ سے ڈی۔ ایس۔ سی کی ڈگری لینے کے بعد جب نوکری نہ ملی تو مجبوراً آٹو ورکشاپ میں کام کرنا شروع کر دیا ۔۔۔ میں وہاں کا چھوٹا تھا ۔۔۔ استاد کہتا ۔۔۔ چھوٹے جاؤ چائے لے آؤ ۔۔۔ رینچ اٹھا دو ۔۔۔ پہیہ بدل دو ۔۔۔ نٹ کس دو ۔۔۔ نٹ کھول دو ۔۔۔ اور چھوٹا بے چارہ صبح سے شام تک یہی کام کرتا رہتا" ۔۔۔ کام کے ساتھ ساتھ عمران کی زبان بھی چل پڑی اور ڈلیسی بری طرح ہنسنے لگا۔

"واہ ۔۔۔ لطف آ گیا ۔۔۔ آکسفورڈ کی ڈی۔ ایس۔ سی کی ڈگری اور ورکشاپ کا چھوٹا ۔۔۔ یہی ہونا بھی چاہئے تھا" ۔۔۔ ڈلیسی نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی اس کی بات پر مسکرا دیا۔

تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل محنت کے بعد جب عمران نے کام بند کیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تو جیپ کا پورا نقشہ ہی بدل چکا تھا۔ وہ کسی حد تک بکتر بند گاڑی کے روپ میں ڈھل چکی تھی۔ لیکن وہ ہر طرف سے پھسلواں سی تھی۔ جیسے انڈا ہوتا ہے۔ صرف نیچے پہیے نظر آ رہے تھے۔ چاروں طرف ڈبل سکرین لگا دی گئی تھی جن میں ریت صاف کرنے والے ڈبل آلات لگا دیئے گئے تھے۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ تو کوئی روبوٹ بن گیا ہے ۔۔۔ لیکن وہ طوفانی ہوائیں تو اسے نہ چھوڑیں گی" ۔۔۔ ڈلیسی نے کہا۔

"اب طوفانی ہوائیں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں ۔۔۔ یہ مکمل طور پر سٹریم لائن ہو چکی ہے ۔۔۔ یعنی جہاں بھی ہوا اس سے ٹکرائے گی۔ فوراً ہی بغیر دباؤ ڈالے پھسل کر گذر جائے گی ۔۔۔ اب مسئلہ ہے اسے ڈریگن کے اس تہہ خانے تک پہنچانے کا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے ۔۔۔ ورکشاپ کے ٹرک میں لاد کر اس جیپ کو ڈریگن بار کے عقبی حصے میں لے جایا جا سکتا ہے ۔۔۔ پھر وہاں عقبی کھلے راستے سے اسے سرنگ تک پہنچایا جا سکتا ہے" ۔۔۔ ڈلیسی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ اب یہ کام تم نے کرنا ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ڈلیسی تیز تیز قدم اٹھاتا ایک طرف کھڑے ٹرک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بند باڈی کے اس ٹرک کا پچھلا دروازہ کھولا اور پھر اندر سے لوہے کے بنے ہوئے دو بڑے سے تختے نیچے گرا دیئے۔ عمران اس دوران جیپ کے اندر پہنچ چکا تھا اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پھر جیپ چلاتا ہوا وہ ٹرک کی طرف بڑھا۔

چند لمحوں بعد ہی طاقتور جیپ لوہے کے ان تختوں کی مدد سے ٹرک کے اندر پہنچ چکی تھی۔ عمران نے نیچے اتر کر تختوں کو کھینچ کر اندر ڈالا اور پھر نیچے اتر کر اس نے عقبی دروازہ بند کر دیا اور ٹرک کے سامنے والے حصے کی طرف آ گیا۔

"چلو پہلے اپنی کوٹھی چلو ۔۔۔ وہاں سے میں نے اپنے ساتھیوں کو ساتھ لینا ہے" ۔۔۔ عمران نے دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور ڈلیسی نے سر ہلاتے ہوئے ٹرک آگے بڑھا دیا۔ گیٹ کے باہر موجود دربان کو اس نے کچھ ہدایات دیں اور پھر ٹرک تیزی سے دوڑتا ہوا اس کی کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ تم کیا کرتے پھر رہے ہو ۔۔۔ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ" ۔۔۔ جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔ وہ سب اب ڈرائینگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"صفدر صحرائے تاپتی میں داخل ہو گیا ہے ۔۔۔ لیکن اس کی جان شدید خطرے میں ہے ۔۔۔ میں نے راستہ تلاش کر لیا ہے۔ اب ہم نے اس کے پیچھے اندر داخل ہونا ہے ۔۔۔ جلدی کرو میرے ساتھ آؤ" ۔۔۔ عمران نے کہا اور تیزی سے واپس پلٹ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے سر ہلاتے ہوئے چل پڑے۔ صفدر کی جان کو خطرے والی بات سن کر ان سب کے چہروں پر گہری سنجیدگی آ گئی تھی۔

"عقبی طرف سوار ہو جاؤ ۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔ عمران نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اسی لمحے ڈلیسی بھی ایک کمرے سے نکل کر آ گیا۔

"میری ڈریگن کے لڑکے جیکب سے بات ہو گئی ہے ۔۔۔ وہ

"ابھی ابھی پہنچا ہے ـــــ وہ ہمارے ساتھ مکمل تعاون کے لئے تیار ہے" ـــــ ڈلیسی نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ چلو" ـــــ عمران نے ٹرک کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور ڈلیسی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ٹرک تیزی سے چلتا ہوا کوٹھی سے نکلا اور ڈریگن بار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ڈریگن بار کی عقبی طرف ڈلیسی نے ٹرک روکا تو عقبی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔

"یہ جیکب ہے ـــــ میں نے اسے نہیں بتایا کہ تمہارے ساتھی نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے ـــــ ورنہ ظاہر ہے یہ تعاون نہ کرتا" ـــــ ڈلیسی نے اترنے سے پہلے ساتھ بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"واہ! ـــــ میرے روم میٹ ہونے کا تمہیں اتنا فائدہ تو ہوا کہ کچھ عقل تمہیں بھی آ گئی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس نے جیکب سے مصافحہ کیا۔

"مجھے آپ کے والد کی وفات کا بڑا دکھ ہے ـــــ کاش! ـــــ وہ ساتھی میرے ہاتھ آ جاتا تو میں اسے بالکل ہی نہ چھوڑتا" ـــــ عمران نے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں ـــــ میں اسے پاتال میں سے بھی کھینچ لاؤں گا" جیکب نے کہا۔

"عقبی دروازہ پورا کھول دیں تاکہ ہماری سٹریم لائن گاڑی اندر جا سکے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران نے کہا اور تیزی سے عقبی طرف کو چل پڑا۔ اس کے ساتھی ٹرک سے نیچے اتر کر سامنے کے رخ آ چکے تھے۔ اور ڈلیسی نے ان کا تعارف بھی بس عمران کے ساتھیوں کی حیثیت سے کرایا تھا۔ عمران کا نام اس نے لارنس بتایا تھا۔

عمران ٹرک پر چڑھا۔ اس نے تختے نیچے اتارے اور چند لمحوں بعد اس کی روبوٹ نما گاڑی نیچے اتر آئی۔

"یہ کیا چیز ہے ـــــ؟" جیکب نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں اس جیپ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ طلسمی گاڑی ہے" ـــــ عمران نے باہر نکلتے ہوئے مسکرا کر کہا اور جیکب حیرت بھرے انداز میں اسے دیکھتا رہا۔

"آؤ سب لوگ گاڑی میں سوار ہو جائیں ـــــ اس میں کافی گنجائش ہے ـــــ اور ہاں ڈلیسی! ـــــ وہ ریت ہٹانے والے پنکھے تو نہ ہی ہوں گے" ـــــ عمران نے اس عجیب و غریب گاڑی کے عقبی طرف سے اس طرح ڈھکن اٹھاتے ہوئے کہا جیسے کسی ڈربے کا دروازہ کھول رہا ہو۔

"ہاں! ـــــ وہیں ہیں" ـــــ ڈلیسی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ جیکب سمیت سب اس گاڑی میں سوار ہو گئے۔ عمران نے باہر سے ڈھکن بند کیا اور اسے لاک کر کے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا اس طرف صرف ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلتا تھا۔ باقی ساری گاڑی ہر طرف سے بند تھی۔

"یہ اندر سے تو ریت پر چلنے والی جیپ ہے" ـــــ جیکب نے

حیران ہو کر کہا۔

گاڑی خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی عقبی دروازے میں داخل ہو کر عقبی راستے سے گذرتی ہوئی اس کاٹھ کباڑ والے سٹور میں داخل ہو گئی۔ اور چند لمحوں بعد وہ وہاں سے گذرتی ہوئی اس چوڑی سرنگ میں داخل ہو گئی جس کے اختتام پر منشیات کا سٹور تھا۔

سٹور میں پہنچ کر عمران نے گاڑی روکی اور پھر نیچے اتر آیا اس نے پیچھے کا ڈھکن ہٹا کر ان سب کو باہر آنے کے لئے کہا۔

"مسٹر جیکب! — آپ کے تعاون کا بے حد شکریہ! — ڈلیسی! — اب ہمیں اجازت دو — زندگی رہی تو پھر ملیں گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں! — میں تمہارے ساتھ جاؤں گا" — ڈلیسی نے بڑے مضبوط لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں ڈلیسی ڈیئر! — تمہارا اتنا تعاون ہی کافی ہے۔ آگے تو بس موت ہی موت ہے" — عمران نے کہا۔ لیکن ڈلیسی نے اصرار کرنا شروع کر دیا۔ مگر عمران نے جب اسے سمجھایا کہ زیادہ آدمی ان کے مشن کو نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں تو بالآخر ڈلیسی وہیں رہ جانے پر رضامند ہو گیا۔

عمران نے اپنے ساتھیوں کو سمجھایا کہ وہ کس طرح ریت باہر نکالیں گے اور ساتھ ساتھ جیپ کو بھی دھکیلیں گے تو سوائے جولیا کے سب نے بیلچے سنبھال لئے۔

عمران نے جولیا کو جیپ کے اندر بٹھایا اور پھر خود ڈرائیونگ سیٹ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پر بیٹھ کر اس نے جیپ کو اس ڈھلانے کی طرف بڑھا دیا۔ ریت پر چلنے والی جیپ میں ایک طاقتور ہائیڈرالک سسٹم لازمی موجود ہوتا ہے تاکہ اگر کہیں جیپ نرم ریت میں پھنس جاتے تو اس سسٹم کے تحت جیپ کو اوپر اٹھایا جا سکے۔ اور اس سسٹم کے مدد سے ہی عمران نے اس سرنگ سے اوپر صحرا میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا تھا۔

بیلچوں کی مدد سے ریت ہٹتے ہی عمران نے جیپ کو نہ صرف تیزی سے آگے دھکیلنا شروع کر دیا۔ بلکہ تھوڑا سا آگے جانے کے بعد اس نے ہائیڈرالک سسٹم کو مکمل ٹاپ پر لگا دیا اور جیپ کا سامنے کا حصہ تیزی سے اوپر کو اٹھنے لگا۔

عمران کے سمجھانے کی وجہ سے اس کے باقی ساتھی اب پچھلے ڈھکن سے جیپ کے اندر پہنچ گئے تھے۔ اور ڈھکن کو اندر سے لاک کر دیا گیا تھا۔ طاقتور انجن پوری قوت سے غرا رہا تھا اور جیپ آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ اس کے چاروں طرف ریت ہی ریت تھی۔ کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

انجن پر دباؤ برابر بڑھتا جا رہا تھا اور عمران ہونٹ بھینچے یہی سوچ رہا تھا کہ کہیں انجن پوری قوت لگانے کے بعد فیل نہ ہو جائے۔ لیکن اچانک ایک زوردار جھٹکے سے جیپ کا اوپر والا حصہ یکلخت اوپر کو اٹھ گیا اور اس کے ساتھ ہی انجن پر پڑنے والا بے پناہ دباؤ ختم ہو گیا۔ عمران نے جلدی سے ہائیڈرالک سسٹم زیرو کر دیا۔ اور جیپ سیدھی ہو کر آگے دوڑنے لگی۔ لیکن وہ سیدھی آگے بڑھنے کی بجائے بار بار ادھر ادھر تیزی سے گھوم جاتی اور عمران کو مسلسل پاور سٹیرنگ سے کشتی

کرنی پڑ رہی تھی۔ خوفناک شور جیپ کے اندر بھی سنائی دے رہا تھا۔
عمران نے یکلخت بٹن دبا کر شیشے صاف کرنے والا سسٹم آن کر دیا۔ اور اب انہیں ہلکا ہلکا نظر آنے لگا۔ لیکن ہر طرف اس قدر ریت اڑتی پھر رہی تھی کہ جیسے وہ ریت کے سمندر میں تیر رہے ہوں۔
جیپ ڈولتی۔ لرزتی اور کبھی کبھی گھوم کر سیدھی ہوتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ عمران نے چونکہ صفدر کے اس عمارت سے حاصل کردہ نقشے کا مطالعہ کیا ہوا تھا اس لئے اس نے اس اڈے سے اس موسمیاتی سنٹر کی سمت اور فاصلے کا اندازہ لگا لیا تھا۔ وہ اس سنٹر کی طرف جانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن خوفناک طوفانی ہوائیں اس کے تصور سے بھی زیادہ طاقتور ثابت ہو رہی تھیں۔ اس لئے چند لمحوں بعد ہی اسے احساس ہو گیا کہ وہ اندازہ کھو بیٹھا ہے۔ اور اب جیپ ریت پر پاگلوں کے سے انداز میں اِدھر اُدھر دوڑتی پھر رہی تھیں جیسے اس کی کوئی منزل ہی نہ ہو۔

"اس قدر خوفناک اور طوفانی ہوائیں تو شاید دنیا میں اور کہیں نہیں چلتیں" ـــــ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"یہ مصنوعی ہیں ـــ اسے ایک حفاظتی اقدام سمجھ لو" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"اب ہم نے جانا کہاں ہے" ـــــ؟ جولیا نے پوچھا۔
"ابھی جیپ کے اندر آکسیجن موجود ہے ـــــ مقدار تھوڑی دیر بعد یہ ختم ہو جائے گی ـــ کیونکہ باہر ریت کی زیادتی کی وجہ سے آکسیجن کا تناسب خاصا کم ہے ـــ اس لئے جب تک آکسیجن ملتی رہے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

گی۔ طوفانی ہواؤں میں ڈوبتے رہیں گے اور پھر ـــــ" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"وہ صفدر کیا اس ہوا میں داخل ہوا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے اچانک پوچھا۔
"ہاں! ـــ وہ احمق بغیر کسی حفاظتی انتظام کے اندر داخل ہو گیا ہے"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔
اور ان سب کے چہرے بری طرح لٹک گئے۔ اب اتنے احمق تو وہ نہ تھے کہ اس قدر خوفناک اور طوفانی ہواؤں میں داخل ہونے والے انسان کے انجام کو نہ سمجھ سکیں۔
"صفدر ہم سب میں زیادہ ذہین تھا ـــــ مجھے لگتا ہے کہ تم نے جان بوجھ کر اسے یہاں داخل کرا کر مروایا ہے ـــــ یہ سب تمہارا قصور ہے ـــــ تم نے سوچا ہو گا کہ کہیں وہ تم سے آگے نہ نکل جائے"۔ یکلخت جولیا نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا اور عمران حیران ہو کر جولیا کو دیکھنے لگا۔
"مجھے کیا ضرورت تھی صفدر کو مروانے کی" ـــــ عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔ اس کا لہجہ بےحد سرد تھا۔
"مس جولیا! ـــ عمران نے ہزاروں بار صفدر کی جان اپنی جان خطرے میں ڈال کر بچائی ہے ـــــ اس لئے آپ کا اس طرح سوچنا غلط ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔
"تو پھر ـــ تو پھر ـــــ" جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے ہاتھ چہرے پر رکھ لئے۔ اور عمران سمجھ گیا

کر شدید ذہنی دباؤ اور صفدر کے انجام کا سوچ کر جولیا کی یہ حالت ہوئی ہے۔

"وہ زندہ ہوگا ___ تم فکر نہ کرو ___ وہ سپر ایجنٹ ہے کوئی عام آدمی نہیں ہے" ___ عمران نے مسکرا کر کہا وہ اس ماحول کو ختم کرنا چاہتا تھا۔

"بکواس مت کرو ___ مت نام لو اس کا ___ سب تمہارا قصور ہے میں کہہ رہی ہوں" ___ جولیا اس طرح چیخی جیسے اس کا دماغی توازن بگڑ گیا ہو۔

اسی لمحے اچانک جیپ کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اور وہ سب جھٹکا لگنے سے تیزی سے آگے کی طرف جھکے اور دوسرے لمحے یہ دیکھ کر ان سب کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹ گئیں کہ جیپ انتہائی تیزی سے جھک کر ریت کے اندر اس طرح دھنسی جا رہی تھی جیسے دلدل میں کوئی چیز دھنس جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی جیپ کا انجن بھی خود بخود بند ہو گیا۔

"اوہ! ___ یہ یقیناً ریت کی دلدل ہے" ___ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

جیپ کا انجن خود بخود بند ہونے کا مطلب تھا کہ وہ اب باہر نہیں نکل سکتی تھی اور باہر خوفناک اور طوفانی ہواؤں کی وجہ سے وہ نکل نہ سکتے تھے۔

"باہر چلو ___ اس طرح ریت میں دفن ہو کر مرنے سے بہتر ہے کہ ہواؤں کا مقابلہ کرتے ہوئے مر جائیں" ___ عمران یکلخت اچھل کر پچھلے حصے کی طرف بڑھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ عمران ڈھکن کھولتا۔ جیپ ریت میں مکمل طور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پر دفن ہو چکی تھی۔ اور اب عقبی ڈھکن کھلنا بھی ناممکن ہو گیا تھا۔ اس پر بھی ٹنوں کے حساب سے ریت آ گئی تھی۔

"اب کچھ نہیں ہو سکتا" ___ عمران نے ڈھیلا ہو کر ایک سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور خوفناک موت نے ان کی آنکھوں کو دھندلا کر رکھ دیا۔ یقینی اور خوفناک موت۔

جیپ مسلسل نیچے ہی نیچے دھنستی جا رہی تھی۔ اور اب نجانے اس پر کس قدر ریت آ چکی تھی۔ اس کا وہ اندازہ ہی نہ لگا سکتے تھے۔ ریت میں زندہ دفن ہو کر مرنے کا تو شائد انہوں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ لیکن اب ان کے ساتھ ایسا ہو رہا تھا اور وہ بے بس تھے۔

"سر! ـــ وہ آدمی زندہ ہے" ـــ اچانک کمرے میں داخل ہونے والے ایک لمبے تڑنگے نوجوان نے کہا۔

"کیا مطلب! ـــ زندہ ہے ـــ وہ کیسے ـــ اس قدر طوفانی ہواؤں میں پھنس کر وہ زندہ کیسے رہ سکتا ہے" ـــ کمرے میں بیٹھے ہوئے کرنل ٹاڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں خود اس کی موت کا یقین تھا کرنل! ـــ لیکن وہ حیرت انگیز طور پر زندہ ہے ـــ مگر اس کی حالت انتہائی خطرناک ہے اور ڈاکٹر اسے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں" ـــ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں! ـــ اسے زندہ رہنا چاہیئے تاکہ معلوم ہو سکے کہ درحقیقت وہ ہے کون ـــ اور کس طرح اس صحرا میں داخل ہوا ہے" ـــ کرنل ٹاڈ نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"اسی بات پر تو ہم سب حیران ہیں ـــ یہاں سے پورے صحرا کی چیکنگ ہوتی ہے ـــ صحرا کی بیرونی مشینیں بھی مسلسل صحیح کام کر رہی ہیں اور ایک چڑیا بھی ان مشینوں کی زد میں آئے بغیر اندر داخل نہیں ہو سکتی ـــ لیکن یہ آدمی نہ صرف اندر داخل ہو گیا بلکہ مشینوں نے اسے چیک بھی نہیں کیا ـــ میں نے بھی ڈاکٹروں کو اسی لئے اس کی جان بچانے کا حکم دیا ہے تاکہ میں یہ معلوم کر سکوں کہ آخر وہ اندر داخل کیسے ہوا" ـــ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ اس سنٹر کا انچارج ڈاکٹر سمتھ تھا اور اس وقت وہ اپنے مخصوص دفتر میں تھا جہاں ہر طرف دیواروں پر بڑی بڑی سکرینیں لگی ہوئی تھیں اور ہر سکرین پر صحرا کے مختلف حصوں کا منظر نظر آ رہا تھا۔ لیکن ساری سکرینوں پر منظر یکساں تھے۔ ریت اڑاتی ہوئی طوفانی ہوائیں اور بس۔ پہلے پہل تو کرنل ٹاڈ بھی دلچسپی سے ان سکرینوں کو دیکھتا رہا لیکن پھر جلد ہی بور ہو گیا۔

"لیبارٹری کا انچارج کون ہے ڈاکٹر سمتھ" ـــ کرنل ٹاڈ نے پوچھا۔

"لیبارٹری کے انچارج بوڑھے ڈاکٹر ناٹسی ہیں ـــ ویسے وہاں زیادہ تر آٹومیٹک مشینیں ہیں ـــ صرف چند افراد کام کرتے ہیں ـــ ان کی رہائش بھی وہیں لیبارٹری کے اندر ہی ہے ـــ چونکہ یہ سب ایسے سائنسدان ہیں جو نہ صرف کنوارے ہیں بلکہ پیچھے بھی ان کا کوئی نہیں ہے ـــ اس لئے وہ لیبارٹری سے باہر شاذونادر ہی جاتے ہیں ـــ وہاں حکومت نے انہیں اس طرح کی سہولتیں مہیا کر رکھی ہیں کہ جیسے وہ لیبارٹری کی بجائے کسی جنت میں ہوں" ـــ ڈاکٹر سمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا لیبارٹری کے اندر عورتیں بھی ہیں" ——— ؟ کرنل ٹاڈ نے چونک کر پوچھا۔

"ظاہر ہے جناب! ——— حوروں کے بغیر جنت کا کیا لطف ——— حکومت نے وہاں چھ انتہائی خوبصورت، پُرشباب اور نوجوان عورتیں بھجوائی ہوئی ہیں جو ان سائنسدانوں کی رہائش گاہ تک ہی محدود رہتی ہیں مین لیبارٹری تک وہ نہیں جا سکتیں ——— اور ان کا کام ان سائنسدانوں کی خدمت کرنا ہے ——— ہر قسم کی خدمت" ——— ڈاکٹر سمتھ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ——— پھر تو یہ سائنسدان واقعی مزے کر رہے ہوں گے"۔ کرنل ٹاڈ نے اپنی عیاشانہ فطرت سے مجبور ہو کر کہا۔

"ارے جناب کیسے مزے ——— یہ سب نجانے کس قدر کھٹور ہیں کہ بس ہر وقت لیبارٹری میں گھسے رہتے ہیں ——— خاص طور پر ڈاکٹر تاتشی وہ تو جیسے انسان ہی نہیں ہے ——— بس وہیں لیبارٹری میں ہی چند گھنٹے سو لیتا ہے اس کے لئے مخصوص لڑکی کا نام سویٹی ہے۔ انتہائی خوبصورت اور شاندار لڑکی ہے جناب! ——— لیکن سخت بور ہے بس کبھی کبھی بور ہو کر یہاں آجاتی ہے" ——— ڈاکٹر اسمتھ نے معنی خیز انداز میں کہا۔

"اوہ اچھا! ——— کیا اس سے میری ملاقات ہو سکتی ہے" ——— کرنل ٹاڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں ہو سکتی ——— ساری لڑکیوں سے ہو سکتی ہے۔ آپ حکومت کی طرف سے اب سنٹر اور لیبارٹری کے معاملات میں حرفِ آخر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کا درجہ رکھتے ہیں ——— آپ کے حکم کی تعمیل سب پر فرض ہے"۔ ڈاکٹر اسمتھ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ڈاکٹر اسمتھ! ——— میں نے تو بس یہاں کچھ دن رہنا ہے تاکہ کسی متوقع حملے سے لیبارٹری کو بچایا جا سکے ——— لیکن یہاں آکر میں محسوس کر رہا ہوں کہ یہاں میرا رہنا فضول ہے۔ یہاں کون داخل ہو سکتا ہے" ——— کرنل ٹاڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— یہ بات تو ہے ——— بہرحال آپ جب بھی حکم کریں گے سویٹی آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے گی ——— وہ بیچاری تو ایسے مواقع ڈھونڈتی ہے" ——— ڈاکٹر اسمتھ نے کہا اور کرنل ٹاڈ کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

"ویری گڈ! ——— تب تو اس خشک جگہ پر کچھ روز رہا جا سکتا ہے۔ ویسے آپ پتہ کرائیں کہ اس آدمی کی کیا پوزیشن ہے تاکہ میں اس سے ضروری بات چیت کر سکوں" ——— کرنل ٹاڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر اسمتھ نے سر ہلایا اور پھر میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن دبا دیا۔

"یس سر ——— ڈاکٹر ٹموتھی سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ٹموتھی! ——— آپ کے مریض کی اب کیا پوزیشن ہے ——— ؟" ڈاکٹر اسمتھ نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"اوہ! ——— اس کی مکمل ڈریسنگ کر دی گئی ہے جناب! ——— اس کی حالت ویسے تو خطرے سے باہر ہے کیونکہ اسے نہ تو اندرونی چوٹیں

آئی ہیں اور نہ ہی اس کو کوئی فریکچر آیا ہے ـــــ البتہ اس کے جسم کی کھال ریت کے ذرات کی رگڑ سے پھٹ گئی تھی جس کی ڈریسنگ ہو گئی ہے ـــ لیکن ہوا کے خوفناک دباؤ کی وجہ سے اس کا ذہن متاثر ہوا ہے اس لئے ابھی اُسے ہوش نہیں آیا" ـــــ ڈاکٹر ٹموتھی نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے۔

"کتنا وقت لگے گا اُسے ہوش میں آنے تک" ـــــ؟ ڈاکٹر اسمتھ نے پوچھا۔

"حتمی طور پر تو کچھ نہیں کہا سکتا ـــــ اندازہ ہے کہ آٹھ گھنٹوں کے اندر اندر ہوش میں آجائے گا" ـــــ ڈاکٹر ٹموتھی نے جواب دیا۔

"او کے" ـــــ ڈاکٹر اسمتھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ڈاکٹر آٹھ گھنٹے کہہ رہا ہے ـــــ ہو سکتا ہے زیادہ وقت بھی لگ جائے" ـــــ ڈاکٹر اسمتھ نے رسیور رکھ کر کرنل ٹاڈ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ اس کا مطلب ہے کہ فی الحال میں آٹھ گھنٹوں کے لئے فارغ ہوں ـــــ کیا وہ سویٹی دن کے وقت ادھر نہیں آسکتی" ـــــ؟ کرنل ٹاڈ نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں آسکتی ـــــ لیکن اس کے لئے لیبارٹری اور سنٹر کا رابطہ گیٹ کھلوانا پڑے گا" ـــــ ڈاکٹر اسمتھ نے جواب دیا۔

"کیا اس کے کھلوانے میں کوئی رکاوٹ ہے" ـــــ کرنل ٹاڈ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں ـــ اصول کے مطابق ہفتے میں صرف ایک روز سپلائی

کے لئے گیٹ کھلتا ہے ـــــ اس کے علاوہ اگر کھلوانا ہو تو ڈاکٹر ناٹسی سے نہ صرف باقاعدہ اجازت لینی پڑتی ہے ـــــ بلکہ اُسے وجہ بھی بتانی پڑتی ہے" ـــــ ڈاکٹر اسمتھ نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ تو سپلائی کے لئے کونسا دن مقرر ہے" ـــــ؟ کرنل ٹاڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"منگل کا دن ـــــ اسی روز باہر سے سپلائی آتی ہے ـــــ آپ کو تو سپیشل انتظامات کے تحت لایا گیا ہے ـــــ ورنہ ہیلی کاپٹر صرف منگل کے روز صبح کو یہاں سپلائی لے کر آتے ہیں اور اسی روز صبح کو گیٹ کھلتا ہے اور پھر شام کو دوبارہ بند ہو جاتا ہے ـــــ لڑکیاں منگل کے روز صبح ہی یہاں آجاتی ہیں اور شام کو واپس چلی جاتی ہیں ـــــ لیکن اگر آپ کہیں تو گیٹ کو خصوصی طور پر کھلوا لیا جائے ـــــ اس کے لئے آپ کو خود ڈاکٹر ناٹسی سے بات کرنا ہو گی اور اُسے مطمئن کرنا ہو گا ـــــ وہ بے حد سنکی اور جھکی آدمی ہے" ـــــ ڈاکٹر اسمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے بات کراؤ ـــــ میں بات کرتا ہوں ـــــ ایسے سنکی اور جھکی آدمیوں کو میں ڈیل کرنا جانتا ہوں" ـــــ کرنل ٹاڈ نے کہا اور ڈاکٹر اسمتھ سر ہلاتا ہوا اُٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کے ایک خانے سے ایک وائرلیس ٹیلیفون باہر نکالا اور اُسے لا کر میز پر رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کے مختلف بٹن دبائے تو فون کے نچلے حصے میں ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔

"یہ رسیور لیجئے ـــــ ابھی ڈاکٹر ناٹسی کی شکل سکرین پر نظر آئے گی تو رابطہ قائم ہو جائے گا" ـــــ ڈاکٹر اسمتھ نے رسیور کرنل ٹاڈ کی طرف

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بڑھاتے ہوئے کہا۔

"انہیں میرے متعلق پہلے سے اطلاع مل چکی ہے کہ نہیں" ــــ کرنل ٹاڈ نے رسیور ہاتھ میں لیتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل جناب ــــ ان کی اجازت کے بغیر تو آپ سنٹر میں بھی داخل نہ ہو سکتے تھے" ــــ ڈاکٹر اسمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل ٹاڈ نے سر ہلا دیا۔

ڈاکٹر اسمتھ نے فون پر لگے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے اور پھر آخری نمبر ڈائل کر کے اس نے جیسے ہی انگلی ہٹائی یکلخت سکرین پر ایک سفید داڑھی والے بوڑھے آدمی کی تصویر نظر آنے لگی۔ اس کے چہرے پر عینک تھی اور سفید بال بُری طرح بکھرے ہوئے تھے۔ وہ اتنا بوڑھا تھا کہ اس کی بھنویں تک سفید تھیں۔ چہرہ اس قدر سوکھا ہوا تھا کہ جیسے سوکھی کھجور ہوتی ہے۔

"کیا بات ہے" ــــ یکلخت ایک چیختی ہوئی ناخوشگوار آواز رسیور میں سے نکلی۔

"میں کرنل ٹاڈ ہوں بلیک ایجنٹ" ــــ کرنل ٹاڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے ــــ میں تمہارا فوٹو دیکھ چکا ہوں" ــــ ڈاکٹر ناٹسی نے اسی طرح چیختی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"میں ڈاکٹر اسمتھ کو حکم دے رہا ہوں کہ وہ لیبارٹری اور سنٹر کا رابطہ گیٹ کھول دے ــــ کیونکہ میں اپنے طور پر اس سارے سسٹم کو چیک کرنا چاہتا ہوں" ــــ کرنل ٹاڈ نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"کوئی ضرورت نہیں چیک کرنے کی" ــــ ڈاکٹر ناٹسی نے ناخوشگوار

RAFREXO@HOTMAIL.COM

RAFREXO@HOTMAIL.COM

رہنے کے بعد وہ دوبارہ بول پڑا۔

" آپ یہاں سے تو بہر حال چلے جائیں گے —— کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ کسی طرح مجھے یہاں سے ٹرانسفر کرا دیں" —— ڈاکٹر اسمتھ نے کہا

" اوہ اچھا ! —— کیوں ! آپ یہاں خوش نہیں ہیں" —— کرنل ٹاڈ نے چونکتے ہوئے کہا اور اب وہ ساری بات سمجھ گیا تھا کہ ڈاکٹر اسمتھ کیوں اس کے لئے اتنا کچھ کر رہا ہے۔

" مجھے یہاں دو سال ہو گئے ہیں —— اور اس دوران میں واپس گھر بھی نہیں جا سکا —— اب واقعی میں یہاں تنگ آ گیا ہوں —— اگر آپ چاہیں تو میرا ٹرانسفر ہو سکتا ہے" —— ڈاکٹر اسمتھ نے کہا۔

" کون کرتا ہے آپ کا ٹرانسفر" —— کرنل ٹاڈ نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

" ڈائریکٹر جنرل موسمیات میتھو" —— ڈاکٹر اسمتھ نے جواب دیا۔

" آپ یہاں سے کہاں جانا چاہتے ہیں" —— کرنل ٹاڈ نے پوچھا۔

" واپس دارالحکومت —— میرا گھر وہیں ہے" —— ڈاکٹر اسمتھ نے جواب دیا۔

" تو یوں سمجھ لیں کہ آپ کا ٹرانسفر ہو گیا —— ڈائریکٹر جنرل میتھو میرا ذاتی دوست ہے —— آپ قطعاً بے فکر رہیں" —— کرنل ٹاڈ نے کہا اور ڈاکٹر اسمتھ مسرت سے اچھل پڑا۔

" اوہ ! —— بہت بہت مہربانی —— یہ آپ کا مجھ پر ذاتی احسان ہو گا" —— ڈاکٹر اسمتھ نے بڑے پُر خلوص لہجے میں کہا اور کرنل نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔ البتہ وہ دل ہی دل میں ڈاکٹر اسمتھ کی سادہ لوحی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پر ہنس رہا تھا۔ بھلا کرنل ٹاڈ کو کیا پڑی ہے کہ وہ اس ڈاکٹر کے ٹرانسفر کے چکر میں پڑے ۔۔۔ لیکن کرنل ٹاڈ نے جان بوجھ کر اس سے وعدہ کر لیا تھا تاکہ ڈاکٹر اسمتھ اور زیادہ دل وجان سے اس کی خدمت مدارت کرتا رہے ۔ یہاں سے واپس جانے کے بعد کس کے پاس فرصت ہوگی کہ وہ اس جیسے ڈاکٹر کا کام کرتا پھرے ۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا ۔

" باس !۔۔۔ لیبارٹری سے مس سویٹی تشریف لائی ہیں " ۔۔۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ یس !۔۔۔ اُسے یہاں بھجوا دو ۔۔۔ اور سنو !۔۔۔ راکی سے کہنا کہ وہ کھلے دروازے پر ہی پہرہ دیتا رہے ۔ اس جگہ کو اکیلا نہیں رہنا چاہیئے " ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس باس " ۔۔۔ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر باہر نکل گیا۔

کرنل ٹاڈ کی نظریں البتہ دروازے کی طرف ہی لگی ہوئی تھیں جہاں سے اس لڑکی سویٹی نے آنا تھا جس کی تعریفیں وہ ڈاکٹر اسمتھ سے سُن چکا تھا۔

اور پھر واقعی چند لمحوں بعد دروازہ کھول کر جو لڑکی اندر داخل ہوئی ۔ اس کے شباب اور حسن نے کرنل ٹاڈ کو متحیر کر دیا۔ اس قدر خوبصورت اور نوجوان لڑکی کا تو اس کے ذہن کیا تصور بھی نہ تھا۔ حالانکہ اس نے تقریباً پوری دنیا گھوم ڈالی تھی اور تقریباً دنیا کے ہر خطے کی خوبصورت عورتوں سے اس کی ملاقات رہی تھی۔ لیکن جو سحر اور کشش اس لڑکی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

یہ بھی وہ شاید کرنل نے پہلے کبھی محسوس نہ کی تھی۔ وہ حیرت سے بُت بنا آنے والی کو دیکھتا رہا۔

" یہ سویٹی ہیں کرنل صاحب !۔۔۔ آپ کی میزبان ۔۔۔ اور سویٹی ! یہ کرنل ٹاڈ ہیں ۔۔۔ حکومت ایکریمیا کے بلیک ایجنٹ ۔۔۔ یوں سمجھ لو کہ صدر ایکریمیا " ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ وہ واقعی خوشامد میں خاصا آگے نکلا جا رہا تھا۔

" آپ سے مل کر واقعی خوشی ہوئی کرنل ٹاڈ " ۔۔۔ لڑکی نے گنگناتی ہوئی آواز میں کہا اور کرنل ٹاڈ کو یوں محسوس ہوا جیسے انتہائی خوشگوار موسیقی اس کے کانوں میں اتر رہی ہو۔

" اوہ !۔۔۔ آپ کس قدر خوبصورت ہیں مس سویٹی !۔۔۔ حیرت انگیز حسن کی مالکہ ہیں آپ " ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر جلدی سے اٹھ کر اس نے سویٹی کا مصافحہ کے لئے بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا۔

" آپ بھی کسی سے کم نہیں ہیں کرنل !۔۔۔ آپ جیسا وجیہہ اور مضبوط مرد میری نظروں سے کبھی پہلے نہیں گذرا " ۔۔۔ سویٹی نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے کرنل ٹاڈ کے ہاتھ کو آہستہ سے دبا دیا۔ اور کرنل ٹاڈ کے رہے سہے ہوش بھی یکدم غائب ہو گئے۔

" کچھ پینے پلانے کے لئے منگوایا جائے کرنل " ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ کرنل ٹاڈ کی حالت دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ اب کرنل ٹاڈ لازماً اس کی ٹرانسفر کرا دے گا۔

اوہ! — آپ نے بتایا تو ہے کہ کمرے میں پرانی شراب موجود ہے۔ تو میرے خیال میں وہیں چل کر ہی پینے پلانے کی محفل کیوں نہ جمائی جائے" —— کرنل ٹاڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی — آیئے" —— ڈاکٹر اسمتھ نے کہا اور پھر وہ کرنل ٹاڈ اور سوہٹی کو لئے ایک اور کمرے میں آیا۔ یہ کمرہ واقعی انتہائی خوبصورت اور آرام دہ بیڈروم کے طور پر سجا ہوا تھا۔

"اچھا کرنل! — اب مجھے اجازت دیجئے —— میں نے دفتر کا کچھ کام بھی نمٹانا ہے —— ہاں! پھر وہ دروازہ کس وقت بند کرنا ہے"۔ ڈاکٹر اسمتھ نے کہا۔ وہ دراصل براہ راست یہ نہ پوچھنا چاہتا تھا کہ کرنل ٹاڈ سوہٹی کو کب واپس بھیجے گا اس لئے اس نے غنچہ دے کر بات کی تھی۔

"کیا ضرورت ہے بند کرنے کی —— جب میں یہاں سے جاؤں گا پھر بند کر دینا" —— کرنل ٹاڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب وہ سوہٹی کو دیکھنے کے بعد اُسے کیسے چند گھنٹوں بعد واپس بھجوا دیتا۔

"لیکن کرنل! — آپ نے اس آدمی سے بھی تو بات کرنی ہے"۔ ڈاکٹر اسمتھ نے کہا۔

"اُسے پوری طرح ٹھیک ہونے دو — پھر بات بھی ہو جائے گی۔ وہ یہاں سے کہاں جا سکتا ہے" —— کرنل ٹاڈ اب کسی کام پر آمادہ نظر نہ آ رہا تھا۔

"اوکے! — جیسا آپ کا حکم" —— ڈاکٹر اسمتھ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ اور پھر اپنے دفتر میں پہنچ کر اس نے میز کی دراز سے سب سے پہلے اپنی پرسنل فائل نکالی جس میں اس کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بیوی اور بچوں کے فوٹو تھے۔

"فکر نہ کرو ڈیئر! —— اب میں جلد ہی یہاں سے نجات حاصل کر کے مستقل طور پر تمہارے پاس آ جاؤں گا —— کرنل ٹاڈ اب لازماً میرا کام کر دے گا"۔ ڈاکٹر اسمتھ نے اپنی بیوی کے فوٹو کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے فائل واپس میز کی دراز میں رکھی اور ایک اور فائل نکال کر اپنے دفتری کام میں مصروف ہو گیا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور ڈاکٹر اسمتھ نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ڈاکٹر اسمتھ سپیکنگ" —— ڈاکٹر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں ڈاکٹر ٹموتھی بول رہا ہوں —— مریض کو حیرت انگیز طور پر جلد ہی ہوش آ گیا ہے —— اب اس کے بارے میں کیا حکم ہے" —— دوسری طرف سے ڈاکٹر ٹموتھی کی آواز سنائی دی۔

"اوہ اتنی جلدی! — آپ تو کہہ رہے تھے کہ آٹھ گھنٹوں میں ہوش آئے گا" —— ڈاکٹر اسمتھ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! — اندازہ تو یہی تھا —— لیکن یہ شخص حیرت انگیز قوت ارادی کا مالک لگتا ہے —— نہ صرف اُسے ہوش آ گیا ہے بلکہ وہ پوری طرح چاق و چوبند بھی ہے —— حالانکہ میرا خیال تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد بھی وہ کم از کم اڑتالیس گھنٹوں تک تو حرکت بھی نہ کر سکے گا" —— ڈاکٹر ٹموتھی نے جواب دیا۔

"اوہ! — شاید اسی وجہ سے ہی وہ اس قدر خوفناک طوفانی ہواؤں کی زد میں رہنے کے باوجود ہلاک نہیں ہوا تھا —— ٹھیک ہے کرنل ٹاڈ تو اب بیڈروم سے باہر آنے سے رہا۔ البتہ میں خود آ رہا

ہوں ـــــ میں خود اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کس طرح صحرا میں داخل ہوا اور اس کا مقصد کیا ہے" ـــــ ڈاکٹر اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں اُسے ایمرجنسی رُوم سے بڑے کمرے میں بھجوا دیتا ہوں ـــ پھر آپ وہاں اطمینان سے بیٹھ کر اس سے بات چیت کر سکیں گے" ـــــ ڈاکٹر ٹموتھی نے کہا۔

"ہاں! ـــ وہاں ٹھیک ہے ـــ میں آرہا ہوں ـــ تھوڑا سا کام نمٹا لوں" ـــــ ڈاکٹر اسمتھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ دوبارہ فائل پر جھک گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

صفدر کی آنکھیں جیسے ہی کھلیں۔ اس کے منہ سے ایک کراہ سی نکل گئی۔

"اوہ! ـــ تمہیں ہوش آگیا ـــ حیرت ہے" ـــ اچانک ایک انسانی آواز سنائی دی اور صفدر کا شعور اس آواز کو سنتے ہی پوری طرح بیدار ہو گیا۔ ورنہ اب تک اس کے ذہن میں طوفانی ہواؤں کا وہی شور گونج رہا تھا۔ جو بیہوش ہونے سے پہلے اس کے ذہن میں محفوظ ہو چکا تھا۔

صفدر نے اس طرف کو گردن موڑی جدھر سے انسانی آواز سنائی دی تھی۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات خود بخود ابھر آئے۔ کیونکہ اس کے سامنے سفید ایپرن پہنے ایک نوجوان ڈاکٹر کھڑا تھا۔

"میں کہاں ہوں" ـــــ صفدر نے بے اختیار پوچھا۔

"تم یوں سمجھو کہ ہسپتال میں ہو ـــ ویسے مجھے حیرت ہے کہ تمہیں

اس قدر جلد کیسے ہوش آ گیا ——— ڈاکٹر ٹموتھی تو سات آٹھ گھنٹوں کا اندازہ لگا رہا تھا" ——— نوجوان نے اس کی نبض چیک کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس کی ناک سے لگی ہوئی آکسیجن ٹیوب ہٹا دی۔ اور ساتھ ہی اس نے صفدر کے بازو میں موجود خون کی بوتل کی سوئی بھی نکال دی اب صرف گلوکوز کی بوتل ہی اس کے بازو میں انجیکٹ ہو رہی تھی۔

"کون سے ہسپتال میں" ——— صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ اب ماحول اور اپنا جسم دیکھ کر اُسے واقعی یقین آ گیا تھا کہ وہ واقعی کسی ہسپتال میں ہے۔ لیکن وہ ان طوفانی ہواؤں سے بچ کر ہسپتال میں کیسے پہنچ گیا۔ یہ بات ابھی تک اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

"موسمیاتی سنٹر کے ہسپتال میں" ——— نوجوان ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— لیکن میں یہاں کیسے پہنچ گیا" ——— صفدر نے پوچھا۔

"تم زیادہ باتیں نہ کرو تو بہتر ہے ——— ویسے میں تمہیں بتا دوں کہ ایکریمیا سے کوئی کرنل ٹاڈ خصوصی طور پر سنٹر میں آیا ہے ——— اور اتفاق سے تم جو نجانے کس طرح صحرا میں داخل ہو گئے تھے۔ طوفانی ہواؤں میں اُڑتے ہوئے اس ہیلی کاپٹر کے انجن سے ٹکرائے اور اس کی جالی توڑتے ہوئے اندر انجن سے لپٹ کر یہاں سنٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ——— لیکن تمہاری حالت بے حد خراب تھی ——— تمہاری کھال بُری طرح پھٹ گئی تھی ——— پھر کرنل ٹاڈ کے حکم پر تمہارا علاج کیا گیا تاکہ وہ تم سے پوچھ گچھ کر سکے" ——— نوجوان ڈاکٹر نے کہا۔ وہ شائد کچھ ضرورت سے زیادہ ہی باتونی تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"اوہ ——— لیکن پھر تو میرے سارے جسم کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں گی" صفدر نے پٹیوں میں لپٹے ہوئے اپنے جسم کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ——— صرف کھال پھٹی تھی اور ذہن اور دل پر دباؤ تھا ——— باقی تم ہر لحاظ سے ٹھیک تھے ——— اچھا اب میں جا کر ڈاکٹر ٹموتھی کو بلا لاتا ہوں" ——— نوجوان ڈاکٹر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کچھ کہتا، وہ تیزی سے مڑ کر کمرے کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ اور صفدر نے اس طرح جان بچ جانے اور سنٹر کے اندر پہنچ جانے پر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کو حرکت دی اسے پورے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ لیکن جسم حرکت میں آ گیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ڈاکٹر صحیح کہہ رہا تھا کہ اس کی کوئی ہڈی نہیں ٹوٹی۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک اُدھیڑ عمر ڈاکٹر اندر داخل ہوا وہ نوجوان ڈاکٹر اس کے پیچھے تھا۔

"ارے تم حرکت کر رہے ہو ——— لیٹے رہو ——— تمہاری حالت کہیں پھر نہ بگڑ جائے" ——— آنے والے اُدھیڑ عمر ڈاکٹر نے جلدی سے قریب آتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا اور صفدر سیدھا ہو کر لیٹ گیا۔

اُدھیڑ عمر ڈاکٹر نے سٹیتھو سکوپ کی مدد سے اس کی چیکنگ شروع کر دی۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات تھے۔ وہ بار بار صفدر کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اُسے صفدر کی کھلی اور زندگی سے بھرپور آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ صفدر کا پورا جسم چہرے اور سر سمیت پٹیوں

میں لپٹا ہوا تھا۔ صرف اس کی آنکھیں، ناک اور منہ کھلا ہوا تھا۔ اور وہ بالکل کسی مصری ممی کی طرح لگ رہا تھا۔

"تم حیرت انگیز قوت ارادی کے مالک ہو مسٹر! ——— تم جیسا کیس میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا" ——— بوڑھے ڈاکٹر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ٹام ہے ڈاکٹر" ——— صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم صحرا میں کیسے داخل ہو گئے تھے" ——— ؟ ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"معلوم نہیں ——— میں جیپ پر آرلین جا رہا تھا کہ اچانک جیپ کا سٹیرنگ خراب ہو گیا ——— اور پھر جیپ ایک زوردار دھماکے سے دوڑتی ہوئی الٹ گئی ——— اور پھر میں اس میں سے اچھل کر ہوا میں اڑتا ہوا باہر نکلا ——— لیکن اس کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا جیسے مجھے یکلخت کسی نے فضا میں ہی اٹھا لیا ہو ——— میں اوپر بلندی کی طرف اٹھتا گیا جیسے کوئی طیارہ اوپر اٹھتا ہے اور یکلخت ہزاروں بدروحوں کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں ——— میرا جسم ہوا میں ہی پٹخنیاں کھانے لگا۔ اس کے بعد مجھے کوئی ہوش نہ رہا ——— اور اب یہاں ہوش آیا ہے" ——— صفدر نے اپنی طرف سے ایک کہانی گھڑتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہونا ناممکن ہے مسٹر ٹام! ——— صحرا کی حدود میں حفاظتی مشینیں موجود ہیں ——— وہ لازماً یہاں کال دیتیں ——— بلکہ ان کی پھینکی ہوئی ریز تمہیں جلا کر راکھ کر دیتیں ——— بہرحال ڈاکٹر اسمتھ جانے اور تم ——— مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے" ——— ڈاکٹر نے کہا اور تیزی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ البتہ وہ نوجوان ڈاکٹر وہیں رہ گیا۔

"تم نے یقین نہ آنے والی کہانی سنائی ہے مسٹر ٹام" ——— نوجوان ڈاکٹر نے کہا۔

"مجھے خود اب تک ان باتوں پر یقین نہیں آ رہا ——— آپ لوگوں کو کیا یقین آئے گا" ——— صفدر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور ڈاکٹر سر ہلا کر رہ گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر گلوکوز بند کیا اور صفدر کے بازو سے اس کی سوئی بھی باہر نکال لی۔

"اب آپ کو اس کی ضرورت نہیں رہی ——— البتہ یہ پٹیاں ابھی دو تین روز بعد ہی کھلیں گی" ——— نوجوان ڈاکٹر نے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور وہی ادھیڑ عمر ڈاکٹر اندر آ گیا۔

"مریض کو سٹریچر پر ڈالو اور بڑے کمرے میں لے چلو ——— ڈاکٹر اسمتھ اس سے پوچھ گچھ کے لئے آ رہے ہیں" ——— ڈاکٹر نے کہا۔

"یس ڈاکٹر" ——— نوجوان نے کہا اور ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے سٹریچر کی طرف بڑھ گیا۔

"میرا خیال ہے کہ میں چل سکتا ہوں ——— سٹریچر کی ضرورت نہیں ہے" ——— صفدر نے کہا اور اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔

"ارے ارے تم لیٹ جاؤ ——— ابھی تم نے ریسٹ کرنا ہے" ——— ادھیڑ عمر ڈاکٹر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"فکر کی کوئی بات نہیں ڈاکٹر! ——— تم نے میری جان بچائی ہے۔ میں تمہارا ممنون ہوں" ——— صفدر نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پہلے

تو ایک لمحے کے لئے وہ لڑکھڑایا پھر سنبھل گیا۔

"حیرت انگیز ۔۔۔ کمال ہے ۔۔۔ تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو" ۔ اُدھیڑ عمر ڈاکٹر نے کہا۔

"شکریہ ڈاکٹر ! ۔۔۔ ویسے کیا ڈاکٹر اسمتھ بھی آپ کی طرح ڈاکٹر ہیں" ۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ارے نہیں ! ۔۔۔ اس نے موسمیات میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے طب میں نہیں ۔۔۔ وہ اس سنٹر کا انچارج ہے" ۔۔۔ اُدھیڑ عمر ڈاکٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور پھر صفدر کا بازو تھامے وہ اس کمرے سے نکل کر ایک راہداری میں سے ہوتا ہوا ایک بڑے کمرے میں آ گیا۔ یہاں ایک طرف بیڈ رکھا ہوا تھا جس کے ساتھ ایک کرسی موجود تھی۔ باقی کمرہ ڈرائنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔

صفدر بیڈ پر لیٹ کر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ وہ واقعی اتنا چلنے سے تھک گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا اس کے چہرے پر سختی اور سنجیدگی نمایاں تھی۔

"اوہ ! ۔۔۔ واقعی اسے ہوش آ گیا ہے" ۔۔۔ آنے والے نے حیرت بھرے انداز میں صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے اُدھیڑ عمر ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہ صرف ہوش آ گیا ہے ۔۔۔ بلکہ یہ اپنے قدموں پر چل کر بھی یہاں تک آیا ہے ۔۔۔ انتہائی حیرت انگیز آدمی ثابت ہو رہا ہے یہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مسٹر ٹام" ۔۔۔ اُدھیڑ عمر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹام ۔۔۔ تو اس کا نام ٹام ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے سر ہلا کر کہا۔

"ہاں ! ۔۔۔ اس نے یہی نام بتایا ہے ۔۔۔ اور صحرا میں داخل ہونے کی عجیب و غریب اور ناقابل یقین کہانی سنائی ہے اس نے" ۔۔۔ اُدھیڑ عمر ڈاکٹر نے کہا۔

"ڈاکٹر ٹموتھی ! ۔۔۔ یہ ہماری فیلڈ کا کام نہیں ہے ۔۔۔ مسٹر ٹام کی حیرت انگیز صلاحیتوں اور کارکردگی کو دیکھتے ہوئے مجھے اب یقین ہو گیا ہے کہ یہ صاحب یقیناً اسی فیلڈ سے تعلق رکھتے ہیں جس سے کرنل ٹاڈ کا تعلق ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ان کا کس فیلڈ سے تعلق ہے ڈاکٹر اسمتھ ! ۔۔۔ کرنل ہیں تو فوجی ہوں گے" ۔۔۔ ڈاکٹر ٹموتھی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ارے نہیں ڈاکٹر ! ۔۔۔ وہ بلیک ایجنٹ ہے ۔۔۔ دوسرے لفظوں میں ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ ۔۔۔ وہ بتا رہا تھا کہ حکومت کو اطلاع ملی ہے کہ کوئی غیر ملکی ایجنٹ یہاں کسی مقصد کے لئے داخل ہونا چاہتے ہیں تو وہ انہیں چیک کرنے کے لئے یہاں آیا ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے کہا۔

"اوہ اچھا ! ۔۔۔ میں سمجھ گیا ۔۔۔ تو کرنل ٹاڈ کیوں نہیں آئے ۔۔۔ ؟" ڈاکٹر ٹموتھی نے کہا۔

"وہ کیسے آ سکتا ہے ۔۔۔ تم نے بتایا تھا کہ اسے آٹھ گھنٹوں سے پہلے ہوش نہیں آ سکتا ۔۔۔ اس لئے وہ آٹھ گھنٹوں کے لئے فارغ ہو گیا۔ اور ظاہر ہے بور تو اس نے ہونا تھا ۔۔۔ اس لئے میں نے لیبارٹری سے سیٹی

کو بلوایا۔ اور اب وہ اس کے ساتھ بیڈ روم میں بند ہے ۔۔۔ اب تو وہ نجانے کب نکلے گا" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے سویٹی کو دیکھ کر اچھے اچھوں کے ہوش گم ہو جاتے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر! ۔۔۔ سویٹی آج کیسے آگئی ۔۔۔ لیبارٹری اور سنٹر کا رابطہ گیٹ تو منگل کو کھلتا تھا" ۔۔۔ ڈاکٹر ٹموتھی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس نے ڈاکٹر نالٹی سے خصوصی اجازت لی ہے اور اس نے کیا لینی تھی وہ تو الٹا ڈاکٹر نالٹی اس سے ناراض ہونے لگ گیا تھا ۔۔۔ تم تو جانتے ہو کہ کس قدر جھکی اور سنکی آدمی ہے وہ ۔۔۔ میں نے صورت حال کو سنبھالا اور دروازہ کھلنے کی اجازت لی" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے ہنستے ہوئے کہا اور ڈاکٹر ٹموتھی بھی ہنس پڑا۔

" اچھا میں اس مسٹر ٹام سے چند باتیں کر لوں ۔۔۔ اصل گفتگو تو کرنل ٹاڈ ہی کریں گے" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے کہا اور تیزی سے صفدر کی طرف بڑھ آیا۔

صفدر بیڈ پر خاموش لیٹا ہوا دونوں ڈاکٹروں کی باتیں سن رہا تھا۔

" ہاں تو مسٹر ٹام! ۔۔۔ تم صحرا میں کیسے داخل ہوئے" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" میں نے پہلے ڈاکٹر ٹموتھی کو بتایا ہے ۔۔۔ آپ کو بھی بتا دیتا ہوں"۔ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے دوبارہ وہی کہانی ڈاکٹر اسمتھ کو بھی سنا دی۔

" ایسا ہونا ناممکن ہے مسٹر ٹام! ۔۔۔ اور کرنل ٹاڈ بڑا سخت آدمی ہے ۔۔۔ اس لئے سوچ لو کہ تم نے اسے کیا بتانا ہے اور کیا نہیں بتانا"۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ڈاکٹر اسمتھ نے سخت لہجے میں کہا اور اٹھ کر واپس مڑ گیا۔

" اس آدمی کی حفاظت کرنی ہوگی" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے ڈاکٹر ٹموتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ڈاکٹر گاسکر یہاں موجود رہیں گے ۔۔۔ ویسے یہاں سے یہ کہاں جا سکتا ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر ٹموتھی نے کہا۔

" واقعی یہ یہاں سے کہاں جا سکتا ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے کہا اور پھر وہ ڈاکٹر ٹموتھی سمیت کمرے کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ دروازہ باہر سے بند ہو گیا۔ وہ نوجوان ڈاکٹر جس کا نام گاسکر تھا دروازہ بند ہوتے ہی بڑبڑاتا ہوا صفدر کے بیڈ کے قریب پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" مجھے مریض کے ساتھ کمرے میں بند کر دیا ۔۔۔ اور خود حرامی سویٹی کے ساتھ عیش کر رہا ہے ۔۔۔ یہ سویٹی بھی بس ایسی ہی لڑکی ہے ۔۔۔ میں نے تو بے شمار بار کوشش کی ہے ۔۔۔ لیکن مجھے اس لڑکی نے گھاس تک نہیں ڈالی اور خود اس کرنل کے ساتھ کمرے میں چلی گئی ہے ہونہہ" ۔۔۔ ڈاکٹر گاسکر نے غصیلے انداز میں پھنکارتے ہوئے کہا۔

" یہ سویٹی تمہاری محبوبہ ہے کیا" ۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ صرف بڑے آدمیوں کی محبوبہ ہے ۔۔۔ لیبارٹری میں بھی وہ لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر نالٹی کی محبوبہ ہے ۔۔۔ اور یہاں بھی وہ ڈاکٹر اسمتھ کو گھاس ڈالتی ہے ۔۔۔ یا پھر اب وہ اس کرنل ٹاڈ کی بغل میں گھس گئی ہے ۔۔۔ حالانکہ میرا جسم بھی بالکل کرنل ٹاڈ جیسا ہے اس میں کوئی سرخاب کے پر تو نہیں لگے ہوئے" ۔۔۔ ڈاکٹر گاسکر نے

غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم کسی روز اسے زبردستی پکڑ لو" ـــــ صفدر نے کہا۔

"کیسے پکڑوں ـــ ایک لمحے وہ مجھے الٹا لٹکا دیں گے" ـــ ڈاکٹر گاسکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عشق میں ایسی باتیں نہیں سوچی جاتیں ـــــ بعد میں کیا ہوتا ہے کیا نہیں ہوتا ـــ ویسے بھی یہ سویٹی کونسی پارسا عورت ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اب یہ کرنل ٹاڈ جائے تو پھر ہی کچھ ہو سکتا ہے ـــــ اور یہ نجانے کب دفع ہو ـــ مجھے یقین ہے کہ وہ سویٹی کو دیکھنے کے بعد ہوش و حواس کھو بیٹھا ہو گا ـــ سویٹی ایسی ہی لڑکی ہے ـــ اب دیکھو لیبارٹری کا دروازہ جو صرف منگل کو کھلتا تھا اس وقت کھلا ہوا ہو گا ـــ حالانکہ یہ خلاف قانون ہے ـــ لیکن کون پوچھتا ہے" ـــــ ڈاکٹر گاسکر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر تم چاہو تو میں ابھی سویٹی کو تمہاری جھولی میں ڈال سکتا ہوں بس ذرا ہمت کرنی پڑے گی" ـــ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ! ـــ کیسے" ـــــ ؟ ڈاکٹر گاسکر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"تم کسی طرح مجھے اس کمرے تک کسی کی نظروں میں آئے بغیر پہنچا دو جہاں کرنل ٹاڈ اور سویٹی موجود ہیں ـــ اور اگر میک اپ باکس بھی مل جائے تو پھر میں تمہیں کرنل ٹاڈ کا روپ دے دوں گا ـــ اور کرنل ٹاڈ کو بیہوش کر کے کہیں پھینک دیں گے ـــــ سویٹی یہی سمجھتی رہے گی کہ وہ کرنل ٹاڈ کے پاس ہے ـــ حالانکہ تم اس کے پاس ہو گے"

RAFREXO@HOTMAIL.COM

صفدر نے کہا۔

"اوہ ! ـــ لیکن آخر کرنل ٹاڈ کو ہوش تو آ ہی جائے گا پھر" ڈاکٹر گاسکر نے چونک کر کہا۔

"تو پھر تمہیں تو کوئی راستہ معلوم ہو گا ـــ اسے باہر طوفانی ہواؤں میں پھینک دو اور خود مستقل کرنل ٹاڈ بن جاؤ ـــ اور خوب عیش کرو" ـــ صفدر نے جواب دیا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ میں ہو بہو کرنل ٹاڈ کیسے بن سکتا ہوں ـــ ؟ اور دوسری بات یہ کہ پھر ڈاکٹر گاسکر کہاں جائے گا" ـــ ؟ ڈاکٹر گاسکر نے کہا۔

"میں میک اپ کے کام میں ماہر ہوں ـــ ہالی وڈ کا سب سے بڑا میک اپ ماسٹر ہوں ـــ تمہیں کرنل ٹاڈ بنانا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے باقی رہی یہ بات کہ ڈاکٹر گاسکر کہاں جائے گا ـــ تو تم کرنل ٹاڈ کو باہر پھینک کر یہ ظاہر کرو کہ باہر ڈاکٹر گاسکر گیا ہے" ـــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ! ـــ واقعی ایسا ہو سکتا ہے ـــ اور پھر میں کرنل ٹاڈ کے میک اپ میں نہ صرف عیش کر سکتا ہوں۔ بلکہ اس جہنم سے باہر بھی جا سکتا ہوں ـــ لیکن میک اپ باکس کہاں سے لیں۔ وہ تو یہاں موجود نہیں ہے" ـــ ڈاکٹر گاسکر نے کہا۔

"کرنل ٹاڈ کا سامان کہاں ہے ـــ اس میں لازماً یہ چیزیں موجود ہوں گی" ـــ صفدر نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں ! ـــ اس کا بیگ زیرو روم میں موجود ہے۔ اس میں

ہے تو میں نکال لاتا ہوں ـــــ لیکن میں کیسے پہچانوں گا کہ میک اپ باکس کونسا ہے" ـــــ ڈاکٹر گاسکر نے مایوس لہجے میں کہا۔

"تم ایسا کرو کہ وہ بیگ ہی یہاں لے آؤ ـــــ میں خود اس میں سے مطلب کی چیزیں نکال لوں گا ـــــ سوچ لو۔ ہمیشہ کے مزے ہیں"۔ صفدر نے اسے اکساتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ لیکن تم ایسا کیوں کر رہے ہو" ـــــ ڈاکٹر گاسکر نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"میرے ساتھ تم یہ رعایت کر دینا کہ مجھے یہاں سے کسی طرح باہر بھجوا دینا" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر گاسکر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں سب کچھ کروں گا ـــــ بس مجھے سوئی چاہیئے" ـــــ ڈاکٹر گاسکر نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس کے باہر جاتے ہی صفدر بستر سے اٹھا اور اس نے باقاعدہ ہاتھ پاؤں ہلانے شروع کر دیئے۔ جیسے کوئی شخص صبح کو ورزش کرتا ہے چونکہ اس کے گھٹنوں اور کہنیوں پر بھی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں اس لئے وہ اپنے بازوؤں اور گھٹنوں کو پوری طرح حرکت نہ دے سکتا تھا۔ لیکن تھوڑی سی حرکت کے بعد یہ پٹیاں خود بخود قدرے ڈھیلی پڑ گئیں اور اب صفدر آسانی سے حرکت میں آسکتا تھا۔

چند لمحوں بعد دروازے کے باہر قدموں کی آواز سنائی دی تو صفدر جلدی سے دوبارہ بیڈ پر لیٹ گیا۔ دروازے سے ڈاکٹر گاسکر اندر داخل ہوا اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا۔

"بڑی مشکل سے لایا ہوں ـــــ ڈاکٹر ٹوتھی وہاں موجود تھا۔ اتفاقاً وہ اٹھ کر باتھ روم میں گیا تو میں جلدی سے بیگ اڑا لایا" ـــــ ڈاکٹر گاسکر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ ایک عام سا ڈاکٹر تھا اس لئے اتنے سے کام نے ہی اس کے ذہن پر خاصا دباؤ ڈال دیا تھا۔

صفدر کراہتا ہوا اٹھا جیسے اسے اٹھنے میں بڑی تکلیف ہو رہی ہو۔ وہ ڈاکٹر گاسکر پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ زیادہ تیزی سے حرکت نہیں کر سکتا۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ ڈاکٹر گاسکر اس کی طرف سے مشکوک ہو جاتا۔ کیونکہ اسے تو بہر حال یہی بتایا گیا تھا کہ صفدر کوئی بہت بڑا مجرم ہے۔

صفدر نے چند لمحوں کی کوششوں کے بعد بیگ کھول لیا۔ بیگ میں مختلف قسم کا اسلحہ تو موجود تھا لیکن میک اپ باکس ٹائپ کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ شائد کرنل ٹاڈ نے اس کی ضرورت ہی محسوس نہ کی ہو۔

"اس میں تو صرف اسلحہ بھرا ہوا ہے" ـــــ ڈاکٹر گاسکر نے مایوس لہجے میں کہا۔

"ہاں" ـــــ صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیگ میں سے ایک چھوٹے سائز کا پستول نکال لیا جس پر بڑا نفیس سائلنسر لگا ہوا تھا۔ اور اس کا چیمبر بھی بھرا ہوا تھا۔

"تم کبھی لیبارٹری میں گئے ہو ڈاکٹر" ـــــ صفدر نے پستول کو ویسے ہی الٹ پلٹ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ ایک دو بار گیا ہوں ـــــ کیوں" ـــــ ؟ ڈاکٹر گاسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر مجھے لیبارٹری لے چلو" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"م م ـــ مگر ـــ وہ سویٹی ـــ اور تم تو ـــ" ڈاکٹر گاسکر نے کہنا چاہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ گھگھیا کر خاموش ہو گیا۔ کیونکہ صفدر نے پستول کی نال اس کی کنپٹی سے لگا دی تھی۔

"ایک لمحے میں گولی تمہارے دماغ میں اتر جائے گی سمجھے! ـــ اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو مجھے لیبارٹری میں لے چلو" ـــــ صفدر کا لہجہ یکلخت بدل گیا۔ اس کی آواز میں شدید غراہٹ اور درندگی کا عنصر ابھر آیا تھا۔ اور ڈاکٹر گاسکر کا جسم خوف کی شدت سے بری طرح لرزنے لگا

"م ـــ م ـــ مگر تم تو چل نہیں سکتے" ـــــ ڈاکٹر گاسکر نے رونے والے انداز میں کہا۔

"میں چل سکوں یا نہ چل سکوں ـــــ میری انگلی ٹریگر پر حرکت کر سکتی ہے جلدی کرو چلو ـــــ اور سن لو! ـــ اگر تم نے کسی کو اشارہ کرنے کی کوئی کوشش کی تو پلک جھپکنے میں گولی سے اڑا دوں گا" ـــــ صفدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوسرے ہاتھ سے دھکا دے کر اسے دروازے کی طرف موڑ دیا۔

"لیکن وہ ڈاکٹر ٹموتھی ـــــ اس کا کمرہ راستے میں ہے" ـــــ ڈاکٹر گاسکر نے کہا۔

"تم چلو تو سہی" ـــــ صفدر نے خشک لہجے میں کہا اور پھر ڈاکٹر گاسکر آگے اور اس کے پیچھے پستول اٹھائے صفدر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ صفدر نے کھلے ہوئے بیگ کو ڈوری کی مدد سے اپنے کاندھے سے لٹکا لیا تھا۔ میک اپ باکس نہ ملنے کی وجہ سے صفدر نے اپنا پروگرام

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تبدیل کر دیا تھا۔ ورنہ پہلے اس کا پروگرام یہ تھا کہ وہ میک اپ باکس ملنے کے بعد ڈاکٹر گاسکر کا خاتمہ کر کے خود اس کا میک اپ کرے گا۔ کیونکہ جسامت اور قد میں وہ تقریباً صفدر سے ملتا جلتا تھا۔ لیکن میک اپ باکس نہ ملنے کی وجہ سے اب اس نے براہ راست لیبارٹری میں داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ پہلے اس کا ارادہ یہ بھی تھا کہ وہ ڈاکٹر گاسکر کے روپ میں جا کر کرنل ٹاڈ کا خاتمہ کرے گا اور پھر لیبارٹری میں داخل ہو گا۔ لیکن ظاہر ہے اب ایسا نہ ہو سکتا تھا۔ نجانے یہ سنٹر کہاں کہاں تک پھیلا ہوا تھا۔ اور نجانے یہاں کتنے مسلح افراد موجود ہوں۔ اس لئے اس نے یہی سوچا کہ لیبارٹری سے فارمولا حاصل کرنے کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ ویسے بھی وہ فوری طور پر کسی بلیک ایجنٹ سے جسمانی طور پر لڑنے کا اپنے آپ کو قابل نہ سمجھ رہا تھا۔ کیونکہ بہرحال وہ موت کے منہ سے نکلا تھا اور یہ بھی شاید اسی کی ہمت تھی کہ اس حالت میں بھی وہ ایکشن میں آ گیا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ کرنل ٹاڈ صرف عیاشی کی وجہ سے فی الحال اس کی طرف توجہ نہیں دے رہا۔ ورنہ وہ اب تک صفدر سے لازماً ٹکرا چکا ہوتا۔ اور صفدر بلیک ایجنٹوں کے بارے میں جانتا تھا کہ یہ لوگ ہر لحاظ سے سپر ایجنٹ ثابت ہوتے ہیں۔ انتہائی سفاک۔ تیز ترین۔ چالاک اور عیار۔ اس لئے صفدر اس کے ہوشیار ہونے سے پہلے کم از کم اپنا مشن مکمل کر لینا چاہتا تھا۔

دروازے سے نکل کر وہ راہداری میں چلتے ہوئے دائیں طرف کو جیسے ہی مڑے، اچانک دروازے سے ڈاکٹر ٹموتھی باہر نکلا۔

"ارے یہ مریض اور تم یہاں" ـــــ ڈاکٹر ٹموتھی نے یکلخت حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"پ۔۔۔ پ۔۔۔ پستول" ۔۔۔ ڈاکٹر گاسکر نے یکلخت چیخ کر کہنا چاہا۔

اور پستول کا لفظ سنتے ہی ڈاکٹر ٹموھتی نے بجلی کی سی تیزی سے واپسی کے لئے دروازے میں چھلانگ لگائی۔ وہ شاید اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لینا چاہتا تھا تاکہ خود بھی محفوظ ہو سکے اور باقی سنٹر کو بھی صفدر کے خلاف حرکت میں لا سکے۔ لیکن ابھی اس کا جسم دروازہ کراس کر ہی رہا تھا کہ صفدر نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے ڈاکٹر ٹموھتی بری طرح چیختا ہوا وہیں دروازے میں ہی ڈھیر ہو گیا۔

ڈاکٹر گاسکر نے یکلخت گھوم کر صفدر کے پستول والے ہاتھ کو پکڑنا چاہا اور وہ ہاتھ ڈال لینے میں کامیاب بھی ہو گیا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے صفدر نے اچھل کر گھٹنا اس کے پیٹ میں مارا اور ڈاکٹر گاسکر بری طرح چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر گر گیا۔ صفدر نے ایک اور ضرب اس کی پسلیوں پر لگائی اور ڈاکٹر گاسکر کے حلق سے ایسے چیخ نکلی جیسے چیخ کے ساتھ ہی اس کی روح بھی جسم سے باہر نکل رہی ہو۔ وہ فرش پر پڑا بری طرح تڑپنے لگا تھا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ" ۔۔۔ صفدر نے غرا کر کہا اور ساتھ ہی اس نے ریوالور کی نال اس کے سینے کی طرف کر دی۔

"م۔۔۔ م۔۔۔ معاف کر دو ۔۔۔ مجھے مت مارو" ۔۔۔ ڈاکٹر گاسکر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ موت کے خوف سے زرد پڑ گیا تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

میں کہتا ہوں ۔۔۔ کھڑے ہو جاؤ ۔۔۔ اور اب اگر تم نے ہوشیاری دکھانے کی کوشش کی تو" ۔۔۔ صفدر نے غراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر گاسکر بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے اگر اسے ایک لمحہ بھی دیر ہوتی تو موت کا پنجہ اس کو اپنی گرفت میں لے لے گا۔

"اب سیدھی طرح لیبارٹری کے دروازے کی طرف لے چلو ۔۔۔ اور یہ بھی سن لو کہ اب اگر تم نے کوئی حرکت کی تو میں معاف نہیں کروں گا"۔ صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر گاسکر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر اسی دروازے کی طرف بڑھنے لگا جس کے درمیان ڈاکٹر ٹموھتی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ گولی اس کی پشت میں داخل ہو کر سیدھی دل میں گھس گئی تھی اس لئے وہ بیچارہ زیادہ دیر پھڑک بھی نہ سکا تھا۔

"لاش پھلانگ جاؤ ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور ڈاکٹر گاسکر لاش پھلانگتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے لاش پھلانگ کر اندر داخل ہو گیا۔ اسے ڈاکٹر ٹموھتی کو گولی مارنے کا افسوس ضرور تھا۔ کیونکہ ڈاکٹر ٹموھتی نے بہرحال اسے موت کے منہ میں جانے سے بچانے کے لئے اپنی مہارت استعمال کی تھی۔ لیکن یہاں چونکہ اس کی اپنی بقا کے ساتھ ساتھ اس کے فرض کا بھی تقاضا تھا اس لئے اس کے سوا اور کوئی دوسری صورت بھی نہ تھی۔ اگر صفدر اسے گولی نہ مارتا تو پھر اس کا اپنا بچ نکلنا بھی ناممکن ہو جاتا۔

کمرے کے بند دروازے سے نکل کر وہ ایک اور راہداری میں آئے جس کے اختتام پر سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔

"سنو! ۔۔۔ اس طرف اور کتنے آدمی ہیں" ۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

" سارے لوگ سنٹر کی طرف ہیں ——— یہ ہسپتال کا حصہ اس سے علیحدہ ہے ——— البتہ دروازے میں راکی موجود ہوگا" ——— ڈاکٹر گاسکر نے جلدی سے جواب دیا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

سیڑھیاں اتر کر وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں آ گئے جو لفٹ کے انداز میں بنا ہوا تھا۔ ڈاکٹر گاسکر اب مکمل تعاون کر رہا تھا۔ چنانچہ اس نے دروازہ بند کر کے ایک بٹن دبایا تو کمرہ تیزی سے نیچے اترتا گیا۔

چند لمحوں بعد لفٹ کی حرکت رک گئی

" باہر راکی ہوگا" ——— ڈاکٹر گاسکر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ——— دروازہ کھول کر باہر نکلو" ——— صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر جیسے ہی ڈاکٹر گاسکر نے لفٹ کا دروازہ کھولا، صفدر نے جو اس سے دو قدم پیچھے کھڑا تھا یکلخت اچھل کر اس کی پشت پر پوری قوت سے لات ماری اور ڈاکٹر گاسکر بری طرح چیختا ہوا اچھل کر باہر راہداری میں جا گرا۔

" ارے ڈاکٹر گاسکر ! ——— کیا ہوا" ——— اچانک ایک تعجب بھری انسانی آواز صفدر کو دائیں طرف سے سنائی دی۔ صفدر نے صرف اس آدمی کی لوکیشن چیک کرنے کے لئے یہ حرکت کی تھی۔ یہ آواز یقیناً راکی کی تھی۔ آواز کی سمت معلوم ہوتے ہی صفدر نے یکلخت باہر چھلانگ لگائی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک لمبا تڑنگا نوجوان تیزی سے فرش پہ گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوتے ڈاکٹر گاسکر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن بھی موجود تھی۔ لیکن صفدر کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

گولی ٹھیک اس کے سینے پر پڑی تھی اور وہ بری طرح چیختا ہوا مشین گن سمیت نیچے گرا تھا۔ مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر اٹھتے ہوئے ڈاکٹر گاسکر کے ہاتھوں میں اس طرح پہنچ گئی جیسے کوئی کرکٹ کا کھلاڑی آسانی سے کیچ لے لیتا ہے۔ اور ڈاکٹر گاسکر نے یکلخت گھوم کر صفدر پر گولی چلانی چاہی لیکن صفدر نے اس کی حرکت کو لاشعوری طور پر سمجھتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ اور اس بار گولی گھومتے ہوئے ڈاکٹر گاسکر کی کنپٹی پر پڑی اور وہ چیخے بغیر ہی دوبارہ فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

صفدر نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں میں موجود مشین گن جھپٹی اور ریوالور کو اس نے دوبارہ بغل سے لٹکے ہوئے بیگ کے کھلے منہ میں ڈال لیا۔

راہداری کے اختتام پر ایک کامن روم طرز کا کھلا سا کمرہ تھا جس کی دیواروں میں بے شمار ڈائل لگے ہوئے تھے۔ اصل مشینری شاید دیواروں کے اندر تھی۔ صرف ڈائل باہر تھے۔ لیکن یہ صرف ڈائل ہی ڈائل تھے ان میں بٹن ایک بھی نہ تھا۔ سامنے والی دیوار درمیان سے کھلی ہوئی تھی اور سامنے ایک کھلی راہداری تھی۔ جس کی چھت پر بھی اسی طرح کے ڈائل سے لگے ہوئے تھے۔ البتہ ان ڈائلوں کے درمیان مختلف رنگوں کے بڑے بڑے گلوب تھے۔

صفدر مشین گن اٹھائے تیزی سے اس راہداری میں داخل ہوا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کھلی دیوار کے بعد اس خفیہ لیبارٹری کا آغاز ہے۔ جسے تلاش کرنے اور جس میں داخل ہونے کے لئے آج تک روسیاہ جیسی سپر پاور کے ایجنٹ بھی سر ٹکراتے پھر رہے ہیں۔

صفدر نے جیسے ہی راہداری میں قدم رکھا یکلخت چھت پر لگے ہوئے مختلف رنگوں کے گلوب تیزی سے مسلسل جلنے بجھنے لگے۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈائلوں کی سوئیاں بھی حرکت میں آگئیں۔ لیکن صفدر بے تحاشا دوڑتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔

راہداری کے اختتام پر پہلے جیسی دیوار تھی۔ جو پہلی دیوار کی طرح درمیان سے کھلی ہوئی تھی۔ اب راہداری کی چھت سے گونج کی آواز نکلنے لگی تھی۔ اس لئے صفدر نے اپنی رفتار اور زیادہ تیز کر دی۔ اور چند لمحوں بعد اس نے زور سے چھلانگ لگائی اور اس کھلی ہوئی دیوار سے دوسری طرف نکل گیا۔

لیکن جیسے ہی اس کے قدم زمین پر لگے۔ یکلخت اس کا جسم اس طرح زمین پر گرا جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹتا ہے اور دوسرے لمحے صفدر کو محسوس ہوا کہ وہ زمین سے واقعی چمٹا ہوا ہے اور اس کا جسم بالکل حرکت نہ کر سکتا تھا۔ وہ پشت کے بل زمین پر پڑا تھا۔ اس کے ہاتھ اور پیر سر کی پشت سب زمین سے پوری طرح چمٹے ہوئے تھے۔ صفدر نے زور لگا کر اچھلنا چاہا۔ لیکن پھر اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ وہ واقعی بے بس ہو چکا تھا۔ اور پھر اسے دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ ان آوازوں میں عجیب سی کھنک تھی۔ جیسے دوڑنے والوں نے کسی دھات کے جوتے پہن رکھے ہوں۔ چند لمحوں بعد چار افراد اس کے گرد آکھڑے ہوئے۔ اور صفدر نے دیکھا کہ واقعی ان کے پیروں میں لوہے کے بوٹ تھے۔ ان میں سے ایک نے صفدر کے ہاتھ میں سے گرنے والی مشین گن اٹھا لی۔ اور صفدر سمجھ گیا کہ زمین سے جو ریز نکل رہی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہیں وہ لوہے پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔

"جیکمرا ___ اسے زیرو الیون کا انجکشن لگا دو" ___ ایک آدمی نے چیخ کر کہا اور دوسرے آدمی نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک سرنج نکال کر اس کی سوئی پر لگی ہوئی کیپ نکال کر وہ جھکا اور پھر اس نے صفدر کے بازو پر بندھی ہوئی پٹی میں سوئی چبھو دی۔ صفدر نے ہونٹ بھینچ لئے درد کی ایک تیز لہر اس کے پورے جسم میں دوڑتی چلی گئی تھی۔ انجکشن لگانے والا چند لمحوں بعد پیچھے ہٹ گیا۔

"اب اسے اٹھا کر لے چلو ڈاکٹر نالٹی کے پاس" ___ انجکشن لگانے کا حکم دینے والے نے کہا اور ایک اور آدمی نے آگے بڑھ کر صفدر کو یوں کھینچ کر کاندھے پر اٹھا لیا جیسے وزنی بوری کو مزدور اٹھاتے ہیں۔ اب صفدر کا جسم زمین نے چھوڑ دیا تھا لیکن صفدر اسی طرح بے حس و حرکت تھا جیسے زمین سے چمٹ کر ہوا تھا۔ شاید یہ انجکشن کا اثر تھا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی ڈاکٹر اسمتھ نے چونک کر سر اٹھایا اور سامنے پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔ وہ ایک ضخیم کتاب کے مطالعے میں پچھلے آدھ گھنٹے سے بُری طرح مصروف رہا تھا۔ اس لئے اُسے اپنے گرد و پیش کی کوئی خبر نہ رہی تھی۔

"یس" ـــــ ڈاکٹر اسمتھ نے چونک کر کہا۔

"ڈربی بول رہا ہوں جناب! ـــــ مین کنٹرول رُوم سے سر سکرین نمبر آٹھ دیکھیں سر" ـــــ دوسری طرف سے ایک تیز آواز رسیور پر سنائی دی۔

"سکرین نمبر آٹھ ـــ کیوں ـــ کیا ہے" ـــــ؟ ڈاکٹر اسمتھ نے کہا اور کرسی گھما کر بائیں طرف موجود سکرین نمبر آٹھ پہ نظر ڈالی لیکن دوسرے لمحے وہ اس بُری طرح اچھلا جیسے کرسی میں اچانک کیل اُبھر آئے ہوں۔

"کک ـــ کک ـــ کیا ـــ یہ کیا ہے" ـــــ؟ ڈاکٹر اسمتھ نے

حیرت کی شدت سے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں پھٹ گئی تھیں اور وہ یوں یک ٹک سکرین کو دیکھ رہا تھا جیسے اُسے وہاں دنیا کا نواں عجوبہ نظر آ گیا ہو۔

"یہ کوئی عجیب سی گاڑی ہے جناب! ـــــ اچانک ہی نظر آنے لگی ہے" ـــــ دوسری طرف سے ڈربی کی آواز سنائی دی اس کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

"گاڑی ـــ اور یہاں ـــ یہ کیسے ممکن ہے ـــ اوہ! لیکن یہ ہوا کے ساتھ اُڑ کیوں نہیں رہی ـــــ یہ تو باقاعدہ چل رہی ہے" ـــــ؟ ڈاکٹر اسمتھ اس طرح بول رہا تھا جیسے بچے کو کوئی جادو کا شعبدہ نظر آ گیا ہو اور وہ بچگانہ انداز میں اس کے متعلق سوالات کر رہا ہو۔

"اسی بات پر تو میں خود حیران ہوں سر ـــــ میرے خیال میں یہ مکمل طور پہ سٹریم لائننگ گاڑی ہے ـــــ اس لئے یہ اِدھر اُدھر ڈول ضرور رہی ہے۔ لیکن ہوا کا دباؤ اس پہ نہیں پڑ رہا ـــــ اس لئے ہوا اسے اٹھا نہیں سکتی" ـــــ ڈربی نے کہا۔

"اوہ! ـــ لیکن یہ کس طرح اندر آ گئی ـــــ اور پھر اس میں کون لوگ ہیں" ـــــ ڈاکٹر اسمتھ نے اپنے آپ کو فوری حیرت کے جھٹکے سے سنبھالتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں جناب! ـــ میں نے ویڈیو ٹیپ پہ اسے کلوز کرنے کی کوشش کی ہے ـــــ لیکن اندر کچھ نظر نہیں آ رہا ـــــ بس یہ گاڑی ہی اِدھر اُدھر دوڑتی پھرتی نظر آ رہی ہے ـــــ اب اس کے بارے میں کیا حکم ہے" ـــــ؟ ڈربی نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"حکم کیا ہو سکتا ہے ۔۔۔ اسے تباہ کر دو" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے لاشعوری طور پر کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے خود بھی معلوم نہ ہو کہ وہ کیا حکم دے رہا ہے۔

"تباہ کر دوں ۔۔۔ لیکن کیسے باس! ۔۔۔ ہم باہر تو نہیں جا سکتے اور ہمارے پاس ایسے کوئی آلات نہیں ہیں جن سے ہم اندر سے باہر کی کوئی چیز تباہ کر سکیں" ۔۔۔ ڈربی نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ پھر اسے یونہی چکر لگانے دو باہر ۔۔۔ اور ہم کیا کر سکتے ہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس! ۔۔۔ جو لوگ اس طرح کی حیرت انگیز گاڑی بنا سکتے ہیں ۔۔۔ وہ لازماً پوری طرح تیار ہو کر آئے ہوں گے ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی آلے کے ذریعے ہمارا سنٹر ہی تباہ کر دیں" ۔۔۔ ڈربی نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تمہاری بات ٹھیک ہے ۔۔۔ لیکن پھر ہم کیا کریں۔ عجیب سی سچوایشن ہے ۔۔۔ ایسی سچوایشن تو میرے تصور میں بھی نہ تھی" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے جواب دیا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ذہنی طور پر بری طرح الجھ گیا ہے۔

"باس! ۔۔۔ میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے ۔۔۔ ہم اس گاڑی کو سپاٹ نمبر تیرہ بند کر کے اندر کھینچ سکتے ہیں ۔۔۔ اور پھر جیسے ہی یہ اندر پہنچے ۔۔۔ اسے تباہ کیا جا سکتا ہے" ۔۔۔ ڈربی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"سپاٹ نمبر تیرہ ۔۔۔ ارے ہاں! ۔۔۔ سپاٹ نمبر تیرہ کے نیچے بڑا کمرہ بھی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ وہاں اسے اندر گھسیٹ لو۔ میں مسلح افراد کے ساتھ وہاں پہنچ جاتا ہوں ۔۔۔ پھر ہم انہیں آسانی سے سنبھال لیں گے" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ۔۔۔ البتہ مجھے انتظار کرنا پڑے گا تاکہ یہ گاڑی سپاٹ نمبر تیرہ کی حدود میں داخل ہو جائے" ۔۔۔ ڈربی نے جواب دیا۔

"اوکے! ۔۔۔ میں اس کی تباہی کے انتظامات کرتا ہوں" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے کہا اور پھر اس نے جلدی سے کریڈل دبا کر ڈائل پر لگے ہوئے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس ۔۔۔ ٹام اٹنڈنگ باس" ۔۔۔ دوسری طرف ایک آواز سنائی دی۔

"ٹام! ۔۔۔ فوراً اپنے آدمیوں کو لے کر سپاٹ نمبر تیرہ کے نیچے بڑے ہال کمرے میں پہنچ جاؤ ۔۔۔ تم سب نے مکمل طور پر مسلح ہونا ہے۔ اور ہوشیار رہنا ہے۔ ایک عجیب و غریب گاڑی صحرا میں گھومتی نظر آ رہی ہے ڈربی اس گاڑی کو کھینچ کر نیچے ہال میں پہنچائے گا ۔۔۔ میں کرنل ٹاڈ کو لئے ابھی پہنچ رہا ہوں" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے تیز تیز لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا دفتر سے نکلا اور اسی طرح کافی رفتار سے دوڑتا ہوا مختلف راہداریوں سے گذر کر کرنل ٹاڈ کے بیڈ روم کے دروازے پر پہنچ گیا۔

اس نے وہاں پہنچتے ہی ہاتھ اٹھا کر زور زور سے دروازہ دھڑدھڑانا شروع کر دیا۔ تیز رفتاری سے دوڑنے کی وجہ سے اس کا سانس بُری طرح پھولا ہوا تھا۔

"کون ہے" ۔۔۔ اندر سے کرنل ٹاڈ کی دھاڑتی ہوئی آواز آئی۔

"میں ڈاکٹر اسمتھ ہوں کرنل! ۔۔۔ ایک عجیب و غریب سی گاڑی صحرا

میں گھومتی نظر آ رہی ہے —— میں نے اسے سنٹر کے اندر پہنچانے کا حکم دے دیا ہے —— تاکہ اُسے چیک کر کے تباہ کیا جا سکے —— جلدی آئیں" —— ڈاکٹر اسمتھ نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا! —— میں آ رہا ہوں" —— کرنل ٹاڈ کی آواز سنائی دی اور ڈاکٹر اسمتھ بے چینی سے وہیں راہداری میں ہی ٹہلنے لگا۔

ایک دو منٹ تک جب دروازہ نہ کھلا تو ڈاکٹر اسمتھ نے ایک بار پھر تیزی سے دروازہ دھڑدھڑایا۔

"صبر کرو —— موت کیوں آ رہی ہے تمہیں" —— اندر سے کرنل ٹاڈ نے غراتے ہوئے کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور کرنل ٹاڈ باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر ناگواری کے آثار نمایاں تھے۔

"کہاں ہے وہ گاڑی" —— ؟ کرنل ٹاڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھ آیئے" —— ڈاکٹر اسمتھ نے کہا اور تیزی سے پلٹ کر راہداری میں دوڑنے لگا۔

دو مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک لفٹ [illegible] ذریعے نیچے اترے اور پھر لفٹ کے رکتے ہی وہ دروازہ کھول کر ایک اور چھوٹی سی راہداری میں آ گئے۔ اس راہداری کے دائیں بائیں دیواروں میں دو لوہے کے بڑے بڑے دروازے تھے جن کے اندر سے مشینیں چلنے کی آوازوں کا اس قدر شور تھا کہ جیسے وہ لوگ کسی بہت بڑے کارخانے میں آ گئے ہوں۔ لیکن ڈاکٹر اسمتھ، کرنل ٹاڈ کو ہمراہ لئے تیزی سے آگے بڑھتا گیا۔

راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ وہ دونوں اندر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

داخل ہوئے تو یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ جہاں چھ مشین گنوں سے مسلح افراد کھڑے چھت کی طرف دیکھ رہے تھے۔ چھت کا ایک کافی بڑا ٹکڑا اس طرح لرز رہا تھا جیسے اس حصے پر بے پناہ دباؤ پڑ رہا ہو۔ یہ لرزش لمحہ بہ لمحہ تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی یکلخت گڑگڑاہٹ کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی چھت کا وہ ٹکڑا تیز سرسراہٹ کے ساتھ ہٹ گیا اور دوسرے لمحے وہی گاڑی جو ڈاکٹر اسمتھ نے صحرا میں دوڑتی دیکھی تھی ایک زوردار دھماکے سے نیچے فرش پر آ گری۔ چھت چونکہ کافی اونچی تھی اس لئے نیچے گرنے کی وجہ سے گاڑی کے کئی پرزے اور حصے ٹوٹ کر ادھر ادھر بکھر گئے اور وہ گاڑی اچھل کر دوبارہ نیچے فرش پر گری اور ساکت ہو گئی۔ اسی لمحے اس کے اندر سے ایک آدمی تیزی سے باہر آ گرا۔

"خبردار اگر حرکت کی تو" —— کرنل ٹاڈ نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک آدمی کے ہاتھ سے مشین گن چھین کر آ گرنے والے آدمی کے سر سے لگا دی۔ لیکن وہ آدمی بے حس و حرکت پڑا رہا۔

چند لمحوں بعد جیپ میں سے کئی اور افراد باہر نکل آئے وہ نیچے آ کر اس طرح فرش پر ڈھیر ہو گئے جیسے ان کے جسم بری طرح ٹوٹ پھوٹ گئے ہوں۔ پہلے باہر گرنے والا اور بعد میں آنے والے سب بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔

"انہیں باندھ لو —— جلدی کرو" —— کرنل ٹاڈ نے کہا اور ڈاکٹر اسمتھ کے ساتھی ان پر ٹوٹ پڑے۔ ان کے ایک ساتھی نے اپنی کمر سے لٹکے ہوئے بیگ میں سے رسیوں کا ایک بڑا بنڈل نکالا اور چند ہی لمحوں

ہیں ان سب کو رسیوں سے مضبوطی سے باندھ دیا گیا۔

"یہ توریت میں چلنے والی جیپ ہے ــــ اسے باقاعدہ سٹریم لائن کیا گیا ہے ــــ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ باقاعدہ منصوبہ بندی سے آتے ہیں ــــ ٹھیک ہے ــــ ان سب کی اور جیپ کی مکمل تلاشی لو" ــــ کرنل ٹاڈ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

اور پھر بندھے ہوئے افراد کی جیبوں میں موجود اسلحہ اور جیپ میں سے اسلحے کے کئی بیگ باہر نکال لیے گئے۔

"ارے یہ کارڈ ــــ ذرا دکھانا" ــــ کرنل ٹاڈ نے ایک آدمی کی جیب سے نکلنے والے کارڈ کی طرف عقاب کی طرح جھپٹتے ہوئے کہا۔ جسے ڈاکٹر اسمتھ کا ایک آدمی حیرت سے اُلٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔

"اوہ حیرت انگیز! ــــ انتہائی حیرت انگیز ــــ یہ تو بالکل میرے کارڈ کی نقل ہے" ــــ کرنل ٹاڈ کا چہرہ حیرت کی شدت سے پھڑکنے لگا تھا۔ وہ کارڈ کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے کسی عجوبے کو دیکھ رہا ہو۔

"یہ کس کی جیب سے نکلا ہے" ــــ کرنل ٹاڈ نے اس آدمی سے پوچھا جس کے ہاتھ میں سے اس نے کارڈ جھپٹا تھا۔

"اس کی جیب سے ــــ جو سب سے پہلے باہر نکلا تھا" ــــ اس آدمی نے ایک طرف پڑے ہوئے ایک نوجوان کی طرف اشارہ کیا جس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

"ہوں! ــــ تو یہ لازماً وہی عمران ہے ــــ ٹھیک ہے۔ اب میں دیکھوں گا کہ یہ کیسے میرے ہاتھوں سے زندہ بچ نکلتا ہے" ــــ کرنل ٹاڈ نے غرّانے کے سے انداز میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اسی لمحے ان کے عقب میں دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک نوجوان دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"باس ــــ باس! ــــ وہ مریض غائب ہے ــــ ڈاکٹر ٹموتھی کو ہلاک کر دیا گیا ہے" ــــ آنے والے نوجوان نے چیخ کر کہا اور اس کی بات سنتے ہی ڈاکٹر اسمتھ اور کرنل ٹاڈ اس بُری طرح اچھلے کہ گرتے گرتے بچے۔

"کک ــــ کک ــــ کیا کہہ رہے ہو" ــــ ڈاکٹر اسمتھ نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"جناب! ــــ میں اپنی رپورٹ لینے ہسپتال گیا تو ڈاکٹر ٹموتھی دروازے میں مُردہ پڑا ہوا تھا ــــ اس کی پشت میں گولی لگی تھی جناب! ــــ مجھے مریض کا خیال آیا تو میں اُدھر گیا ــــ لیکن وہاں کوئی بھی نہیں ہے ــــ نہ ڈاکٹر گاسکر ــــ اور نہ وہ مریض" ــــ نوجوان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ! ــــ وہ کہاں گیا ــــ ڈاکٹر گاسکر کہاں گیا" ــــ ڈاکٹر اسمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ہی تھا کہ اچانک ایک بار پھر دُور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور وہ سب چونک پڑے۔

اسی لمحے ایک اور نوجوان دوڑتا ہوا وہاں آیا۔

"باس! ــــ ڈاکٹر گاسکر اور راکی لنک ڈور کی راہداری میں مُردہ پڑے ہوتے ہیں ــــ انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا ہے" ــــ نوجوان نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ اس کا مطلب ہے کہ وہ مریض لازماً لیبارٹری میں داخل

ہوگیا ہے ۔۔۔ سوئچ کی وجہ سے دروازہ کھلا تھا" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ان کو کسی محفوظ جگہ پر رکھو ۔۔۔ ہمیں پہلے لیبارٹری کا پتہ کرنا ہوگا۔ وہ زیادہ اہم ہے" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔

"انہیں بلیک روم میں پہنچا دو ۔۔۔ اور ان کا خیال رکھنا" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے چیخ کر اپنے آدمیوں سے کہا اور پھر اس نے بھی کرنل ٹاڈ کے پیچھے دوڑ لگا دی۔

جیسے ہی وہ دونوں دوڑتے ہوئے دفتر کے دروازے پر پہنچے، اندر سے فون کی گھنٹی کی تیز آواز سنائی دینے لگی۔ ڈاکٹر اسمتھ نے دوڑ کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔ لیبارٹری سے ڈاکٹر رائنز بول رہا ہوں ۔۔۔ سنٹر سے ایک پٹیوں میں لپٹا ہوا آدمی لیبارٹری میں داخل ہوا ہے۔ اسے میگنٹ ریز سے کور کر لیا گیا ہے ۔۔۔ ڈاکٹر نالسی سے بات کریں"۔ دوسری طرف سے چیختے ہوئے کہا گیا۔

"ڈاکٹر نالسی بول رہا ہوں ڈاکٹر اسمتھ! ۔۔۔ کیا تم فون اٹنڈ کر رہے ہو" ۔۔۔ ڈاکٹر نالسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس سر! ۔۔۔ میں اسمتھ ہوں سر" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے مودبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا لہجہ بھیک مانگنے والا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے سنٹر میں ۔۔۔ تم لوگ کیا کر رہے ہو ۔۔۔ کہاں ہے وہ کرنل! ۔۔۔ جو مجھ پر رعب جما رہا تھا ۔۔۔ یہ پٹیوں میں لپٹا ہوا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

آدمی کون ہے ۔۔۔ یہ کیسے سنٹر میں آیا ۔۔۔ اور کیسے یہ لیبارٹری میں داخل ہو گیا ۔۔۔ مجھے جواب دو ۔۔۔ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے" ۔۔۔؟ ڈاکٹر نالسی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"میں کرنل ٹاڈ بول رہا ہوں ۔۔۔ یہ ہسپتال کا ایک مریض ہے۔ جو اچانک ہوش میں آکر تین افراد کو قتل کر کے لیبارٹری میں داخل ہوا ہے۔ اب اس کی کیا پوزیشن ہے ۔۔۔ آپ اسے فوراً یہاں سنٹر میں واپس بھجوا دیں" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہسپتال کا مریض ۔۔۔ لیکن یہاں سنٹر میں یہ آیا کیسے ۔۔۔ مجھے تو اس کی آمد کی کوئی رپورٹ نہیں دی گئی ۔۔۔ کیوں ۔۔۔ آخر کیوں"؟ بوڑھا ڈاکٹر نالسی غصے کی شدت سے حلق کے بل چیخ رہا تھا۔

"جناب! ۔۔۔ یہ لمبی کہانی ہے ۔۔۔ آپ سے اس کا تعلق نہیں ہے ۔۔۔ آپ اسے واپس بھجوا دیں۔ یا پھر ہم لوگ آکر اسے لے جاتے ہیں" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے سخت لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ اب ڈاکٹر نالسی کو اصل وجہ تو نہ بتا سکتا تھا کہ وہ فرض سے غافل ہو کر عیاشی میں مصروف رہا ہے۔

"نہیں! ۔۔۔ تم لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتے ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ میں اسے واپس بھجوا رہا ہوں ۔۔۔ لیکن میں صدر مملکت کو تمہاری اور ڈاکٹر اسمتھ کی نااہلی کی رپورٹ کروں گا ۔۔۔ سمجھے نانسنس"۔ ڈاکٹر نالسی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ڈاکٹر اسمتھ کا چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی ڈاکٹر نالسی نے صدر مملکت کو اس کی نااہلی کی رپورٹ کی۔ اس کا مستقبل مکمل طور

پر تباہ ہو کر رہ جائے گا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔ اس کے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ اس حالت کا مریض اتنا بڑا قدم بھی اٹھا سکتا ہے۔

"اس مریض کو اسلحہ کہاں سے ملا ۔۔۔ اوہ! میرا بیگ کہاں ہے"؟ کرنل ٹاڈ نے بات کرتے کرتے یکلخت چونکتے ہوئے پوچھا جیسے اُسے اب اس بیگ کا خیال آیا ہو۔

"آپ کا بیگ ۔۔۔ اوہ! ۔۔۔ وہ تو ڈاکٹر ٹموتھی کے کمرے میں ہے۔ میں نے اصول کے مطابق اسے وہاں چیکنگ کے لئے بھیجا تھا"۔ ڈاکٹر اسمتھ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"چیکنگ کے لئے ۔۔۔ کیا مطلب! ۔۔۔ ہسپتال میں اس بیگ کی چیکنگ ہوئی تھی" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں سر! ۔۔۔ ڈاکٹر ٹموتھی صرف ڈاکٹر ہی نہیں۔ وہ سیکرٹ چیکنگ کرنے والی مشین کا بھی ماہر ہے ۔۔۔ اور یہاں آنے والی ہر چیز کی چیکنگ اسی کے فرائض میں شامل ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں ۔۔۔ تو اس کا مطلب ہے کہ وہ بیگ یقیناً اس آدمی کے ہتھے چڑھ گیا ہوگا ۔۔۔ اوہ! یہ بہت برا ہوا ۔۔۔ اس میں تو میرا خاص قسم کا انتہائی قیمتی اسلحہ تھا" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کرنا ہے سر! ۔۔۔ اب میرا کیریئر تو ختم ہو گیا ۔۔۔ ڈاکٹر ٹالسٹی لازماً صدر مملکت کو رپورٹ کرے گا ۔۔۔ اور میں مفت میں ہی مارا جاؤں گا ۔۔۔ کاش! ۔۔۔ میں سویٹی کو نہ بلاتا تو لیبارٹری کا لنک ڈور کسی صورت نہ کھل سکتا" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے ایسے انداز میں کہا جیسے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

وہ انتہائی مایوس ہو گیا تھا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ جب میں یہاں موجود ہوں تو ساری ذمہ داری مجھ پر آئے گی ۔۔۔ اور میں خود اس سے نمٹ لوں گا ۔۔۔ ڈونٹ وری ۔۔۔ تم نے ان آدمیوں کو کہاں بھجوایا ہے۔ مجھے وہاں چھوڑ آؤ اور خود یہاں رکو ۔۔۔ جیسے ہی لیبارٹری سے اس آدمی کو بھیجا جائے ۔۔۔ تم اُسے لے کر وہاں آ جانا ۔۔۔ لیبارٹری کا دروازہ بند کرا دینا ۔۔۔ اس کے بعد میں جانوں اور یہ لوگ ۔۔۔ اب یہ مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتے" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ۔۔۔ میں نے انہیں بلیک روم میں پہنچانے کے آرڈرز دیئے ہیں تاکہ وہ کسی صورت وہاں سے نکل نہ سکیں۔ آئیے"۔ ڈاکٹر اسمتھ نے کہا اور پھر وہ کرنل ٹاڈ کو ہمراہ لئے تیزی سے دفتر سے نکل آیا۔ کرنل ٹاڈ کے تسلی دینے سے اس کی مایوسانہ حالت میں خاصی کمی آ گئی تھی۔

صفدر کو ایک چھوٹے سے کمرے میں لے جاکر ایک ستون سے باندھ دیا گیا اور دو مسلح افراد وہیں رک گئے۔ جبکہ باقی وہاں سے باہر چلے گئے۔ صفدر کا جسم اسی طرح بے حس و حرکت تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد اچانک اس کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک اور آدمی تھا جو بڑے مؤدبانہ انداز میں چل رہا تھا۔ اس بوڑھے کے اندر داخل ہوتے ہی کمرے میں موجود مسلح افراد بھی مؤدب ہو گئے۔

" ہوں! ــــ تو یہ ہے وہ آدمی ــــ لیکن اس کے پورے جسم اور چہرے پر پٹیاں کیوں بندھی ہوئی ہیں" ــــ بوڑھے آدمی نے غور سے صفدر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" معلوم نہیں ڈاکٹر! ــــ بس یہ اسی حالت میں اندر داخل ہوا تھا کہ ہم نے الارم ملتے ہی میگنٹ ریز آن کر دیں اور یہ بے بس ہو گیا۔ اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے بعد ہم نے اسے انجکشن لگایا اور یہاں لے آئے۔ اب یہ بے حس و حرکت ہے" ــــ ڈاکٹر کے پیچھے آنے والے نے جواب دیا۔

" ہوں! ــــ ٹھیک ہے ــــ اسے اسی طرح اٹھا کر واپس سنٹر پہنچا دو ــــ اور پھر لیبارٹری کا لنک ڈور بند کر دو ــــ میں صدر مملکت سے بات کرتا ہوں" ــــ بوڑھے ڈاکٹر نے چیختے ہوئے کہا۔

" یس ڈاکٹر! ــــ جو حکم ــــ ویسے ڈاکٹر! ــــ اگر آپ اس سے اپنے طور پر پوچھ گچھ کر لیں تو میرا خیال ہے کہ اصل بات پتہ لگ جائے گی کہ آخر یہ سنٹر میں کیسے پہنچ گیا ــــ مجھے تو یہ ڈاکٹر اسمتھ اور کرنل ٹاڈ دونوں ہی غدار لگتے ہیں ــــ ورنہ یہ آدمی کسی صورت سنٹر کے اندر داخل نہیں ہو سکتا ــــ کوئی ذریعہ ہی نہیں" ــــ اس آدمی نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ہاں! ــــ تمہاری بات درست ہے ــــ مجھے تو اس کا خیال بھی نہ آیا تھا ــــ ہاں واقعی! ــــ یہ آدمی تو کیا ــــ کوئی مکھی بھی سنٹر میں داخل نہیں ہو سکتی ــــ اور کرنل ٹاڈ اور ڈاکٹر اسمتھ نے خاص طور پر فون کر کے لنک ڈور کھلوایا تھا تاکہ اسے لیبارٹری میں داخل کیا جا سکے۔ ہوں! ــــ ٹھیک ہے ــــ یہ لوگ غدار ہیں ــــ مجھے خود اس بات کی تہہ تک پہنچنا ہو گا کہ آخر سنٹر میں کیا ہو رہا ہے" ــــ بوڑھے ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کی دھندلی سی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی جو صفدر نے آتشی شیشوں جیسی عینک کے پیچھے سے بھی بخوبی محسوس کر لی تھی۔

" اسے ٹھیک کر دو ــــ یہ بندھا ہوا تو ہے۔ حرکت تو نہیں کر سکتا"

بوڑھے ڈاکٹر نے کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد صفدر کو غور سے دیکھنے کے بعد کہا۔

"ویسے بھی سر! ۔۔۔ یہ مجھے شدید زخمی لگتا ہے ۔۔۔ ورنہ عام طور پر تو پٹیاں کوئی نہیں باندھتا ۔۔۔ اور جس طرح اس کے جسم سے یہ پٹیاں بندھی ہوئی ہیں ۔۔۔ ایسے انداز میں تو پٹیاں ڈاکٹر ہی باندھ سکتے ہیں" ۔۔۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

"باتیں کم کرو ۔۔۔ تم بولتے بہت ہو ۔۔۔ ڈاکٹر رائز! اسے ٹھیک کرو۔ تاکہ میں اس سے اصل بات اگلواؤں ۔۔۔ میرے پاس پہلے ہی وقت کی کمی ہے اور اوپر سے یہ مصیبت آن پڑی ہے ۔۔۔ اور سنو! لنک ڈور بند کرا دو تاکہ وہ غدار ادھر نہ آجائیں" ۔۔۔ ڈاکٹر ناٹسی نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ ڈاکٹر رائز نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

"سنو مسٹر! ۔۔۔ تمہاری زبان ضرور بے حس ہو گئی ہے ۔۔۔ لیکن تم سن تو سکتے ہو ۔۔۔ سنو! ۔۔۔ مجھے سچ سچ سب کچھ بتا دینا ۔۔۔ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے بالکل وقت نہیں ہے ۔۔۔ ورنہ میں تمہیں عبرت ناک انداز میں ہلاک بھی کر سکتا ہوں" ۔۔۔ بوڑھے ڈاکٹر نے ڈاکٹر رائز کے جانے کے بعد چیختے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

صفدر ظاہر ہے سن سکتا تھا۔ نہ حرکت کر سکتا تھا نہ بول سکتا تھا۔ ویسے اسے اپنی خوش قسمتی پر یقین نہ آرہا تھا کہ اس بوڑھے نے اسے پہلے ٹھیک کرنے کا کہا تھا۔ اس طرح کم از کم وہ جدوجہد کرنے کے قابل

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تو ہو سکتا تھا۔ ورنہ ایسی حالت میں تو ایک لاش اور اس میں کوئی فرق نہ تھا اور اس حالت میں تو ایک بچہ بھی سپر ایجنٹ کو ہلاک کر سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر رائز اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سرنج تھی۔ جس میں سرخ رنگ کا مادہ بھرا ہوا تھا۔

"لگاؤ انجکشن ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ تم نے پہلے ہی بہت دیر لگا دی ہے ۔۔۔ اور ہاں سنو! ۔۔۔ اگر یہ شخص کچھ نہ بتائے تو پھر ہمیں کیا کرنا ہو گا" ۔۔۔ بوڑھے ڈاکٹر نے کہا۔ ظاہر ہے وہ ایک سائنسدان تھا اس لئے بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔

"لنک ڈور بند کرانے میں دیر ہو گئی سر ۔۔۔ ویسے ایسی حالت میں اس پر تشدد کیا جائے گا" ۔۔۔ ڈاکٹر رائز نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تشدد ۔۔۔ اوہ نہیں ۔۔۔ یہ گھٹیا کارروائی ہے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ اسے انجکشن لگانے سے پہلے میری لیبارٹری سے پی سکس کا انجکشن تیار کر کے لے آؤ ۔۔۔ اگر یہ کچھ نہ بتائے گا تو میں اسے پی سکس انجکشن لگا دوں گا ۔۔۔ پھر یہ خود بخود مر جائے گا" ۔۔۔ بوڑھے ڈاکٹر نے کہا۔

ڈاکٹر رائز نے ہاتھ میں پکڑا ہوا انجکشن ایک اور آدمی کے ہاتھ میں پکڑایا اور خود تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"تم نے سن لیا ہو گا ۔۔۔ لیکن میں تمہیں پی سکس کے متعلق بتا دوں کیونکہ تم سائنسدان تو نہیں ہو ۔۔۔ پی سکس انجکشن سائنائیڈ زہر سے تیار کیا جاتا ہے عام سائنائیڈ میں تو یہ ہوتا ہے کہ جیسے ہی وہ تمہارے خون میں شامل ہوا تمہاری

فوری موت واقع ہو جائے گی ـــــ لیکن پی سکس کی موت انتہائی عبرتناک موت ہے ـــــ اس کے خون میں شامل ہونے کے بعد تمہارے جسم کی ایک ایک رگ پھٹ جائے گی ـــــ تمہارے جسم کے روئیں روئیں بال بال سے خون فوارے کی صورت میں نکلنے لگے گا ـــــ تم کتے سے بھی بدتر حالت میں سسک سسک کر جان دے دو گے ـــــ اس لئے بہتر ہے کہ تم سب کچھ بتا دینا" ـــــ بوڑھے ڈاکٹر نے صفدر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

اس بار ڈاکٹر رائز جلد ہی واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں جو سرنج تھی اس میں سیاہ رنگ کے مادے کی بالکل معمولی سی مقدار موجود تھی۔

"یہ پی سکس مجھے دے دو ـــــ اور اسے پہلے والا انجکشن لگاؤ"۔ بوڑھے ڈاکٹر نے ڈاکٹر رائز سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈاکٹر رائز نے مؤدبانہ انداز میں پی سکس انجکشن بڑے محتاط انداز میں بوڑھے ڈاکٹر کو دے دیا ویسے بھی پی سکس انجکشن کی سوئی پر کیپ چڑھی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود بوڑھا ڈاکٹر اسے اس طرح پکڑے ہوئے تھا جیسے وہ کسی خوفناک بیماری کے جراثیم ہوں۔

ڈاکٹر رائز نے دوسرے آدمی سے پہلے والا انجکشن لیا۔ اس کی کیپ ہٹائی اور پھر آ کر اس نے بندھے ہوئے صفدر کے بازو میں اس کی سوئی گھونپ دی۔ لیکن سوئی کے چبھنے کا صفدر کو معمولی سا احساس بھی نہ ہوا۔

سرخ سیال جب صفدر کے جسم میں انجیکٹ ہو گیا تو ڈاکٹر رائز نے سوئی نکالی اور اس پر دوبارہ کیپ چڑھا کر اسے ایک طرف موجود چھوٹے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سے ڈرم میں اچھال دیا۔

انجکشن لگنے کے تقریباً دو منٹ بعد صفدر کو اچانک محسوس ہونے لگا کہ جیسے وہ زندہ ہو رہا ہو۔ اس کے جسم میں احساسات دوبارہ پیدا ہونے لگ گئے اور چند لمحوں بعد وہ اپنے جسم کو مکمل طور پر حرکت دینے میں قادر ہو گیا تھا۔ صفدر کے دونوں ہاتھ اس کے جسم کے ساتھ ہی بندھے تھے۔ البتہ ان لوگوں نے رسی سے اس کے پورے جسم کو ستون کے ساتھ باندھا ہوا تھا اور رسی کی گانٹھ ستون کے عقبی طرف دی گئی تھی۔

"جناب! ـــــ آپ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں ـــــ آپ سائنسدان ہیں ـــــ میں آپ کی دل سے عزت کرتا ہوں ـــــ آپ یقین کریں کہ جو کچھ آپ پوچھیں گے۔ میں سچ سچ بتا دوں گا" ـــــ صفدر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ ـــــ ویری گڈ! ـــــ تم واقعی سمجھدار آدمی ہو ـــــ تو بتاؤ تم درحقیقت کون ہو ـــــ ؟ سنٹر میں کیسے پہنچے ـــــ تمہارے سارے جسم پر یہ پٹیاں کیوں بندھی ہوئی ہیں ـــــ ؟ اور تم لیبارٹری میں اسلحہ سمیت کیوں داخل ہونا چاہتے تھے ـــــ ان سب سوالوں کے سچ سچ جواب دو" ـــــ ؟ بوڑھے ڈاکٹر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"سر! ـــــ میں آپ کو پوری حقیقت بتا دوں گا ـــــ یہ ایک بہت بڑا راز ہے ـــــ لیکن سر! ـــــ ملکی مفاد کا تقاضا یہ ہے کہ یہ بات صرف آپ کو ہی بتائی جا سکتی ہے ـــــ آپ اس ملک کے سب سے بڑے سائنسدان ہیں اس لئے آپ تو ہر لحاظ سے قابل اعتبار آدمی ہیں لیکن یہ بات ایسی ہے کہ اگر یہ لیک آؤٹ ہو گئی تو پھر یوں سمجھئے کہ پورا

ایکریمیا بھی تباہ ہو سکتا ہے ـــــ اس لئے آپ ان سب کو باہر بھجوا دیں مجھ سے نہ گھبرائیں ـــ میں تو بندھا ہوا ہوں ـــــ دوسرا آپ کے ہاتھ میں یہ زہریلا انجکشن بھی موجود ہے اس لئے میں آپ اکیلے کا کیا بگاڑ سکتا ہوں" ـــــ صفدر کا لہجہ اس قدر مؤدبانہ تھا جیسے وہ اس بوڑھے ڈاکٹر کے مقابلے میں انتہائی حقیر ترین انسان ہو۔

"اوہ اچھا ـــ اچھا ٹھیک ہے ـــــ ڈاکٹر رائز! ـــ تم ان سب آدمیوں کو لے کر باہر چلے جاؤ" ـــــ بوڑھے ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے اپنے آدمیوں سے کہا۔

"مگر ڈاکٹر نالٹی ـــــ" ڈاکٹر رائز نے ہچکچاتے ہوئے کچھ کہنے کی کوشش کی۔

"جو میں کہہ رہا ہوں ـــ وہ کرو۔ سمجھے" ـــــ بوڑھے ڈاکٹر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر" ـــــ ڈاکٹر رائز نے کہا اور دوسرے آدمیوں کو باہر چلنے کا اشارہ کر کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

جب ڈاکٹر رائز سمیت سب لوگ باہر چلے گئے اور دروازہ بند ہو گیا تو ڈاکٹر نالٹی صفدر سے مخاطب ہوا۔

"ہاں اب بتاؤ ـــ کیا راز ہے" ـــــ ڈاکٹر نالٹی کے لہجے میں شدید اشتیاق کی کیفیت تھی۔

"میرے قریب آجائیے ـــــ یہ راز ایسا ہے کہ میں اپنے آپ سے بھی چھپانے پر مجبور ہوں ـــ لیکن آپ جیسی عظیم ہستی سے تو بہر حال اسے نہیں چھپایا جا سکتا" ـــــ صفدر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اور ڈاکٹر نالٹی جو ایک بڑا سائنسدان تو ضرور تھا لیکن ظاہر ہے مجرموں یا ایجنٹوں کی دنیا سے اس کا کبھی واسطہ نہ پڑا تھا۔ وہ قدم بڑھاتا ہوا صفدر کے قریب آ گیا۔ اس کے لئے شاید اتنا اطمینان ہی کافی تھا کہ صفدر رسیوں سے بندھا ہوا ہے۔ ویسے رسیاں اس طرح بندھی ہوئی تھیں کہ صفدر کو ہاتھ ہلانے بھی دشوار ہو رہے تھے۔

"سر! ـــ ایکریمیا میں ایک خوفناک سازش ہو رہی ہے ایکریمیا کو مکمل طور پر تباہ کرنے کی ـــــ اور یہ سازش روسیاہ کر رہا ہے۔ ارے ـــ اوہ ـــ اوہ ـــــ" یکلخت بات کہتے کہتے صفدر تکلیف کی شدت سے کراہ اٹھا۔

"کیا ہوا" ـــــ ڈاکٹر نالٹی جو آنکھیں پھاڑے صفدر کی بات سن رہا تھا بری طرح چونک پڑا۔

"سر! ـــ میں شدید زخمی ہوں ـــــ اور رسیاں اس قدر کس کر باندھی گئی ہیں کہ میرے زخموں کو کاٹ رہی ہیں ـــــ مجھے سانس لینا بھی دشوار ہو رہا ہے ـــــ اگر آپ انہیں تھوڑا سا ڈھیلا کر دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی ـــ یقین جانیں نہ میں مجرم ہوں اور نہ ایکریمیا اور آپ کا بدخواہ" ـــــ صفدر نے عاجزانہ لہجے میں کراہتے ہوئے کہا۔

"ہوں ـــ ٹھیک ہے ـــ تم زخمی ہو ـــ ٹھیک ہے میں ڈھیلی کر دیتا ہوں رسی ـــ لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو پلک جھپکنے میں پی ـــ کی سوئی تمہارے جسم میں گھس جائے گی" ـــــ ڈاکٹر نالٹی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سر! ـــ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں کوئی غلط حرکت نہ کروں گا۔

اور جو راز میں آپ کو بتانے والا ہوں ـــــ اس کے بعد آپ ایکریمیا کے سب سے بڑے محسن کہلائیں گے" ـــــ صفدر نے اس کی خوشامد کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ ٹھیک ہے" ـــــ ڈاکٹر نالٹی نے کہا اور پھر اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا انجکشن تو ایک طرف رکھا اور خود وہ گھوم کر ستون کے عقب میں آگیا اور پھر جھک کر اس نے گانٹھ کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔

صفدر دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ بوڑھا ڈاکٹر کسی طرح خود ہی گانٹھ کھولنے میں کامیاب ہو جائے۔ کہیں وہ کسی اور کو نہ بلا لے۔ اور پھر شاید اس کی دعا قبول ہو گئی اور یکلخت رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں۔

جیسے ہی صفدر کو رسیاں ڈھیلی ہونے کا احساس ہوا اس نے یکلخت اپنے پورے جسم کا زور آگے کی طرف کر دیا۔ اور پھر ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹا تو رسیاں کافی ڈھیلی پڑ گئیں۔

"ارے کیا کر رہے ہو ـــــ بے حس و حرکت کھڑے رہو" ـــــ ستون کے عقب سے ڈاکٹر نالٹی نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر" ـــــ صفدر نے کہا اور جلدی سے دونوں ہاتھ ڈھیلی رسیوں سے باہر نکال لئے۔ اور پھر اس نے ایک رسی کو دونوں ہاتھوں سے زور سے کھینچ کر آگے کر دیا۔ چونکہ ابھی تک پورے جسم پر رسیاں بندھی ہوئی تھیں اس لئے صفدر فوری طور پر آزاد نہ ہو سکتا تھا۔ باقی رسیاں اسی طرح رہیں تو ڈاکٹر نالٹی نے دوبارہ پیچھے گانٹھ دے دی۔ اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے وہ کھینچی ہوئی رسی بھی چھوڑ دی اور ایک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بار پھر جسم کو زور سے آگے کی طرف کر کے پیچھے ہٹ گیا۔ اس طرح اس رسی نے اپنی جگہ پر جاتے ہوئے باقی رسیوں کو بھی کافی سے زیادہ ڈھیلا کر دیا۔

"ہاں بے ـــ اب بتاؤ" ـــــ ڈاکٹر نالٹی نے گھوم کر دوبارہ صفدر کی طرف آتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے صفدر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک پوری قوت سے بوڑھے ڈاکٹر کی کنپٹی پر پڑا اور ڈاکٹر چیختا ہوا اچھل کر فرش پر گرا۔ چند لمحے اس کا جسم تڑپتا رہا اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔

صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے رسیاں اور ڈھیلی کر کے ان کو گھما دیا اور اب ستون کے عقب میں بندھی ہوئی گانٹھ سامنے آگئی اور صفدر نے اسے برق رفتاری سے کھولا اور دوسرے لمحے وہ رسیاں ہٹا کر آزاد ہو چکا تھا۔

وہ سب سے پہلے فرش پر پڑے ہوئے ڈاکٹر نالٹی کی طرف بڑھا اسے خطرہ تھا کہ کہیں ڈاکٹر ہلاک نہ ہو گیا ہو۔ کیونکہ وہ اب ڈاکٹر نالٹی کو چارہ بنا کر وہ فارمولا حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اور جب اس نے ڈاکٹر نالٹی کی نبض دیکھی تو اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ پھر اس نے جھک کر پی سکس کا انجکشن اٹھایا اور اس کے بعد اس نے ڈاکٹر نالٹی کے چہرے پر زور زور سے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔

چند لمحوں بعد ڈاکٹر نالٹی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور صفدر نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کیا اور پھر اس کی

گردن کے گرد بازو ڈال کر اس نے پی سکس انجکشن کی سوئی اس کے سینے کے قریب رکھ دی۔

"دیکھو ڈاکٹر! ۔۔۔ اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو پی سکس کی سوئی تمہارے جسم میں داخل ہو جائے گی" ۔۔۔ صفدر نے غرا کر کہا۔

"اوہ ۔۔ اوہ ۔۔۔ اسے ہٹاؤ ۔۔۔ اوہ! ۔۔۔ تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم تو راز بتا رہے تھے" ۔۔۔ ڈاکٹر نالٹی نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اس کا جسم اسی طرح ساکت تھا۔ کیونکہ سوئی جس انداز میں موجود تھی واقعی اگر ڈاکٹر ذرا سی بھی حرکت کرتا تو سوئی اس کے جسم میں داخل ہو جاتی۔

"سنو ڈاکٹر نالٹی! ۔۔۔ اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو مجھے میرا بیگ لوٹا دو اسلحے سمیت ۔۔۔ سمجھے" ۔۔۔ صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے گردن پر دباؤ بھی بڑھا دیا تھا۔

"اس سوئی کو ہٹاؤ ۔۔۔ میں تمہیں بیگ منگوا دیتا ہوں" ۔۔۔ ڈاکٹر نالٹی نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ۔۔۔ یہ سوئی ایسے ہی رہے گی ۔۔۔ بہرحال بے فکر رہو۔ جب تک تم کوئی غلط حرکت نہ کرو گے ۔۔۔ یہ تمہارے جسم سے دُور ہی رہے گی" ۔۔۔ صفدر نے سرد لہجے میں کہا اور پھر ڈاکٹر نالٹی کو گھسیٹتا ہوا کمرے کے دروازے کی سائیڈ میں لے آیا۔

"اب اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ بیگ اور مشین گن لا کر اس دروازے سے اندر پھینک دیں ۔۔۔ کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ ورنہ میں ایک لمحے میں سوئی گھونپ دوں گا" ۔۔۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر رائز! ۔۔۔ ڈاکٹر رائز! ۔۔۔ دروازے کے باہر رہ کر میری بات

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سنو" ۔۔۔ ڈاکٹر نالٹی نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"یس ڈاکٹر! ۔۔۔ میں موجود ہوں" ۔۔۔ دروازے کے باہر سے ڈاکٹر رائز کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"اس آدمی کا بیگ کہاں ہے ۔۔۔ وہ لے آؤ ۔۔۔ اور سنو! بیگ کو دروازے کے اندر پھینک دو ۔۔۔ خود مت آنا اندر ۔۔۔ یہ مجھے انتہائی اہم راز بتا رہا ہے اور اس راز کا تعلق بیگ سے ہے ۔۔۔ اور سنو! اس کی مشین گن بھی ساتھ ہی لے آؤ ۔۔۔ اس کے دستے میں بھی راز کا حصہ موجود ہے ۔۔۔ لیکن تم میں سے کسی نے اندر نہیں آنا ۔۔۔ جلدی کرو۔ فوراً حکم کی تعمیل کرو" ۔۔۔ ڈاکٹر نالٹی نے اپنی جان کے خوف سے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"یس ڈاکٹر! ۔۔۔ ابھی حکم کی تعمیل کرتا ہوں" ۔۔۔ ڈاکٹر رائز کی آواز سنائی دی۔ لیکن صفدر اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ ڈاکٹر رائز کا ذہن اس حکم سے الجھ گیا ہے۔

چند لمحوں بعد دروازہ ذرا سا کھلا اور بیگ اور مشین گن اندر آ پڑی مگر مشین گن اور بیگ کی حالت دیکھتے ہی صفدر سمجھ گیا کہ ان دونوں چیزوں کو خالی کر دیا گیا ہے۔

"یہ خالی ہیں ۔۔۔ اسے کہو کہ تمام سامان اندر پھینکے ورنہ ۔۔۔" صفدر نے انتہائی آہستہ آواز میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی سوئی کی نوک کو ڈاکٹر نالٹی کے جسم کے بالکل قریب کر دیا۔

"ڈاکٹر رائز! ۔۔۔ بیگ کا سامان کہاں ہے ۔۔۔ نانسنس ۔۔۔ احمق اُلو! ۔۔۔ وہ تم نے کیوں نکال لیا ۔۔۔ اسی میں تو سب کچھ تھا۔ واپس

پھینکو اسے" ـــ ڈاکٹر نالٹی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"مم ـ مم ـ مگر یہ تو اسلحہ ہے سر ـــ خوفناک اسلحہ ـــ نہیں سر ـ آپ ـــ" ڈاکٹر رائز نے بُری طرح اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسے اندر بلاؤ" ـــ صفدر نے یکلخت ایک فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ ڈاکٹر رائز کی فطرت سمجھ گیا تھا۔ وہ بے حد چالاک اور ہوشیار آدمی تھا۔ اور صفدر سمجھ گیا تھا کہ اس کی فوری ہلاکت ضروری ہے ورنہ یہ آدمی کسی بھی وقت پانسہ بدل سکتا تھا۔

"اندر آجاؤ" ـــ ڈاکٹر نالٹی نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر" ـــ باہر سے ڈاکٹر رائز کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے وہ بڑے محتاط انداز میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں پستول موجود تھا۔

اسی لمحے صفدر نے پوری قوت سے ڈاکٹر نالٹی کو ڈاکٹر رائز پر اچھال دیا اور وہ دونوں چیختے ہوئے ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے فرش پر جا گرے۔ چونکہ یہ ٹکرا اچانک تھی اس لئے لامحالہ پستول ڈاکٹر رائز کے ہاتھوں سے نکل کر ایک طرف جا گرا۔ اور دوسرے لمحے صفدر نے نہ صرف اچھل کر اسے اٹھایا بلکہ اس سے پہلے کہ ڈاکٹر رائز سنبھل کر اٹھتا صفدر پستول کا رُخ اس کی طرف کر کے ٹریگر دبا چکا تھا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی ٹھیک ڈاکٹر رائز کی پیشانی پر پڑی اور اس کی کھوپڑی سینکڑوں حصوں میں تقسیم ہو کر فرش پر بکھر گئی۔

"اوہ ـ اوہ! ـ یہ تم نے کیا کیا" ـــ ڈاکٹر نالٹی جو کراہتا ہوا

اٹھ رہا تھا ڈاکٹر رائز کی یہ حالت دیکھ کر بُری طرح کانپنے لگا۔

"یہ زیادہ چالاک بننے کی کوشش کر رہا تھا ـــ اور اگر تم نے بھی کوئی ایسی حرکت کی تو یہی انجام تمہارا بھی ہو سکتا ہے" ـــ صفدر نے سائلنسر لگے پستول کا رُخ ڈاکٹر نالٹی کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"مم ـ مم ـ مجھے مت مارو" ـــ ڈاکٹر نالٹی نے بُری طرح گھبرا کر کہا۔ اس کا سکڑا ہوا چہرہ خوف کی شدت سے اور بھی زیادہ سکڑ گیا تھا۔

"سنو! ـ تمہاری لیبارٹری میں اور کتنے افراد ہیں" ـــ صفدر نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"زیادہ نہیں ہیں ـــ ڈاکٹر رائز کے علاوہ پانچ سائنسدان اور آٹھ محافظ ہیں ـــ اور باہر رہائشی کوٹھیوں میں چھ عورتیں ہیں۔ بس"۔ ڈاکٹر نالٹی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ان سب سائنسدانوں اور محافظوں کو تم ایک کمرے میں اکٹھا کرو گے یہ پستول میرے ہاتھ میں دبا رہے گا ـــ تم نے مجھے اب اپنا دوست ظاہر کرنا ہے سمجھے! ـ میرے دوسرے ہاتھ میں انجکشن ہے ـ سوچ لو ـ جہاں مجھے محسوس ہوا کہ تم نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی ہے ـــ میں نہ صرف گولی چلا دوں گا۔ بلکہ یہ سوئی بھی تمہارے جسم میں داخل ہو جائے گی" ـــ صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم ـ مم ـ مگر تم چاہتے کیا ہو ـــ ؟ یہ سن لو کہ تم مجھے مار تو سکتے ہو ـ لیکن اس لیبارٹری سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے ـ یہاں ایسا حفاظتی انتظام ہے جو ماسٹر کمپیوٹر سے چلتا ہے ـــ اور میں خود

بھی ایک محدود حصے تک حرکت کر سکتا ہوں ـــ سارا کام کمپیوٹر کے ذریعے ہی مشینوں سے لیا جاتا ہے" ـــ ڈاکٹر ناٹسی نے کہا۔ وہ شاید اب خاصا سنبھل گیا تھا۔

"مجھے ریڈ ٹاک کا فارمولا چاہیے" ـــ صفدر نے غرا کر کہا۔

"ریڈ ٹاک کا فارمولا ـــ اوہ تو تم فارمولا لینے آئے ہو ریڈ ٹاک کا ۔ وہ تو ناممکن ہے ـــ جہاں فارمولا موجود ہے میں خود وہاں نہیں جا سکتا ـــ اور نہ دنیا کا کوئی اور آدمی جا سکتا ہے" ـــ ڈاکٹر ناٹسی نے کہا اور صفدر اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ ڈاکٹر ناٹسی درست کہہ رہا ہے۔

"کوئی بات نہیں ـــ میں خود حاصل کر لونگا ـــ یہ میرا درد سر ہے میں تمہیں جو کچھ کہہ رہا ہوں تم وہ کرو" ـــ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ تمہاری مرضی ـــ لیکن اس کے لئے مجھے اپنے دفتر میں جا کر جنرل میٹنگ کال کرنا ہوگی۔ آؤ" ـــ ڈاکٹر ناٹسی نے مطمئن انداز میں کہا۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

دروازے سے باہر نکل کر وہ ایک راہداری میں آئے وہاں راہداری کے کونے پر تین مشین گنوں سے مسلح افراد موجود تھے ۔ لیکن ڈاکٹر ناٹسی کو ساتھ دیکھ کر وہ مطمئن انداز میں کھڑے رہے ۔

"میرا سامان پوچھو کہاں ہے" ـــ صفدر نے سرگوشیانہ لہجے میں ڈاکٹر ناٹسی سے کہا۔

"سنو! ـــ بیگ کا سامان کہاں ہے" ـــ ڈاکٹر ناٹسی نے قریب

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جا کر تحکمانہ انداز میں پوچھا۔

"سر! ـــ وہ ادھر پڑا ہے ـــ ڈاکٹر صاحب نے نکال کر رکھا ہے" ـــ ایک مشین گن بردار نے کہا۔

"اس بیگ میں ڈال کر مجھے دو ـــ وہ بے حد ضروری ہے"۔

اس بار صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور کاندھے سے لٹکا ہوا خالی بیگ اتار کر اس آدمی کی طرف اچھال دیا۔

اس آدمی نے ڈاکٹر ناٹسی کی طرف دیکھا تو ڈاکٹر نے سر ہلا دیا۔ وہ راہداری کے سرے پر رکے ہوئے تھے ۔ وہ آدمی جلدی سے بیگ لے کر دائیں طرف گیا اور جب چند لمحوں بعد وہ دوبارہ نمودار ہوا تو بیگ واقعی بھرا ہوا تھا۔ صفدر نے ہاتھ بڑھا کر اس سے بیگ لے لیا۔

"یہ مشین گن مجھے دکھاؤ" ـــ صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے وہ ہاتھ ڈاکٹر ناٹسی کے جسم کے بالکل قریب کر دیا جس میں سرنج پکڑی ہوئی تھی۔

"دے دو ـــ دے دو ـــ یہ اپنا آدمی ہے" ـــ ڈاکٹر ناٹسی نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔ اور اس آدمی نے بوکھلا کر مشین گن کاندھے سے اتار کر صفدر کی طرف بڑھا دی۔

صفدر ہاتھ میں پکڑا ہوا پستول ڈاکٹر ناٹسی کے جسم کی اوٹ لیتے ہوئے پہلے ہی بیگ میں ڈال چکا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین گن جھپٹی۔ اور پھر اس نے انجکشن بھی بیگ میں ڈالا اور مشین گن سیدھی کر لی۔

"ہاں! ـــ اب چلیں ڈاکٹر" ـــ صفدر نے کہا اور ڈاکٹر ہپناٹزم کے کسی معمول کی طرح آگے بڑھنے لگا۔

"تم لوگ دائیں طرف ہو جاؤ" ۔۔۔ صفدر نے مشین گن برداروں سے
کہا اور وہ تینوں تیزی سے دائیں طرف ہٹ گئے ۔ ویسے ان سب کے
چہروں پر ثبت حیرت اور بوکھلاہٹ صفدر کو نمایاں طور پر نظر آ رہی تھی
ان سب کو اس سارے کھیل کی سمجھ نہ آ رہی تھی ۔ لیکن ظاہر ہے وہ ڈاکٹر
نالٹی کی وجہ سے خاموش تھے ۔

جیسے ہی وہ دائیں طرف ہٹے ، صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے ڈاکٹر
کو ایک طرف دھکیلا اور ساتھ ہی اس نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا ۔
گولیوں کی بارش نے ان تینوں افراد کو لٹو کی طرح گھما کر فرش پر پھینکا
اسی لمحے صفدر کو دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی ۔ اور وہ
بجلی کی سی تیزی سے مڑا ۔ اور پھر ایک طویل سانس لے کر وہ بائیں
طرف موجود ایک دروازے کی طرف دوڑنے لگا ۔ کیونکہ ڈاکٹر نالٹی
کو دوڑ کر اس نے اس دروازے میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا ۔

ڈاکٹر نالٹی نے واقعی موقع سے فائدہ اٹھایا تھا ۔ اور جب تک
صفدر گھومتا ۔ وہ دوڑ کر قریبی دروازے میں داخل ہو چکا تھا ۔

صفدر بجلی کی تیزی سے دوڑتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھا
دروازہ کھلا ہوا تھا ۔ صفدر مشین گن سمیت اچھل کر دروازے کے اندر
داخل ہوا تو کمرہ خالی پڑا ہوا تھا ۔ ڈاکٹر نالٹی غائب ہو چکا تھا ۔ صفدر
ادھر ادھر دیکھنے لگا ۔

اسی لمحے صفدر کے عقب میں وہ دروازہ ایک دھماکے سے بند
ہو گیا جس سے وہ اندر داخل ہوا تھا ۔ دروازہ بند ہوتے ہی کمرے
کا فرش بجلی کی سی تیزی سے نیچے جانے لگا ۔ اچانک حرکت کی وجہ سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

صفدر لڑکھڑا کر نیچے فرش پر گر گیا ۔ اور پھر جب تک وہ سنبھلتا ۔ اس کے
چاروں طرف ٹھوس دیواریں آ چکی تھیں ۔ دروازہ غائب ہو چکا تھا ۔
کمرے کا تیزی سے نیچے جاتا ہوا فرش اب رک گیا تھا ۔ اور
پھر اچانک چھت میں سے صفدر کو ایک آواز سنائی دی اور صفدر یہ
آواز پہچان گیا ۔ یہ ڈاکٹر نالٹی کی آواز تھی ۔

" تم بے حد خطرناک ۔۔۔ سنگدل ۔۔۔ اور عیار آدمی ہو ۔۔۔ تم نے
میرے کئی آدمی مار دیئے ہیں ۔۔۔ ڈاکٹر رائز میرا بے حد قیمتی آدمی
تھا ۔۔۔ اس لئے اب تم موت سے نہیں بچ سکتے ۔۔۔ میں تمہیں
تڑپا تڑپا کر ماروں گا ۔۔۔ تمہیں عبرتناک موت ماروں گا ۔۔۔ اور
تم چاہے کچھ بھی کر لو ۔ اب موت سے نہیں بچ سکتے ۔۔۔ تم نے
مجھے بے حد نقصان پہنچایا ہے ۔۔۔ تم نے ڈاکٹر ٹومی اور ڈاکٹر گاسکر
کو بھی موت کی نیند سلا دیا ہے ۔۔۔ تم بے حد خطرناک آدمی ہو
اور اب میں دیکھتا ہوں کہ تم کس طرح موت سے بچ نکلتے ہو" ۔۔۔؟
ڈاکٹر نالٹی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی ۔ اس کا لہجہ بے حد غصیلا تھا ۔

" تم احمق ہو ڈاکٹر نالٹی ! ۔۔۔ میرے بیگ میں جو کچھ موجود ہے ۔
اس کے باوجود تم میری موت کی باتیں کر رہے ہو ۔۔۔ تمہیں معلوم
ہونا چاہیئے کہ میرے بیگ میں اس وقت اس قدر خوفناک اور طاقتور
بم موجود ہے ۔۔۔ جو ایٹم بم سے بھی زیادہ طاقتور ہے ۔۔۔ اور
میری انگلی کے ایک اشارے سے وہ پھٹ جائے گا اور اس کے
بعد میں نے تو بہرحال مرنا ہی ہے ۔۔۔ لیکن یاد رکھو کہ تمہارے سمیت
تمہاری پوری لیبارٹری ریزوں میں تبدیل ہو جائے گی ۔۔۔ میں ابھی

لئے تو بیگ حاصل کرنے کے لئے بے چین تھا ـــــ تمہارا ڈاکٹر رائز تم سے زیادہ سمجھدار تھا۔ اسی لئے اس نے بیگ میں سے سامان ہی نکال لیا تھا ـــــ مگر میں نے تمہاری مدد سے ہی وہ سامان دوبارہ حاصل کر لیا ہے ـــــ اب بولو! ـــــ مجھے مارنا چاہتے ہو ـــــ یا اپنے سمیت پوری لیبارٹری تباہ کرنا چاہتے ہو" ـــــ ؟ صفدر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں اس طرح فنا کر دوں گا کہ تم عبرت ناک موت مرو گے" ڈاکٹر نالٹی نے بڑی غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

صفدر نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش ہو گیا۔ اس نے جو داؤ کھیلا تھا اُسے اب اس کے نتیجے کا انتظار تھا۔ وہ ڈاکٹر نالٹی کے ذہن کو سمجھ چکا تھا۔ اس لئے اس نے یہ داؤ کھیلا تھا۔

صفدر کو معلوم تھا کہ اب ڈاکٹر نالٹی پہلے اسے بیہوش کر کے اس سے بیگ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا ـــــ اس کے بعد ہی باقی کارروائی کرے گا۔ وہ کسی طرح بھی لیبارٹری کو تباہ کرنے کا رسک نہیں لے گا جس کے ساتھ اس کی اپنی جان بھی ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔

صفدر اب بڑی محتاط نظروں سے پورے کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ اور پھر اچانک اُسے چھت کے ایک سوراخ سے ہلکی نیلے رنگ کی گیس کا جھمکا سا اترتا دکھائی دیا تو اس نے سانس روک لیا۔ گیس تیزی سے اب اندر آنے لگی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے اداکاری کا آغاز کیا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا دھڑام سے فرش پر گر گیا۔ اس کے گرنے کا انداز سو فیصد فطری تھا۔ لیکن اب اُسے سانس روکنے میں خاصی مشکل

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پیش آ رہی تھی۔ گیس مسلسل اندر آ رہی تھی۔ اس کی آمد میں کوئی کمی نہ ہوئی تھی اور پھر یکلخت صفدر کے ذہن پر اندھیروں نے یلغار کر دی حالانکہ اس نے ابھی تک سانس روک رکھی تھی۔ لیکن شائد یہ گیس انتہائی زود اثر تھی کہ سانس روک لینے کے باوجود اس نے صفدر کے ذہن پر اثر انداز ہونا شروع کر دیا تھا۔

صفدر کے لئے یہ لمحات بے حد نازک تھے۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اب اگر وہ بیہوش ہوا تو پھر اس دنیا میں تو اس کی آنکھیں کسی صورت نہ کھل سکتی تھیں اس لئے اس نے اپنی پوری قوتِ ارادی سے ان اُمڈتے ہوئے اندھیروں کو دھکیلنا شروع کر دیا۔ لیکن اس قدر دیر سے سانس رُکنے کی وجہ سے اس کا سینہ پھٹنے کے قریب ہو گیا تھا۔ اور پھر اچانک جیسے غبارہ پھٹنے سے ہوا نکلتی ہے اس طرح یکلخت صفدر کا سانس سیٹی کی آواز سے باہر نکل گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی صفدر کا ذہن یکلخت تاریک ہو گیا۔ شائد ہمیشہ کے لئے۔

جیپ ریت میں دھنستے دھنستے اچانک ایک خوفناک جھٹکے سے اس طرح گہرائی میں گئی جیسے وہ سینکڑوں فٹ گہرائی میں نیچے گر رہی ہو۔ اور پھر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں کے پرخچے اڑ گئے ہوں اور اس کے ساتھ ہی ان کے ذہنوں پر تاریکی سی چھا گئی۔

پھر درد کی تیز ترین لہر تھی جس نے عمران کو آنکھیں کھولنے پر مجبور کر دیا اور آنکھیں کھلتے ہی اسے اپنے سامنے کرنل ٹاڈ کھڑا ہوا نظر آیا۔ کرنل ٹاڈ کے ہاتھ میں ایک تیز دھار خنجر تھا جس کا آدھا سے زیادہ حصہ خون میں تر تھا اور اس سے اب بھی خون کے قطرے ٹپک کر فرش پر گر رہے تھے درد کی یہ تیز لہر عمران کو اپنے بازو سے نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا تو اس کے بائیں بازو پر زخم کا گہرا نشان موجود تھا۔ جس میں سے خون تیزی سے نکل رہا تھا۔ وہ اس وقت ایک ستون کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ساتھ لوہے کی باریک زنجیر سے بندھا ہوا تھا۔ اس کے باقی ساتھی بھی اسی طرح کی زنجیروں سے ستونوں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ اور ان کے ہاتھوں میں بھی کلپ ہتھکڑیاں تھیں۔ اور پیروں میں بیڑیاں تھیں۔

"ہونہہ! — تو تم ہو عمران! — تم اب مجھے پہلے یہ بتاؤ گے کہ تم نے میرا بلیک ایجنٹ والا کارڈ کیسے جعلی بنا لیا۔ جب کہ حکومت ایکریمیا کے بڑے سے بڑے ماہرین بھی اسے نہیں بنا سکتے" — کرنل ٹاڈ کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تم کرنل ٹاڈ ہو بلیک ایجنٹ! — اس کے باوجود تم گھٹیا درجے کے ایجنٹوں سے بھی بدتر انداز میں خنجر ہاتھ میں اٹھائے کھڑے ہو" — عمران نے سرد اور خشک لہجے میں کہا۔

"میں اس خنجر سے تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دوں گا" — کرنل ٹاڈ نے سرد لہجے میں کہا اور دوبارہ خنجر ہاتھ میں پکڑے تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ خنجر دوسری بار عمران کے بازو یا جسم میں اتارتا اچانک دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔

"کرنل — کرنل — ڈاکٹر نائسی نے لنک ڈور بند کر دیا ہے۔ وہ خود اس آدمی سے پوچھ گچھ کر رہا ہے — میں نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی — لیکن اس کے اسسٹنٹ ڈاکٹر رائٹ نے بتایا کہ وہ فی الحال ہم سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا" — آنے والے نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں خوف سے پھٹی ہوئی تھیں اور چہرے پر بے پناہ پریشانی کے آثار تھے۔

"ہونہہ ۔۔۔ تو اس کا مطلب ہے کہ یہ ڈاکٹر نالٹسی اب سارا کریڈٹ خود لینا چاہتا ہے ۔۔۔ حالانکہ اُسے میرے حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ اُسے یہ جرأت کیسے ہوئی کہ وہ میرے حکم کے خلاف کام کرے" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"وہ ایکریمیا کا سب سے بڑا سائنسدان ہے کرنل ٹاڈ! ۔۔۔ تم اس کے مقابلے میں کیا ہو ۔۔۔ صرف ایک ایجنٹ" ۔۔۔ عمران نے لوہا گرم دیکھ کر چوٹ لگانے میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہ کی۔

"شٹ اپ! ۔۔۔ میں پہلے اس اُلّو کی دُم سائنسدان کا دماغ درست کر لوں ۔۔۔ پھر تم سے بھی نمٹتا ہوں" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ اُس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے وہ ابھی جا کر اس سائنسدان کا گلا دبا دے گا۔

آنے والا اُدھیڑ عمر بھی ہونٹ کاٹتا ہوا واپس مُڑا اور پھر کرنل ٹاڈ کے پیچھے دوڑتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

عمران نے دروازہ بند ہوتے ہی ایک طویل سانس لے کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ وہ سب ہوش میں آ چکے تھے۔

"اب کیا کرنا ہے عمران صاحب" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"بہت مختصر سا وقفہ ملا ہے ۔۔۔ اور اس وقفے میں ہر قیمت میں آزاد ہونا ہے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے بازوؤں کو تیزی سے مروڑنا شروع کر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

دیا۔ کلائیوں کو مخصوص انداز میں مروڑنے کے بعد اس کے انگوٹھے پر موجود ناخن کلپ ہتھکڑی کے درمیان بٹن تک پہنچ گیا اور پھر کٹاک کی آواز سے اس کی کلائیاں آزاد ہو گئیں۔ اور کلپ ہتھکڑی نیچے فرش پر جا گری۔ اب صرف جسم سے بندھی ہوئی باریک زنجیر رہ گئی تھی۔ عمران نے اپنے بازوؤں کو آگے کی طرف حرکت دینے کی کوشش شروع کر دی۔ لیکن باریک زنجیریں بہت سختی سے باندھی گئی تھیں لیکن عمران کے بازو آہستہ آہستہ آگے ہوتے گئے۔ گو اُسے ایسا کرنے میں شدید تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ کیونکہ باریک زنجیر کی کڑیاں اس کے گوشت کو رگڑ کر کاٹ رہی تھیں۔ لیکن چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ بازوؤں کو آگے لے آنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور پھر عمران نے ہاتھوں کی رینج میں آنے والی زنجیروں کو پکڑا اور پھر اس نے ہونٹ بھینچ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک زور دار جھٹکے سے مخالف سمتوں میں موڑ دیا۔ کٹاک کی تیز آواز ابھری اور زنجیر ٹوٹ گئی۔ لیکن عمران کے ہاتھوں سے خون رسنے لگا۔ زنجیر ٹوٹتے ہی عمران نے بجلی کی سی تیزی سے باقی زنجیر علیحدہ کر کے پھینکی اور پھر جھک کر اس نے کلپ ہتھکڑی کی طرح بیڑی کا بٹن دبا کر اُسے بھی کھول دیا۔ اب وہ پوری طرح آزاد ہو چکا تھا۔

"خوب! ۔۔۔ تم واقعی حیرت انگیز انسان ہو ۔۔۔ کبھی کبھی تو مجھے یقین ہی نہیں آتا کہ کیا تم واقعی انسان ہو یا کوئی جن" ۔۔۔ جولیا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

لیکن عمران اس کی بات کا کوئی جواب دینے کی بجائے تیزی سے دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف بھی توجہ

ند دی تھی۔

دروازہ آہستہ سے کھول کر عمران نے باہر جھانکا تو اس دروازے کے باہر مشین گن سے مسلح ایک نوجوان کھڑا نظر آیا۔ عمران نے دروازہ شور سے کھولا تو وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ عمران دروازے کی سائیڈ میں ہو گیا تھا۔ اور پھر وہ نوجوان جیسے ہی مشین گن اٹھائے اندر داخل ہوا، عمران عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اور دوسرے لمحے وہ نوجوان بری طرح چیختا ہوا اچھل کر اس ستون کے قریب جا گرا۔ جس کے ساتھ پہلے عمران بندھا ہوا تھا۔ جبکہ مشین گن عمران کے ہاتھوں میں تھی۔

نوجوان نیچے گر کر تیزی سے اٹھا ہی تھا کہ عمران نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر لات جما دی۔ اور پھر وہ جیسے ہی چیختا ہوا نیچے گرا، عمران نے آگے بڑھ کر مشین گن کا دستہ پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر جما دیا۔ اور وہ نوجوان بری طرح تڑپا ہوا ساکت ہو گیا۔

عمران نے مشین گن کو دوبارہ دستے سے پکڑا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

" ارے ہمیں تو کھولو ۔۔۔ کہاں جا رہے ہو " ۔۔۔ جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

" میں چاہتا ہوں کہ تم بندھے رہنے کی عادت ڈال لو ۔۔۔ آخر تمہیں کسی کی زنجیر سے تو بندھنا ہے " ۔۔۔ عمران نے مڑے بغیر کہا اور پھر دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آ گیا۔ وہ دراصل مشین گن استعمال نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے باہر کے ماحول کا علم نہ تھا اور بغیر مشین گن استعمال کئے وہ ان زنجیروں کو نہ توڑ سکتا تھا۔ اس لئے وہ مشین گن استعمال

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کرنے سے پہلے باہر کا ماحول چیک کر لینا چاہتا تھا۔

راہداری کے اختتام پر سیڑھیاں اوپر کو جا رہی تھیں۔ عمران تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چڑھتا گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر موجود دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے دروازے میں رک کر سر باہر نکالا تو اسے اسی ادھیڑ عمر آدمی کی آواز سنائی دی۔ وہ کسی اور سے بات کر رہا تھا۔ عمران نے دیکھا کہ آواز قریب ہی ایک کمرے سے آ رہی تھی۔ عمران دبے پاؤں چلتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

" وہ کرنل ٹاڈ لاکھ کوشش کرے، لنک ڈور نہیں کھل سکتا ٹونی! جب تک ڈاکٹر ناٹسی نہ چاہے ۔۔۔ اور ڈاکٹر ناٹسی فون کا بھی جواب نہیں دے رہا ۔۔۔ اب ہم کیا کریں ۔۔۔ اس کرنل ٹاڈ نے تو ہمیں بری طرح مروا دیا ہے " ۔۔۔ ادھیڑ عمر آدمی کی آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر اسمتھ! ۔۔۔ کیوں نہ ہم کرنل ٹاڈ کو ہی ختم کر دیں اور حکومت کو کہیں کہ وہ ان لوگوں سے لڑتے ہوئے مارا گیا ہے ۔۔۔ پھر ہم بندھے ہوئے ان لوگوں کو حکومت کے حوالے کر دیں گے ۔۔۔ اور لیبارٹری میں جانے والے آدمی کو بھی کرنل ٹاڈ کے کھاتے میں ڈال دیں کہ وہی اسے لے کر آیا تھا " ۔۔۔ دوسری آواز سنائی دی۔

" نہیں نہیں ۔۔۔ ایسا سوچنا بھی حماقت ہے ۔۔۔ وہ بلیک ایجنٹ ہے انتہائی خطرناک ۔۔۔ اگر اسے ذرا بھی شک پڑ گیا تو وہ ہمارا ہی خاتمہ کر دے گا " ۔۔۔ ادھیڑ عمر ڈاکٹر اسمتھ کی تیز آواز سنائی دی اور عمران اچانک دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اندر جاتے ہی اس نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور اس ادھیڑ عمر کے ساتھ موجود گٹھے ہوئے جسم

کا مالک گولیوں کی زد میں آکر بُری طرح چیختا ہوا فرش پر گر گیا۔

"خبردار! ہاتھ اٹھا دو" ـــــ عمران نے مشین گن کا رخ ڈاکٹر اسمتھ کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

لیکن ڈاکٹر اسمتھ کی حالت ایسی تھی جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہو اس کی آنکھیں پھٹ کر کانوں تک پہنچ چکی تھیں۔

"تت۔ تت ـــ تم تو بندھے ہوئے تھے زنجیروں سے ـــ ہتھکڑیوں اور بیڑیوں سے" ـــــ ڈاکٹر اسمتھ نے بُری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میں کہتا ہوں ہاتھ اٹھا کر گھوم جاؤ ـــ جلدی۔ ورنہ" ـــــ عمران نے بھیڑیئے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

اور ڈاکٹر اسمتھ اتنی تیزی سے گھوما کہ شائد لٹو بھی اس کی تیز رفتاری پر شرمندہ ہو جاتے اور عمران نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر مشین گن کا دستہ رسید کیا۔ ایک ہی وار ڈاکٹر اسمتھ کے لئے کافی ہو گیا اور وہ اوہ اوہ کی آواز نکالتا ہوا دیوار سے ٹکرایا اور پھر پہلو کے بل فرش پر جا گرا۔ اس کا چہرہ خوف کی زیادتی سے مسخ ہو رہا تھا۔

ڈاکٹر اسمتھ کے بیہوش ہوتے ہی عمران نے اس کے دفتر کی تلاشی لینی شروع کر دی اور چند لمحوں بعد وہ میز کی ایک دراز سے ایک ایسی فائل برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا جس میں سنٹر کی پوری تفصیل موجود تھی عمران نے سرسری طور پر اسے دیکھا اور پھر اسے تہہ کر کے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا۔

اسی لمحے عمران کو باہر سے آتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی تو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

وہ تیزی سے اچھل کر دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔

چند لمحوں بعد ہی کرنل ٹاڈ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا لیکن سامنے پڑی ہوئی لڑنی کی لاش دیکھ کر وہ وہیں دروازے میں ہی رک گیا۔

عمران دروازے کی اوٹ میں سانس روکے کھڑا تھا۔ کرنل ٹاڈ چند لمحے دروازے میں کھڑا آہٹ لیتا رہا۔ لیکن عمران کے سانس روک لینے کی وجہ سے اُسے اندر عمران کی موجودگی کا احساس نہ ہوا۔ تو اس نے پہلے ایک بازو اندر کیا پھر دوسرا۔ اور پھر یکلخت اچھل کر اندر آگیا۔

"بس اب ہاتھ اٹھا دو کرنل ٹاڈ" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے دروازے کی اوٹ سے نکلتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرا لمحہ عمران کے لئے بھی حیرت انگیز ثابت ہوا جب اچانک مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں بلند ہو گئی۔ کرنل ٹاڈ نے واقعی حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ عجیب انداز میں اچھلا تھا اور عمران اس کے اس وار کو فوری طور پر سمجھ ہی نہ سکا تھا۔ مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر اس دیوار سے جا ٹکرائی جس کی جڑ میں ڈاکٹر اسمتھ پڑا ہوا تھا۔

کرنل ٹاڈ نے مشین گن نکلتے ہی ہوا میں ہی الٹی قلابازی کھائی اور پلک جھپکنے میں وہ اس جگہ موجود تھا جہاں مشین گن گری تھی لیکن اس سے پہلے کہ وہ جھک کر مشین گن اٹھاتا، عمران کی لات حرکت میں آئی اور ایک کرسی اڑتی ہوئی کرنل ٹاڈ کے جسم کی طرف گولی کی طرح بڑھی۔ لیکن دوسرے لمحے کرسی کرنل ٹاڈ کی تھپکی کھا کر ایک طرف جا گری۔ اور کرنل ٹاڈ نے یکلخت پیر کی مدد سے مشین گن کو اوپر اچھالا اور جب تک عمران اس پر چھلانگ لگاتا، وہ مشین گن ہاتھ میں پکڑ چکا تھا۔

کرنل ٹاڈ کی پھرتی واقعی عمران جیسے آدمی کے لئے بھی حیرت انگیز ثابت ہو رہی تھی۔

جیسے ہی مشین گن کرنل ٹاڈ کے ہاتھ میں آئی ۔ عمران بھی اپنی فارم میں آگیا۔ اور اس نے بجلی کی سی تیز رفتاری سے اپنا دایاں ہاتھ کرنل ٹاڈ کی طرف جھٹکا اور کرنل ٹاڈ کے ہاتھ سے نہ صرف مشین گن نکل گئی بلکہ وہ چیخ مار کر پہلو کے بل ایک ملے کے نیچے جھکا۔ عمران کی کف میں موجود تیز دھار لیکن باریک پھل کا اُسترے نما چاقو اس کے ہاتھ کو ضرب لگانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران اچھلا اور درمیانی میز پر پیر رکھتا ہوا کسی عقاب کی طرح کرنل ٹاڈ سے جا ٹکرایا اور سنبھل کر سیدھے ہوتے ہوئے کرنل ٹاڈ کو ساتھ لیتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ لیکن کرنل ٹاڈ نے یکلخت اپنا گھٹنا موڑ کر عمران کو پوری قوت سے میز پر واپس دھکیل دیا۔ اور عمران پُشت کے بل اس طرح میز پر گرا کہ اس کا آدھا اوپر والا جسم میز کی سطح پر اور آدھا نیچے لٹک رہا تھا۔

اور اس کے اوپر کرنل ٹاڈ آگرا۔ اور اس نے پوری قوت سے عمران کے جسم پر خوفناک انداز میں دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ چونکہ میز اور دیوار کے درمیان فاصلہ کافی تھا اس لئے عمران پیر دیوار سے لگا کر بھی اپنے جسم کو سیدھا نہ کر سکتا تھا۔ اُسے پلک جھپکنے میں محسوس ہو گیا تھا کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ لازماً ٹوٹ جائے گا۔ اس لئے اس نے پوری قوت سے اپنا سر اونچا کیا اور کرنل ٹاڈ اس کے داؤ میں آگیا۔ اس نے یہی سمجھا کہ عمران سر اونچا کر کے اُسے ٹکر مارنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس نے جوابی طور پر اُسے ٹکر مارنا چاہی اور عمران نے نہ صرف یکلخت سر نیچے میز کی طرف کیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بلکہ بجلی کی سی تیزی سے اپنے جسم کو پوری قوت لگا کر موڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ کیونکہ ٹکر مارنے کے لئے کرنل ٹاڈ کو اپنا اوپر والا جسم ڈھیلا کرنے کے ساتھ ساتھ نچلے جسم کو ذرا سا پیچھے کرنا پڑا تھا۔ اور اس طرح عمران کے جسم پر پڑا ہوا اس کا بے پناہ دباؤ قدرے ہلکا پڑ گیا تھا اور یہی عمران چاہتا تھا۔ چنانچہ اس ہلکے دباؤ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اپنے جسم کو موڑنے میں نہ صرف کامیاب ہو گیا بلکہ اب صورت حال پہلے کے برعکس ہو گئی۔

اب کرنل ٹاڈ نیچے تھا اور عمران اس کے اوپر۔ کرنل ٹاڈ نے بھی نیچے آتے ہی عمران والا داؤ کھیلنا چاہا۔ لیکن ظاہر ہے عمران اتنی آسانی سے داؤ میں آنے والا نہ تھا۔ اس نے دوسرا کام کیا اور کرنل ٹاڈ کے پیروں پر پیر رکھ کر یکلخت اچھل کر دھم سے اس کے جسم پر گرا اور کرنل ٹاڈ کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی عمران بھی اچھل کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

کرنل ٹاڈ اس بُری طرح تڑپا تھا کہ عمران کا توازن بگڑ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کرنل ٹاڈ یکلخت قلابازی کھا کر میز کی دوسری طرف پہنچ گیا۔

”فرار مت ہونا کرنل ٹاڈ“ ۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے وہ واقعی کسی عقاب کی طرح اُڑتا ہوا کرنل ٹاڈ کے اوپر عین اس وقت جا گرا جب کرنل دروازے تک پہنچ چکا تھا۔ کرنل ٹاڈ نے بجلی کی سی تیزی سے عمران کی دونوں پسلیوں میں اپنی کہنیاں مارنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران کا پورا جسم کرنل ٹاڈ سے نہ ٹکرایا تھا بلکہ اس نے اس کی گردن میں بازو پہلے ڈالے تھے اور اس کا باقی جسم فضا میں ہی گھوم گیا۔

اور نتیجہ یہ کہ وہ کرنل ٹاڈ کو ساتھ لیے فرش پر گرا اور پھر کرنل ٹاڈ یکلخت چیختا ہوا کسی گیند کی طرح فضا میں اچھلا اور عمران یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا کرنل ٹاڈ اچھل کر اس کے سامنے ہی کھڑا تھا۔

"اور بھی جتنے داؤ آتے ہیں آزما لو کرنل" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں فنا کر دوں گا کمینے" ——— کرنل ٹاڈ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے عمران کے دائیں پہلو پر حملہ کیا۔ لیکن عمران ایسے داؤ جانتا تھا اس لئے وہ اطمینان سے اپنی جگہ کھڑا رہا۔ اور اس کی توقع کے عین مطابق کرنل ٹاڈ ہوا میں ہی بائیں طرف گھوم گیا۔ لیکن اس بار اس کے حلق سے انتہائی کربناک چیخ نکلی۔ عمران کا ہاتھ یکلخت حرکت میں آیا تھا اور اس کا بھرپور مکہ کرنل ٹاڈ کی ٹھوڑی کے نیچے پڑا تھا۔ یہ مکہ اس قدر طاقتور تھا کہ کرنل ٹاڈ چیختا ہوا پہلو کے بل میز سے جا ٹکرایا۔

"بس بلیک ایجنٹ کو میں اس سے زیادہ وقت نہیں دے سکتا"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اچھل کر دونوں پیر کرنل ٹاڈ کی میز سے لٹکتی ہوئی ایک ٹانگ کے پیر پر رکھ دیئے اور کرنل ٹاڈ نے عمران کی توقع کے عین مطابق اسے پیچھے دھکیلنے کے لئے اس کے سینے میں دوسری لات مارنی چاہی کہ عمران نے اس کی لات پکڑی اور دوسرے لمحے کمرہ کرنل ٹاڈ کے حلق سے نکلنے والی خوفناک چیخوں سے لرزنے لگا۔ عمران نے اس کی دوسری ٹانگ پکڑ کر پوری قوت سے اپنے جسم کو میز کی طرف دوہرا کر لیا۔ اور کرنل ٹاڈ کی ٹانگ فضا میں اٹھتی ہوئی اس کے سر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کی طرف مڑ گئی۔ اور کھٹاک کی تیز آواز کے ساتھ ہی اس کے کولہوں کے جوڑ اکھڑ گئے۔ اور عمران اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ اور کرنل ٹاڈ ریت کی خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح گھسٹ کر میز سے نیچے فرش پر آ گرا۔

"ہونہہ! ——— میں نے تو سمجھا تھا کہ بلیک ایجنٹ کوئی سپر چیز ہو گی۔ اور اسے یقیناً مارشل آرٹ کے کارگر داؤ آتے ہوں گے ——— اس لئے میں نے تمہیں وقفہ بھی دیا کہ شاید تم کوئی نیا داؤ استعمال کرو اور اس طرح کم از کم میری معلومات میں ہی اضافہ ہو جائے ——— لیکن تم تو عام مارشل فائٹروں سے بھی نکمے ثابت ہوتے ہو" ——— عمران نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں فرش پر پڑے ہوئے کرنل ٹاڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس کا چہرہ بری طرح مسخ ہو چکا تھا۔ اور وہ اس طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا جیسے ذبح ہوتی ہوئی بکری پیر چلاتی ہے۔

دوسرے لمحے کرنل ٹاڈ کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور میز کی سائیڈ سے گھوم کر اس نے سب سے پہلے تو مشین گن پر قبضہ کیا اور پھر اس نے جھک کر ڈاکٹر اسمتھ کو کاندھے پر لادا۔ ڈاکٹر اسمتھ ابھی تک بیہوش تھا۔

عمران ڈاکٹر اسمتھ کو کاندھے پر لادے کمرے سے نکلا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا اس طرف بڑھ گیا جہاں اس کے ساتھی ابھی تک بندھے ہوئے تھے۔

کرنل ٹاڈ کو اس نے بیکار کر دیا تھا اس لئے اب فوری طور پر اس سے اسے کوئی خطرہ نہ تھا۔ اب اگر کوئی خطرہ تھا تو صرف یہاں سنٹر کے آدمیوں سے۔ اور ڈاکٹر اسمتھ کی بات چیت سے وہ سمجھ گیا تھا کہ اس سنٹر

کا انچارج ڈاکٹر اسمتھ ہی ہے۔ دوسری بات جو اس کے ذہن میں تھی وہ لیبارٹری میں کسی غیر آدمی کی موجودگی تھی جس کے خلاف کرنل ٹاڈ اور ڈاکٹر اسمتھ دونوں پریشان تھے۔ لیکن یہ آدمی کون تھا۔ کیا یہ صفدر تھا یا کوئی اور چکر تھا۔ یہ بات اب وہ ڈاکٹر اسمتھ سے اگلوانا چاہتا تھا۔

کمرے میں پہنچ کر اس نے سب سے پہلے تو دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔ ڈاکٹر اسمتھ کی اندر موجودگی کی وجہ سے وہ اب فوری طور پر بیرونی خطرے سے محفوظ ہو گئے تھے۔ اس کے ساتھی اسی طرح ستونوں سے بندھے کھڑے تھے۔

دروازہ بند کر کے عمران نے ڈاکٹر اسمتھ کو نیچے فرش پر لٹایا اور پھر اس نے مشین گن سیدھی کی اور دوسرے لمحے گولیوں کی بوچھاڑ جولیا کے جسم سے بندھی ہوئی زنجیروں کے اس حصے پر پڑی جو اس کے جسم سے گذر کر ستون کے عقب میں جا رہی تھیں۔ گولیوں نے پلک جھپکنے میں زنجیریں توڑ دیں اور پھر عمران نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں میں موجود کلپ ہتھکڑی بھی کھول دی۔

"بیڑی تم خود کھول لو" ——— عمران نے کہا اور پھر یہی اقدام اس نے باقی ساتھیوں کے ساتھ بھی کیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ سب آزاد ہو چکے تھے۔

اسی لمحے ڈاکٹر اسمتھ کے کراہنے کی آواز سنائی دی اور عمران تیزی سے اس کی طرف مڑ گیا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ" ——— عمران نے اس کی طرف مشین گن سیدھی کرتے ہوئے غرا کر کہا اور ڈاکٹر اسمتھ جو ہوش میں آنے کے بعد حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا، ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"لیبارٹری میں کون گیا ہے ——— پوری تفصیل بتاؤ ——— اور یہ سن لو کہ تمہارا کرنل ٹاڈ بے کار ہو چکا ہے ——— میں نے تمہارے اس بلیک ایجنٹ کے کولہے کی ہڈیاں توڑ ڈالی ہیں ——— اور اگر تم بھی چھلنی ہونے سے بچنا چاہتے ہو تو سب کچھ سچ سچ بتا دو ——— میں تمہیں چھوڑ دوں گا ——— مجھے تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے ——— لیکن اگر تم نے جھوٹ بولا تو تم ———" عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں ڈاکٹر اسمتھ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"مم ——— مم ——— مجھے مت مارو ——— میں بتا دیتا ہوں ——— میں سب کچھ بتا دوں گا ——— سب کچھ سچ سچ بتا دوں گا" ——— ڈاکٹر اسمتھ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور پھر ڈاکٹر اسمتھ نے کرنل ٹاڈ کی آمد اور اس کے ہیلی کاپٹر کے انجن سے لپٹ کر اندر آنے والے آدمی کی حالت ——— اس کے علاج سے لے کر کرنل ٹاڈ کی سویٹی کے ساتھ عیاشی ——— اور پھر اس آنے والے آدمی کا ڈاکٹر مٹو بھی۔ ڈاکٹر گاسکر اور ایک محافظ راکی کو قتل کرنے کے بعد لیبارٹری میں گھسنے اور وہاں گرفتار ہونے تک ساری تفصیلات عمران اور اس کے ساتھیوں کو لفظ بہ لفظ بتا دیں ——— اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد کی تفصیلات بھی بتا دیں۔ اور عمران سمجھ گیا کہ یہ آدمی صفدر ہے۔ کم از کم صفدر کے زندہ ہونے کا ثبوت اسے مل چکا تھا اور فی الحال اتنا ہی اس کے لئے کافی تھا۔

"یہاں سنٹر میں تمہارے کتنے آدمی اور ہیں" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"تقریباً ڈیڑھ سو آدمی ہیں ــــ لیکن وہ سب مشینوں کے آپریشن سے تعلق رکھتے ہیں ــــ مسلح محافظ صرف چار تھے جن کا انچارج ٹونی تھا جسے تم نے مشین گن کی گولیوں سے چھلنی کر دیا ہے" ــــ ڈاکٹر اسمتھ نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر اسمتھ! ــــ ہم نے لیبارٹری میں داخل ہونا ہے ــــ بولو! داخل ہونے کا طریقہ کیا ہے ــــ سچ سچ بتانا ورنہ ــــ" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"لیبارٹری میں داخلہ قطعی ناممکن ہے ــــ ڈاکٹر نالسی کی اجازت کے بغیر رابطہ گیٹ نہیں کھل سکتا ــــ اس گیٹ کی بناوٹ ایسی ہے کہ اس پر ایٹم بم بھی مار دیا جائے تب بھی یہ گیٹ نہیں ٹوٹ سکتا" ــــ ڈاکٹر اسمتھ نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس لڑکی سویٹی کا ذکر کیا تھا ــــ جو تم نے لیبارٹری سے کرنل ٹاڈ کے لئے منگوائی تھی ــــ وہ لڑکی کہاں ہے" ــــ؟ عمران نے اچانک پوچھا۔

"اوہ سویٹی! ــــ ہاں سویٹی یہیں ہے ــــ وہ ابھی تک کرنل ٹاڈ کے بیڈ روم میں ہے ــــ لنک ڈور چونکہ بند ہو چکا ہے اس لئے وہ نہیں جا سکی" ــــ ڈاکٹر اسمتھ نے چونکتے ہوئے کہا۔ حالات ہی ایسے پیش آ رہے تھے کہ اسے سویٹی کا بالکل خیال ہی نہ رہا تھا۔ اور اب عمران کے یاد دلانے پر وہ اسے یاد آئی تھی۔

"آؤ میرے ساتھ ــــ میں دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے نہیں جا سکتی" ــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر ڈاکٹر اسمتھ کو لئے وہ اپنے باقی ساتھیوں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سمیت چلتا ہوا ڈاکٹر اسمتھ کے دفتر میں پہنچا تو وہ بری طرح چونک پڑا کیونکہ کرنل ٹاڈ وہاں موجود نہ تھا اور اس جگہ گھسٹنے کے آثار البتہ دروازے تک جاتے نظر آ رہے تھے۔

"یہ کرنل ٹاڈ کہاں گیا" ــــ؟ عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور اسی لمحے اسے دوسری راہداری سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ مزید چونک پڑا۔

"ایک طرف ہو جاؤ سب" ــــ عمران نے چونکتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور خود اس نے ڈاکٹر اسمتھ کو بازو سے پکڑ کر دروازے کی اوٹ میں کر لیا۔

عمران کے باقی ساتھی بھی تیزی سے دروازے کی سائیڈ میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔

"خبردار! ــــ اگر آواز نکالی تو ــــ" عمران نے غراتے ہوئے ڈاکٹر اسمتھ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر اسمتھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسی لمحے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز دروازے کے سامنے ایک لمحے کے لئے رکی۔ مگر دوسرے لمحے وہ آواز تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

عمران نے اس آواز کے آگے بڑھتے ہی تیزی سے دروازے میں آ کر ادھر جھانکا جدھر آواز گئی تھی اور پھر باہر دیکھتے ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔ کیونکہ اس نے راہداری میں مڑتے ہوئے کرنل ٹاڈ کو دیکھ لیا تھا۔ اور کرنل ٹاڈ اس طرح دوڑ رہا تھا جیسے

اس کے کولہے کے جوڑ اُترے ہی نہ ہوں۔

کرنل ٹاڈ جس طرف مُڑا تھا اُدھر سے ہی عمران اور اس کے ساتھی ڈاکٹر اسمتھ سمیت آئے تھے۔ اور عمران سمجھ گیا کہ کرنل ٹاڈ انہیں تلاش کرنے کے لئے گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب عمران اور اس کے ساتھی نہ ملیں گے تو وہ واپس آئے گا۔

"اس کا خیال رکھنا ——— میں ابھی آیا" ——— عمران نے اپنے ساتھیوں سے ڈاکٹر اسمتھ کے متعلق اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر خود تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر کرنل ٹاڈ گیا تھا۔

عمران ابھی راہداری کے موڑ تک پہنچا بھی نہ تھا کہ اچانک اُسے پیچھے دفتر والے کمرے سے اپنے ساتھیوں کی خوفناک چیخیں سُنائی دیں۔ یہ چیخیں ایسی تھیں کہ جیسے کوئی بلندی سے کسی گہرائی میں گرتے وقت چیختا ہے۔

چیخیں سنتے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے واپس دوڑا۔ لیکن دوسرے لمحے یکلخت اس کے اپنے قدم لڑکھڑا گئے۔ اس کے قدموں میں موجود فرش لرزنے لگا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی تیز سرسراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی یکلخت اس کے سامنے اندھے شیشے کی دیوار آ گئی۔ یہ اندھے شیشے کی دیوار اچانک فرش سے نکل کر چھت تک چلی گئی تھی۔ اور پھر ایسی ہی سرسراہٹ اُسے اپنے عقب میں بھی سنائی دی عمران تیزی سے پلٹا اور پھر ایک طویل سانس لے کر رُک گیا۔ کیونکہ ایسی ہی اندھے شیشے کی دیوار اس کے عقب میں بھی وجود میں آ گئی تھی اور ابھی طویل سانس لینے کے بعد اس کا منہ بند بھی نہ ہوا تھا کہ اچانک دیواروں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے درمیان فرش یکلخت اس کے قدموں تلے سے سرک کر غائب ہو گیا۔ اور عمران منہ کے بل نیچے گہرائی میں گرتا چلا گیا۔

عمران نے سنبھلنے کی کوشش کی۔ لیکن سنبھلتے سنبھلتے بھی اس کا جسم نیچے کسی انتہائی ٹھوس چیز سے ٹکرایا۔ یہ ٹکراؤ اس قدر شدید تھا کہ عمران کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کا پورا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکیوں نے مکمل غلبہ پا لیا۔

ڈاکٹر نالٹی نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے بٹن سے اپنا انگوٹھا ہٹا لیا۔ اور کٹاک کی آواز کے ساتھ اندر دبا ہوا بٹن واپس اپنی جگہ پر آگیا۔

"اوہ گاڈ! یہ تھا۔ یہ کونسی مخلوق ہے ۔۔۔ بہرحال اب میں اسے بتاؤں گا کہ موت کسے کہتے ہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر نالٹی نے کرسی کی پشت کی طرف ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے سامنے ایک بڑی سی مشین کی سکرین پر اس کمرے کا منظر ابھرا ہوا تھا جس میں وہ پٹیوں میں بندھا ہوا آدمی فرش پر ڈھیر ہوا پڑا تھا۔

"باس! ۔۔۔ اب اس کا کیا کرنا ہے" ۔۔۔ مشین کی سائیڈ میں کھڑے ہوئے ایک نوجوان نے پوچھا۔

"تم پہلے تو یہ چیک کرو کہ کیا واقعی یہ بیہوش بھی ہوا ہے یا نہیں۔ اب مجھے کسی چیز پر اعتماد نہیں رہا" ۔۔۔ ڈاکٹر نالٹی نے چونکتے

ہوئے کہا۔

"باس! ۔۔۔ اس قدر زیادہ گیس کے باوجود بھی یہ بیہوش نہ ہوا ہوگا یہ یہ کیسے ممکن ہے" ۔۔۔ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ڈکسن! ۔۔۔ اس آدمی سے ملنے سے پہلے سب کچھ ناممکن تھا۔ لیکن اب مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سب کچھ ممکن ہو ۔۔۔ تم پہلے چیک کرو" ۔۔۔ ڈاکٹر نالٹی نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ ڈاکٹر ڈکسن نے مشین کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور اس نے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد اس نے بٹن آف کر دیئے۔

"سر! ۔۔۔ یہ بیہوش ہے ۔۔۔ مکمل طور پر بیہوش ۔۔۔ میں نے چیک کر لیا ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر ڈکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا! ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ اب ایسا کرو کہ تم دو آدمیوں کو ساتھ لے کر جاؤ ۔۔۔ اور اس آدمی کو وہاں سے نکال کر ریکیس روم میں پہنچا دو میں اب کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا ۔۔۔ اور سنو! تم نے خود اس کے کاندھے سے لٹکا ہوا بیگ انتہائی احتیاط سے اٹھانا ہے ۔۔۔ اس میں یقیناً انتہائی خوفناک اسلحہ ہے ۔۔۔ بیگ تم یہیں لے آنا اور اس آدمی کو ریکیس روم میں لے جا کر اس کے جسم سے ساری پٹیاں کھول کر اسے تابوت میں اچھی طرح بند کر دینا ۔۔۔ ہر کام احتیاط سے کرنا۔ یہ انتہائی خوفناک مخلوق ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر نالٹی نے ڈاکٹر ڈکسن کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"شیشے کے تابوت میں سر! ۔۔۔ لیکن سر! اس میں تو یہ دم گھٹ کر ہی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مر جائے گا"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر ڈکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اس کے ساتھ آکسیجن لگا دینا ۔۔۔۔ میں نے اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے ۔۔۔۔ لیکن میں اسے اوپن جگہ پر رکھنا اب خطرناک سمجھتا ہوں"۔ ڈاکٹر ناٹسی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"سر! ۔۔۔ پھر تو اسے بیہوشی کے عالم میں ہی کیوں نہ گولی مار دی جائے اگر یہ انتہائی خطرناک ہے تو" ۔۔۔۔ ڈاکٹر ڈکسن نے کہا۔

"تم صرف سائنسدان ہو ڈاکٹر ڈکسن! ۔۔۔ لیکن اب مجھے عقل آگئی ہے ۔۔۔ یہ کوئی سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ میں نے پہلے تو صرف ان کے متعلق سنا تھا لیکن اب مجھے تجربہ ہو گیا ہے ۔۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ اس کی پٹیوں کے اندر یا ان پٹیوں میں بھی کوئی خاص چیز ہو گی ۔۔۔ ورنہ اگر یہ واقعی زخمی ہوتا تو اس قدر تیزی اور پھرتی نہ دکھا سکتا۔ اس لئے میں نے کہا کہ پٹیاں اتار دینا ۔۔۔۔ اور کھلی جگہ پر جیسے ہی اسے ہوش آیا اس نے پھر کوئی حیرت انگیز داؤ استعمال کر کے ہمیں لے ڈوبنا ہے اس لئے میں نے اسے تابوت میں بند کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ یہ وہاں سے فرار نہ ہو سکے اور نہ ہمارے خلاف کوئی حربہ اختیار کر سکے ۔۔۔۔ یہ وہاں مکمل طور پر بے بس ہو گا اور پھر اس تابوت کے ساتھ میں آکوٹک ڈی مشین لگا کر اس سے پوچھ گچھ کروں گا ۔۔۔۔ اس طرح اس کا باپ بھی اصل حالات بتانے پر مجبور ہو جائے گا" ۔۔۔۔ ڈاکٹر ناٹسی نے تفصیل سے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس" ۔۔۔۔ ڈاکٹر ڈکسن نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ڈاکٹر ڈکسن کے جانے کے بعد ڈاکٹر ناٹسی اٹھا اور اس نے ایک کونے میں رکھے ہوئے وائرلیس فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے مختلف بٹن پریس کرنے لگا۔

"یس سر ۔۔۔ جیرم اٹنڈنگ سر" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جیرم! ۔۔۔ مین لیبارٹری کا حفاظتی نظام ٹھیک کام کر رہا ہے نا؟" ڈاکٹر ناٹسی نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔۔۔ بالکل او۔کے ہے سر" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے جیرم کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ جیسے اسے ڈاکٹر ناٹسی کی یہ بات پوچھنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہ آتی ہو۔

"اس کا خاص خیال رکھنا ۔۔۔۔ اور تم اپنے کمرے کا دروازہ لاک رکھنا ۔۔۔ تاکہ اسے باہر سے نہ کھولا جا سکے" ۔۔۔۔ ڈاکٹر ناٹسی نے ایک اور حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر ۔۔۔ جیسے آپ کا حکم ۔۔۔۔ لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں باس کہ اس حکم کی وجہ کیا ہے" ۔۔۔۔ ؟ جیرم نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"وجہ بعد میں بتائی جائے گی ۔۔۔ بہرحال اتنا سن لو کہ موسمیاتی سنٹر سے ایک خوفناک مجرم لیبارٹری میں داخل ہوا ہے۔ اور وہ اس لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتا ہے ۔۔۔۔ میں نے اسے قابو تو کر لیا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی چکر چلا دے ۔۔۔۔ اس لئے تم ہر لحاظ سے محتاط رہنا ۔۔۔ اوّل ایسا ہو گا تو نہیں۔ لیکن پھر بھی احتیاط اچھی چیز ہے" ۔۔۔۔ ڈاکٹر ناٹسی نے کہا۔ لیکن اب اسے خود اپنی بات پر شرمندگی

محسوس ہو رہی تھی کہ آخر اس نے ایسا حکم دیا ہی کیوں۔ ظاہر ہے وہ آدمی بیہوش پڑا تھا اور پھر شیشے کے تابوت میں بند ہو جانے کے بعد تو وہ ایک بے ضرر سا کیڑا بن جائے گا۔ لیکن شاید کسی لاشعوری خوف کی وجہ سے وہ جیرم کو کال کر بیٹھا تھا۔

"ٹھیک ہے سر ——— آپ بے فکر رہیں" ——— جیرم نے کہا۔

"اوکے" ——— ڈاکٹر نالٹی نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ اور مڑ کر دوبارہ اسی مشین کی طرف متوجہ ہوا لیکن سکرین پر اب وہ کمرہ خالی نظر آرہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ڈاکٹر ڈکسن اس آدمی کو وہاں سے نکال کر لے جا چکا ہے۔ چنانچہ اس نے مشین بند کی اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا تاکہ ریکیس روم میں پہنچ کر اس آدمی سے پوچھ گچھ کر سکے۔

مختلف راہداریوں سے گذرنے کے بعد وہ ایک بڑے کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ ڈاکٹر نالٹی جب اندر داخل ہوا تو اس وقت ڈاکٹر ڈکسن کے ساتھی اس آدمی کو شیشے کے تابوت میں بند کر کے آکسیجن سیٹ تابوت کے ساتھ فکس کرنے میں مصروف تھے۔

ایک طرف پٹیوں کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔

تابوت میں پڑے ہوئے آدمی کے جسم پر اب صرف زیر جامہ نظر آرہا تھا۔ اس کا باقی جسم ننگا تھا۔

"باس! ——— یہ شخص واقعی زخمی ہے ——— اس کے پورے جسم کی کھال پھٹی ہوئی تھی اور اسی لئے اس پر پٹیاں باندھی گئی تھیں" ڈاکٹر ڈکسن نے ڈاکٹر نالٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ! ——— واقعی اس کے تو پورے جسم پر زخم ہی زخم ہیں جن پر دوا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لگی ہوئی ہے ——— اس کے باوجود نہ صرف یہ چل پھر رہا تھا ——— بلکہ حیرت انگیز پھرتی اور چستی کا مظاہرہ بھی کر رہا تھا ——— واقعی یہ بات انتہائی حیرت انگیز ہے" ——— ڈاکٹر نالٹی نے کہا۔ اس کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

"تابوت کے ساتھ آکومنک۔ ٹی بھی فکس کر دو" ——— ڈاکٹر نالٹی نے کہا اور ڈاکٹر ڈکسن سر ہلاتا ہوا کونے میں پڑی ہوئی ایک مشین کی طرف بڑھ گیا جو ایک ٹرالی پر رکھی ہوئی تھی۔

ڈاکٹر ڈکسن نے ٹرالی گھسیٹی اور اسے تابوت کے ساتھ رکھ کر اس مشین کی سائیڈوں سے لٹکنے والی تاریں تابوت میں لگے ہوئے مختلف پوائنٹس پر ایڈجسٹ کرنے لگا۔ اس کے بعد اس نے مشین کی دوسری طرف کی تاریں دیوار میں نصب ایک بڑے سے سوئچ بورڈ کے مختلف پوائنٹس کے ساتھ ایڈجسٹ کیں اور پھر پیچھے ہٹ آیا۔

ڈاکٹر ڈکسن کے ایک ساتھی نے دو کرسیاں لا کر تابوت کے ساتھ رکھ دی تھیں اور ڈاکٹر ڈکسن اور ڈاکٹر نالٹی دونوں ان کرسیوں پر بیٹھ گئے ٹرالی والی مشین میں سے منسلک تار کے ساتھ ایک عجیب و غریب ساخت کا مائیک لگا ہوا تھا۔ وہ ڈاکٹر ڈکسن نے ڈاکٹر نالٹی کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس کے ساتھ آنے والے دونوں آدمیوں میں سے ایک تو ہٹ کر پیچھے کھڑا ہو گیا۔ جب کہ دوسرا اس ٹرالی مشین کے ساتھ رک گیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ ڈکسن" ——— ڈاکٹر نالٹی نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" ——— ڈاکٹر ڈکسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر

تابوت کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جلدی سے تابوت کے ساتھ لگے ہوئے ایک سوئچ کو آن کر دیا۔ تابوت کے اندر ہلکے نیلے رنگ کی گیس پھیل گئی یہ گیس صرف چند لمحے نظر آتی رہی۔ اس کے بعد خود بخود غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی تابوت میں لیٹے ہوئے آدمی کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے سر کو ادھر اُدھر گھما کر دیکھا اور پھر اس کی نظریں ڈاکٹر نالٹی پر جم گئیں۔

"تم میری آواز سن رہے ہو ۔۔۔ اب تم کسی صورت بھی بچ کر نہیں جا سکتے ۔۔۔ میں نے تمہیں زندہ تابوت میں بند کر دیا ہے ۔۔۔ اب تم میرے سوالوں کے جواب دینے پر مجبور ہو ۔۔۔ ورنہ میں تمہیں کتے کی موت مرنے پر مجبور کر دوں گا" ۔۔۔ ڈاکٹر نالٹی نے مائیک میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا اور آنکھیں باہر کو اُبل آئی تھیں شاید غصے نے اس کا بلڈ پریشر بہت ہائی کر دیا تھا۔

"پلیز ڈاکٹر نالٹی! ۔۔۔ آرام سے بات کیجئے ۔۔۔ آپ کا بلڈ پریشر بہت ہائی جا رہا ہے" ۔۔۔ ساتھ بیٹھے ڈاکٹر ڈکسن نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"تم نہیں جانتے ڈاکٹر ڈکسن! ۔۔۔ اس شخص نے مجھے کس طرح بیوقوف بنایا ہے ۔۔۔ مجھے اس کی شکل دیکھتے ہی غصہ آ جاتا ہے۔ میں تو اس کی بیہوشی میں ہی بوٹیاں اُڑا دیتا ۔۔۔ لیکن میں صرف اس سے اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ مجھے بتائے کہ یہ آخر کس طرح یہاں موسمیاتی سنٹر میں پہنچ گیا ۔۔۔ اور موسمیاتی سنٹر میں اور کون کون غدار موجود ہے"۔ ڈاکٹر نالٹی نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ایک غدار تو تمہارے ساتھ بیٹھا ہوا ہے ڈاکٹر نالٹی! ۔۔۔ کیا تمہیں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

یقین ہے کہ اس نے مجھے واقعی تابوت میں صحیح طرح سے بند کیا ہے؛ میں جب چاہوں آزاد ہو سکتا ہوں" ۔۔۔ تابوت پر موجود مائیک سے اندر لیٹے ہوئے آدمی کی اطمینان بھری آواز سنائی دی اور اس بار ڈاکٹر نالٹی کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر ڈکسن بھی بُری طرح اچھل پڑا۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا بکواس ہے ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم کیا بکواس کر رہے ہو" ۔۔۔ ڈاکٹر ڈکسن نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ پھر کوئی نیا چکر چلانا چاہتا ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر نالٹی نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں ہی اچھل کر تیزی سے تابوت کی طرف بڑھے۔ ان کا انداز بے اختیارانہ تھا۔

"ہاں! ۔۔۔ میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا ۔۔۔ اس نے مجھے غدار کہا ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر ڈکسن نے بُری طرح ایک سوئچ کی طرف جھپٹتے ہوئے کہا۔

"خبردار! ۔۔۔ رک جاؤ" ۔۔۔ ڈاکٹر نالٹی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور ڈاکٹر ڈکسن نے بڑی مشکل سے اس سوئچ کی طرف بڑھتے ہوئے ہاتھ کو کنٹرول کیا۔

"مجھے تابوت کے پرلے حصے میں ایک دراڑ نظر آ رہی ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر نالٹی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"سر! ۔۔۔ یہ دراڑ نہیں ہے ۔۔۔ تار کا سایہ ہے" ۔۔۔ مشین کے پاس کھڑے ہوئے آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سایہ نہیں ۔۔۔ سایہ نہیں ہو سکتا ۔۔۔ تم سب مجھے بیوقوف سمجھتے

ہو ــــ ڈاکٹر نالٹی کو" ــــ ڈاکٹر نالٹی نے غصے سے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ مائیک پھینک کر تیزی سے اچھل کر تابوت کی دوسری طرف آگیا۔

"ارے ہاں! ــــ یہ تو تار ہے ــــ لیکن یہ تار غلط فٹ ہے"۔

ڈاکٹر نالٹی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے تار کا ساکٹ میں نصب پوائنٹ ایک جھٹکے سے کھینچ لیا۔ اس تار کے ساکٹ سے علیحدہ ہوتے ہی یکلخت ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی شیشے کے تابوت کے ہزاروں ٹکڑے فضا میں بکھر گئے اور کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کرنل ٹاڈ کی آنکھیں کھلیں تو اس کے منہ سے بے اختیار کراہیں نکل گئیں۔ اس نے سر جھٹک کر ادھر ادھر دیکھا۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران غائب تھا۔ کرنل ٹاڈ آہستہ آہستہ گھسٹتا ہوا دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا پورا جسم پسینے سے تر تھا۔ کولہوں کے جوڑ اکھڑ جانے کی وجہ سے اس کا نچلا جسم بے کار ہو گیا تھا۔ صرف اوپر والا جسم ہی حرکت کر سکتا تھا۔ تکلیف کی شدت سے اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کے اندر خون کی بجائے گرم لاوا دوڑتا پھر رہا ہو۔ اس کی ایک ایک رگ پھٹ رہی تھی۔ لیکن وہ دانت بھینچے دروازے کی طرف گھسٹتا گیا۔

اسی لمحے اسے دوسری طرف سے اونچی ایڑی کی ٹک ٹک سنائی دی اور پھر ایک موڑ مڑ کر سویٹی دروازے کے سامنے آگئی۔

"سویٹی ــــ سویٹی پلیز" ــــ کرنل ٹاڈ نے بُری طرح ہانپتے ہوئے کہا۔

"اوہ کرنل! ــــ تمہاری یہ حالت ــــ کیا ہوا ــــ یہاں کیا ہو رہا ہے۔

وہ لنک ڈور بھی بند ہے ـــــ وہاں بھی لاشیں پڑی ہوئی ہیں ـــــ ڈاکٹر احمق کہاں ہے" ـــــ ؟ سویٹی نے کرنل ٹاڈ کو دیکھتے ہی بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا ـــــ گھبراؤ نہیں ـــــ سنٹر میں دشمن گھس آئے ہیں ـــــ ایک کام کرو۔ مجھے گھسیٹ کر اس بیڈ رُوم میں لے چلو۔ میرے کولہوں کا جوڑ اکھڑ گیا ہے ـــــ میں تمہیں ایک ترکیب بتاؤں گا اگر تم نے ویسے ہی کیا تو میں ٹھیک ہو جاؤں گا ـــــ اور سنو! ـــــ اگر ٹھیک نہ ہوا تو دشمن تم سب کا خاتمہ کر دیں گے ـــــ ہر چیز تباہ کر دیں گے ـــــ پلیز جلدی کرو" ـــــ کرنل ٹاڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا" ـــــ سویٹی نے خوف زدہ لہجے میں کہا اور پھر کرنل ٹاڈ کا بازو پکڑ کر اُسے گھسیٹنے لگی۔ کرنل ٹاڈ دوسرے بازو سے خود بھی زور لگا رہا تھا۔ اس لئے سویٹی پر پورا دباؤ نہ پڑا اور وہ اُسے آسانی سے گھسیٹتی ہوئی راہداری سے گذر کر بیڈ رُوم کے کھلے دروازے سے اندر لے گئی۔

"مجھے کسی طرح اٹھا کر اس بیڈ پر ڈال دو ـــــ دیکھو میں دونوں ہاتھوں سے زور لگاتا ہوں ـــــ تم میرا نچلا دھڑ اٹھا کر اوپر پھینکو ـــــ جلدی کرو" ـــــ کرنل ٹاڈ نے کہا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ بیڈ کی پٹی پر رکھے اور اپنا اوپر والا دھڑ بازوؤں کی مدد سے اونچا کر لیا۔ جب کہ سویٹی نے اس کی دونوں ٹانگیں جھک کر پکڑیں اور پھر پورا زور لگا کر اس نے انہیں اٹھا کر بیڈ پر پھینک دیا۔ لیکن وہ بُری طرح ہانپ رہی تھی جیسے اس نے ٹنوں وزن اٹھا لیا۔

اوہ ـــــ بہت بہت شکریہ سویٹی! ـــــ میں تمہارا یہ احسان کبھی نہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بھولوں گا" ـــــ کرنل ٹاڈ نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اب ایسا کرو کہ میری ٹانگیں ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر انہیں اپنی بیلٹ سے باندھ دو ـــــ جلدی کرو کہیں وہ دشمن آنہ جائیں"۔ کرنل ٹاڈ نے اس کی کمر سے بندھی ہوئی بیلٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس سے کیا ہوگا" ـــــ ؟ سویٹی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جلدی کرو ـــــ سوالات میں وقت ضائع مت کرو ـــــ جلدی کرو" ـــــ کرنل ٹاڈ نے تیز لہجے میں کہا اور سویٹی نے جلدی سے اپنی کمر سے بیلٹ کھولی اور پھر کرنل ٹاڈ کو پہلو کے بل لٹا کر اس کی دونوں پنڈلیاں ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر بیلٹ کی مدد سے انہیں اچھی طرح باندھ دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اب مجھے دھکا دے کر نیچے فرش پر گرا دو۔ جلدی کرو ـــــ دھکا اس طرح دینا کہ میرا پورا جسم بیک وقت نیچے گرے" ـــــ کرنل ٹاڈ نے کہا اور سویٹی بیڈ پر چڑھی اور اس نے ایک ہاتھ کرنل ٹاڈ کی پشت پر رکھا اور دوسرا کولہوں سے ذرا نیچے اور پھر اس نے زور سے کرنل ٹاڈ کو بیڈ کے کنارے کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں کی کوششوں کے بعد کرنل ٹاڈ کا بندھا ہوا جسم یکلخت بیڈ کے کنارے سے رول ہو کر نیچے گرا۔ اور کرنل ٹاڈ پہلو کے بل ایک زوردار دھماکے سے فرش پر گرا۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی لیکن ساتھ ہی کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے کولہوں کا اکھڑا ہوا جوڑ

دوبارہ اپنی جگہ پر فٹ ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی کرنل ٹاڈ یکلخت اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہوگیا تھا۔ لیکن اب اس کی ٹانگیں باقاعدہ حرکت کر رہی تھیں۔ اس نے جلدی سے پنڈلیوں سے بندھی ہوئی بیلٹ کھولی اور پھر اچھل کر اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہوگیا۔ پھر اس نے آگے پیچھے قدم اٹھا کر دیکھا۔

"تم یہیں رکو اور دروازہ بند کر لو ——— اب میں دیکھتا ہوں انہیں"۔ کرنل ٹاڈ نے تیز لہجے میں مڑ کر سویٹی سے کہا جو ابھی تک بیڈ پر کھڑی حیرت سے کرنل ٹاڈ کو ٹھیک ہوتے دیکھ رہی تھی۔

کرنل ٹاڈ بجلی کی سی تیزی سے دروازے سے نکلا اور پھر دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ ڈاکٹر اسمتھ کے دفتر کے دروازے پر پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا۔ لیکن اندر خاموشی دیکھ کر وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا اس راہداری کی طرف مڑ گیا جو اس بڑے کمرے کی طرف جاتی تھی۔ جہاں عمران اور اس کے ساتھی بندھے ہوئے تھے۔ لیکن کمرے میں پہنچ کر وہ ٹھٹھک گیا۔ ہر طرف زنجیریں ٹوٹی ہوئی پڑی تھیں اور عمران اور اس کے ساتھی غائب تھے۔

کرنل ٹاڈ تیزی سے واپس مڑا اور ابھی راہداری میں ہی تھا کہ اسے دور سے ہلکی سی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی اُسے سرسر کی تیز آوازیں بھی سنائی دیں۔ اس نے اپنی رفتار بڑھا دی اور پھر راہداری کا موڑ مڑتے ہی وہ نہ صرف ٹھٹھک کر رک گیا بلکہ حیرت سے اس کی آنکھیں بھی چوڑی ہوتی گئیں۔ سامنے اندھے شیشے کی ایک دیوار نے راہداری بند کر دی تھی۔ اس شیشے میں سے کچھ نظر نہ آرہا تھا اور ابھی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

وہ دیکھ کر اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ یہ دیوار یہاں کیسے آئی کہ اچانک سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی دیوار دوبارہ زمین میں غائب ہوگئی اب راہداری کا فرش برابر ہو چکا تھا۔ اور سامنے ڈاکٹر اسمتھ کے دفتر کا دروازہ نظر آرہا تھا۔

اسی لمحے دفتر سے ڈاکٹر اسمتھ چھلانگ لگا کر باہر نکلتا ہوا نظر آیا۔ اس کے چہرے پر خوف اور کامیابی کے ملے جلے آثار تھے۔

"اوہ کرنل ٹاڈ! ——— میں نے انہیں نچلے سٹور میں پھینک دیا ہے۔ اس عمران کے باہر نکلتے ہی میرا داؤ لگ گیا ——— وہ لوگ جس جگہ کھڑے تھے وہ حصہ کھلنے والا تھا ——— میں نے اچانک سوئچ دبایا اور وہ سب بری طرح چیختے ہوئے نیچے جا گرے ——— اور پھر میں نے راہداری والا سسٹم آن کر کے اس عمران کو قید کیا اور پھر اُسے بھی نیچے سٹور میں پھینک دیا" ——— ڈاکٹر اسمتھ نے دوڑ کر کرنل ٹاڈ کی طرف آتے ہوئے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔

"اوہ ویل ڈن ڈاکٹر اسمتھ! ——— ویل ڈن! ——— یہ سٹور کہاں ہے کہیں وہ اس سے نکل نہ آئیں" ——— کرنل ٹاڈ نے کہا۔

"ارے نہیں کرنل! ——— اب تو ان کی روحیں بھی باہر نہ آسکیں گی۔ یہ انتہائی زہریلی دوا کا سٹور ہے ——— اس لئے اس کا سسٹم ہی ایسا بنایا گیا ہے کہ اندھے شیشے کی دیواریں راہداری میں قائم کر کے اس دوا کو نیچے پھینکا جاتا ہے ——— اور ادھر میرے کمرے کے فرش کے ایک حصے کو کھول کر دوسری دوا پھینک دی جاتی ہے ——— یہ دونوں ادویات نیچے جا کر جب ایک دوسرے سے ملتی ہیں تو ان سے

ایک ایسی دوا کیمیائی تبدیلی کی وجہ سے ایسی بن جاتی ہے جو خود بخود ایک پائپ کے ذریعے اس مشینری کی طرف جاتی ہے جو صحرا میں ہوا کا طوفان پیدا کرتی ہے ۔۔۔ اس دوا کی وجہ سے ہی طوفان میں بے پناہ تیزی پیدا ہو جاتی ہے ورنہ تو وہ ایک عام ہوا ہی رہ جاتی۔" ڈاکٹر اسمتھ نے کرنل ٹاڈ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ وہ نیچے اب تک ہلاک ہو چکے ہوں گے"۔ کرنل ٹاڈ نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"ہلاک نہیں تو پھڑک ضرور رہے ہوں گے ۔۔۔ یہ دونوں دوائیں سال میں ایک بار ڈالی جاتی ہیں اور آئندہ منگل کو سال ہونے والا ہے اس لئے اس کی مقدار تو تقریباً نہ ہونے کے برابر ہو گی ۔۔۔ لیکن بہرحال اس کے اثرات اتنے تو ہوں گے ہی کہ وہ پھڑک پھڑک کر ہی مر جائیں ۔۔۔ اب وہ زندہ تو کسی صورت بھی وہاں سے نہیں نکل سکتے کیونکہ وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے"۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر بھی ہمیں چیک کر لینا چاہئے تاکہ پوری طرح اطمینان ہو جائے"۔۔۔ ڈاکٹر ٹاڈ نے کہا۔

"یس سر ۔۔۔ ہم ہمیں سکرین پر چیک کر سکتے ہیں"۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے کہا اور پھر وہ کرنل ٹاڈ کو ہمراہ لئے ایک چھوٹے سے کمرے میں آیا۔ یہ کمرہ لفٹ کی طرح نیچے اترتا تھا جب کمرے کی حرکت رکی تو وہ ایک اور راہداری میں تھے اس راہداری میں مشین گنوں سے مسلح چار افراد موجود تھے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"یہ مین آپریشن روم کی سکیورٹی گارڈ ہے جناب ۔۔۔ ان کا تعلق صرف نیچے سے ہے"۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے کرنل ٹاڈ کو بتایا اور کرنل ٹاڈ نے سر ہلا دیا۔

راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جس کے باہر لوہے کا ایک سٹیرنگ لگا ہوا تھا اور اس کے نیچے ایک ڈائل تھا۔ دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا ایک بلب جل رہا تھا۔ ڈاکٹر اسمتھ نے سٹیرنگ کو دائیں طرف گھمایا تو ڈائل پر ایک سوئی حرکت کرنے لگی۔ وہ اسے دائیں طرف اس وقت تک گھماتا رہا جب تک کہ سوئی چالیس کے ہندسے پر نہ پہنچ گئی۔ اس کے بعد اس نے زوردار جھٹکا دے کر اس لوہے کے سٹیرنگ کو باہر کی طرف کھینچا۔ کھٹاک کی تیز آواز کے ساتھ ہی اس سٹیرنگ کا راڈ ذرا سا باہر کو نکل آیا اور پھر ڈاکٹر اسمتھ نے اسے بائیں طرف گھمانا شروع کر دیا اور ڈائل پر موجود دوسری سوئی حرکت میں آ گئی۔

جب یہ سوئی ساٹھ کے ہندسے پر پہنچی تو ڈاکٹر اسمتھ نے اس لوہے کے سٹیرنگ کو پہلے اوپر کی طرف جھٹکا دیا اور پھر نیچے کی طرف اور اس کے ساتھ ہی تیز سیٹی کی آواز کے ساتھ ہی دروازے کے اوپر جلنے والا سرخ بلب بجھ گیا۔ اور بھاری دروازہ اندر کی طرف کھلتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی مشینوں کا بے پناہ شور سنائی دینے لگا۔

ڈاکٹر اسمتھ اور کرنل ٹاڈ ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں ہر طرف مختلف ڈیزائنوں اور ساخت کی مشینری نہ صرف موجود تھی بلکہ وہ خود بخود چل بھی

رہی تھی۔

ہال نما کمرے کے اندر ایک بھی آدمی موجود نہ تھا۔ تمام مشینری آٹومیٹک تھی اور مسلسل چل رہی تھی۔

"یہ سنٹر کا مین آپریشن روم ہے سر ۔۔۔ یہاں سوائے میرے اور کسی کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے ۔۔۔ آپ میرے علاوہ پہلے آدمی ہیں جو اندر داخل ہو رہے ہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے کہا۔

"وہ سکرین کہاں ہے ۔۔۔ تم اسے چیک کرو۔ ایسی مشینری میں نے بے شمار بار دیکھی ہے" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے ڈاکٹر اسمتھ پر غصہ آ رہا تھا جو اسے مشینری اس طرح دکھا رہا تھا جیسے وہ کسی سکول کا طالب علم ہو اور زندگی میں پہلی بار ایسی مشینری دیکھ رہا ہو۔

"یس سر ۔۔۔ آئیے" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے کہا اور تیزی سے ایک مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین کی سائیڈ میں موجود چند بٹن دبائے تو مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر چند لمحے پہلے تو دھبے اور لکیریں سی نظر آتی رہیں۔ اس کے بعد ایک بڑے سے کمرے کا واضح منظر ابھر آیا۔ جس میں دودھیا رنگ کا دھواں سا بھرا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اور اس دھوئیں کے نیچے کمرے کے فرش پر پڑے ہوئے انسانی قد و قامت جیسے دھبے صاف نظر آ رہے تھے۔ جو بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔

"یہ دھبے دیکھ رہے ہیں آپ ۔۔۔ یہ ان لوگوں کے جسم ہیں۔ یہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بے حس و حرکت پڑے ہوئے ہیں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ہلاک ہو چکے ہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے پرمسرت لہجے میں کہا۔

"ہوں ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ یہ واقعی ہلاک ہو چکے ہیں" کافی دیر تک مسلسل سکرین پر موجود دھبوں کو دیکھنے کے بعد کرنل ٹاڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"پھر بند کر دوں اسے جناب" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ بند کر دو ۔۔۔ یہاں بے پناہ شور ہے ۔۔۔ اب ہمیں لیبارٹری کا پتہ کرنا ہے" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے کہا اور ڈاکٹر اسمتھ نے جلدی سے بٹن آف کئے اور واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"سر ۔۔۔ اب لیبارٹری کا کچھ کریں ۔۔۔ یہ ڈاکٹر ناشی بے حد خطرناک آدمی ہے ۔۔۔ اگر اس نے واقعی میرے خلاف رپورٹ کر دی تو میرا تمام کیریئر تباہ ہو جائے گا" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے باہر نکل کر دروازہ بند کرتے ہوئے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو ۔۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا ۔۔۔ میری یہاں موجودگی کے بعد تمہارے اوپر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ۔۔۔ سمجھ گئے" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے کہا اور ڈاکٹر اسمتھ کا چہرہ کھل اٹھا۔

"تھینک یو سر" ۔۔۔ ڈاکٹر اسمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے بہرحال اچھا کیا کہ ان کا اس طرح خاتمہ کر دیا ۔۔۔ لیکن تم نے جلدی کی ۔۔۔ میں اپنے ہاتھوں سے ان کی بوٹیاں اڑانا چاہتا تھا ۔۔۔ بہرحال ٹھیک ہے ۔۔۔ جو ہوا درست ہی ہو گیا" ۔۔۔ کرنل ٹاڈ نے واپس چلتے ہوئے کہا۔

"سر! — یہ بے حد خطرناک لوگ تھے —— اگر میں انہیں اس چکر میں نہ پھنساتا سر —— تو نجانے یہ کیا کر دیتے" —— ڈاکٹر اسمتھ نے کہا۔

"شٹ اپ! —— تم میری توہین کر رہے ہو —— بلیک ایجنٹ کے مقابلے میں کوئی خطرناک نہیں ہوتا —— اور سنو! آئندہ میرے سامنے ایسے توہین آمیز الفاظ منہ سے نہ نکالنا۔ یہ میں تمہیں لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں" —— کرنل ٹاڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری سر" —— ڈاکٹر اسمتھ نے سہم کر جواب دیا۔

لفٹ کے ذریعے اوپر پہنچ کر وہ سیدھے دفتر میں آئے اور پھر ڈاکٹر اسمتھ نے وائرلیس فون کے ذریعے لیبارٹری میں ڈاکٹر نالٹی سے رابطہ ملانا شروع کیا لیکن باوجود کوشش کے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔

"یہ لیبارٹری میں آخر کیا ہو رہا ہے —— ڈاکٹر نالٹی سے رابطہ کیوں نہیں ہو رہا —— کیا اس دروازے کو کھلوانے کا کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔ میں لیبارٹری میں خود جا کر حالات چیک کرنا چاہتا ہوں —— یہ میرے فرائض میں شامل ہے" —— کرنل ٹاڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

"سر! —— ایک راستہ ہے۔ ایمرجنسی ڈور ہے۔ لیکن سر ——" ڈاکٹر اسمتھ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا —— جلدی بولو" —— کرنل ٹاڈ غصے سے دھاڑا۔

"لیکن سر! —— یہ ایمرجنسی ڈور سوائے صدر مملکت کے براہ راست حکم کے نہیں کھل سکتا" —— ڈاکٹر اسمتھ نے جواب دیا۔

"کیا مطلب —— لیبارٹری خطرے میں ہے اور ہم صدر مملکت سے اجازت لیتے پھریں —— سنو! یہ میرا حکم ہے کہ جلدی کھولو یہ ایمرجنسی ڈور"۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کرنل ٹاڈ نے غصیلے اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"تو لکھ کر دیجئے سر! —— اس میں مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں صحرا میں موجود طوفانی ہوائیں پیدا کرنے والی مشینری بند کرنا پڑے گی —— یہ راستہ صحرا سے جاتا ہے سر" —— ڈاکٹر اسمتھ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے —— لاؤ کاغذ۔ میں لکھ کر تمہیں آرڈر دیتا ہوں" —— کرنل ٹاڈ نے کہا۔ اور ڈاکٹر اسمتھ نے سر ہلاتے ہوئے پیڈ اٹھایا اور پھر قلم اٹھا کر اس نے کرنل ٹاڈ کے سامنے رکھ دیا۔ کرنل ٹاڈ نے کاغذ پر حکم لکھا اور نیچے اپنے دستخط کر کے مخصوص نشان بھی لکھ دیا۔

"یہ لو —— اب جلدی کرو" —— کرنل ٹاڈ نے قلم واپس میز پر پھینکتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! —— میں مشینری بند کرنے کا آرڈر دیتا ہوں۔ بہرحال آدھا گھنٹہ تو اس طوفان کے مکمل خاتمے میں لگ جائے گا۔ اس کے بعد ہم جیپ کے ذریعے باہر نکل سکیں گے" —— ڈاکٹر اسمتھ نے کہا اور حکم نامہ اس نے میز کی دراز میں ڈال کر اسے تالا لگایا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر وہ کسی کو طوفانی ہوائیں پیدا کرنے والی مشینری کے بند کرنے کا حکم دینے میں مصروف ہو گیا۔

عمران کی آنکھ کھلی تو اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا پورا جسم لاش
میں تبدیل ہو چکا ہو۔ قطعی بے جان اور بے حس و حرکت۔ اس نے نظریں
گھمائیں تو یہ ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا جس میں ایک سائیڈ پر ایک بڑا
سا گول سوراخ نظر آ رہا تھا۔ کمرے میں ہلکی ہلکی دُودھیا رنگ کی گیس اور
عجیب کڑوی سی بُو پھیلی ہوئی تھی۔ یہ بُو ایسی تھی جیسے کڑوے باداموں
کی ہوتی ہے۔ اس نے کوشش کر کے اپنا سر گھمایا اور اس کے ساتھ
ہی اُسے احساس ہوا کہ اس کا سر حرکت تو کر رہا ہے لیکن بے حد آہستہ
ایسے جیسے اس کے سر کا وزن ٹنوں میں ہو۔ سر کے حرکت کرنے سے
اُسے کچھ حوصلہ ہوا اور اس نے اپنے باقی جسم کو حرکت میں لانے کی
کوشش شروع کر دی۔ لیکن بے پناہ کوشش کے باوجود وہ بہت
معمولی سی حرکت دے سکا۔ جسم واقعی بے جان ہو چکا تھا۔ لیکن حرکت
اس میں موجود تھی لیکن اس کی رفتار بے حد آہستہ تھی۔ عمران مسلسل کوشش

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کرتا رہا۔ اب دُودھیا رنگ کی گیس بھی ہلکی پڑتی جا رہی تھی اور بُو بھی کم
ہوتی جا رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کمرے کی فضا صاف ہوتی جا
رہی ہو۔ اور جیسے جیسے فضا صاف ہوتی جا رہی تھی عمران کی کوشش
بھی بار آور ثابت ہو رہی تھی۔ اس کا جسم آہستہ آہستہ حرکت میں آنے
لگا تھا۔

کافی دیر بعد عمران اس قابل ہوا کہ وہ اُٹھ کر بیٹھ سکے۔ اس کے باقی
ساتھی ابھی تک فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ البتہ تنویر اور کیپٹن شکیل کی
آنکھیں کھلی ہوئی تھیں جب کہ جولیا کی آنکھیں ابھی تک بند تھیں نعمانی
بھی آنکھیں بند کئے پڑا ہوا تھا۔

"اپنے جسموں کو حرکت میں لانے کی کوشش کرو" ——— عمران نے
اپنی طرف سے زور سے کہا۔ لیکن اس کی آواز ایسے نکلی جیسے وہ بولنے
کی بجائے بڑبڑا رہا ہو۔ زبان بھی پوری طرح حرکت میں نہ آ رہی تھی۔
اس نے اب خود اُٹھنے کی کوشش شروع کر دی۔ اور پھر چند لمحوں کی
کوشش کے بعد وہ کھڑا ہونے میں کامیاب تو ہو گیا۔ لیکن اس کا توازن
درست نہ ہو رہا تھا۔ وہ بار بار نیچے گر پڑتا۔ لیکن مسلسل حرکت کی وجہ سے
اس کے جسم کی حرکت اب پہلے کی نسبت قدرے تیز ہوتی جا رہی تھی۔
کمرے کی فضا بھی اب مکمل طور پر صاف ہو چکی تھی۔

اب کیپٹن شکیل اور تنویر بھی حرکت کرنے کی کوشش کر رہے تھے
ادھر جولیا اور نعمانی کی آنکھیں بھی کھل گئیں اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران
کھڑا ہونے میں پوری طرح کامیاب ہو گیا۔ تو اس نے باقاعدہ ایسے
ورزش شروع کر دی جس سے جسم وارم اپ ہو جائے۔ ادھر اس کے

ساتھی اب لڑکھڑا کر اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ سب کسی باغ میں ورزش کرنے میں مصروف ہوں۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ سب قدرے ٹھیک ہو چکے تھے۔ ان کے ڈوبتے ہوئے سانس بھی معمول پر آ گئے تھے اور بالکل زرد پڑے ہوئے چہرے دوبارہ سُرخی مائل ہو گئے تھے۔

"یہ ہمیں آخر ہو کیا گیا ہے —— صرف نیچے گرنے سے تو ایسی حالت نہیں ہوتی" —— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہاں ایسی گیس موجود تھی جس نے ہمیں بے جان کر دیا تھا۔ اور نجانے یہ گیس یکلخت ختم کیسے ہو گئی ہے —— اگر یہ ختم نہ ہوتی تو شاید ہمیں ہوش بھی نہ آتا اور ہم اسی بیہوشی کے عالم میں ہی ختم ہو جاتے —— یہ گیس جہاں تک میں سمجھا ہوں ڈی سکس آرگنائیم سے ملتی جلتی ہے۔ اس سے ہوا میں توانائی پیدا ہوتی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اسی گیس کی مدد سے ہی صحرا میں طوفان پیدا کئے جاتے ہیں" —— عمران نے ورزش کرتے ہوئے کہا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ اب باہر صحرا میں طوفان ختم ہو گئے ہوں گے" —— جولیا نے کہا۔ وہ بھی باقاعدہ ورزش کرنے میں مصروف تھی۔

"ہاں! —— لگتا تو ایسا ہی ہے —— بہرحال اب پہلی بات تو یہاں سے نکلنا ہے" —— عمران نے کہا۔ اس کی مشین گن بھی ایک طرف پڑی ہوئی تھی۔ عمران نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا اور پھر وہ اس ہال نما کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا۔ لیکن یہ کمرہ ہر طرف سے مکمل طور پر بند تھا۔ چھت بھی اب بالکل سپاٹ نظر آ رہی تھی حالانکہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

وہ جانتے تھے کہ وہ چھت سے ہی نیچے گرے ہیں۔ چھت کی بلندی خاصی تھی۔ لیکن اس کے باوجود نیچے گرنے سے اُسے زیادہ چوٹیں نہ آئی تھیں۔ شاید اس کی وجہ وہاں اس دُودھیا گیس کی موجودگی تھی جس کے دباؤ نے ان کے جسموں کو سنبھال لیا تھا۔ اور وہ پوری قوت سے نیچے نہ گرے تھے۔

اس کمرے میں سوائے اُس کٹے ہوئے گول حصے کے جو پائپ کی طرح آگے جاتا ہوا نظر آ رہا تھا اور کوئی معمولی سا رخنہ بھی موجود نہ تھا۔ یہ کٹا ہوا حصہ اتنی بلندی پر بھی نہ تھا کہ وہ اس میں داخل نہ ہو سکتے۔

"آؤ! —— اب یہی پائپ ہی ہے۔ شاید آگے کوئی راستہ مل جائے" —— عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور پھر اچھل کر بازوؤں کے بل اس پائپ کے کنارے پر چڑھا اور پھر رینگتا ہوا وہ آگے بڑھتا گیا۔ آگے بالکل اندھیرا تھا۔ لیکن عمران رینگتا ہوا مشین گن سمیت آگے بڑھتا گیا۔ پائپ خاصا طویل ثابت ہو رہا تھا۔ اور پھر جب پائپ ختم ہوا تو عمران اچھل کر ایک بڑی حوض نما جگہ میں جا گرا۔ یہ حوض کسی دھات کا بنا ہوا تھا۔ اس کے اوپر بڑی بڑی نلکیاں سی تھیں۔ عمران یہاں پوری طرح بیٹھ بھی نہ سکتا تھا۔ اور اب اس کا سانس بھی رُکنے لگا تھا۔ اُسے اپنے جسم پر بے پناہ دباؤ کا احساس ہو رہا تھا اس نے مشین گن کی نال ایک نلکی کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ گولیوں کی بارش کے ساتھ ہی ایک دھماکہ ہوا اور ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے شیشہ ٹوٹ کر گرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی تازہ ہوا کا جھونکا اندر آتا دکھائی دیا۔ نلکی والا حصہ اب روشن ہو گیا تھا۔ عمران نے سر اوپر اٹھایا

اور دوسرے لمحے اس کا سر باہر نکل آیا۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا تو وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں تھا جس کی دیوار کے ساتھ ایک بہت بڑی مشین تھی جس کے جار نما حوض میں وہ کھڑا تھا۔ اور نیچے فرش پر شیشے کے بیشمار ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے اور سامنے دیوار میں اس نلکی کا بقایا حصہ ابھی تک موجود تھا۔ عمران نے اپنے جسم کو سکیڑا اور پھر اس نے اپنے دونوں بازو باہر نکالے اور دوسرے لمحے وہ اس تنگ سے سوراخ سے آہستہ آہستہ گھسٹتا ہوا باہر آکر کمرے میں کود گیا۔ اس کے بعد جولیا بھی باہر آگئی اور پھر ایک ایک کر کے باقی سب ساتھی بھی اس جار کے سوراخ سے باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گئے۔ صرف کیپٹن شکیل کو باہر نکلتے ہوئے خاصی رگڑیں سہنی پڑی تھیں کیونکہ اس کے کاندھے باقی ساتھیوں کی نسبت زیادہ چوڑے تھے۔ لیکن وہ بھی باہر نکل آنے میں بہرحال کامیاب ہو گیا۔

اس کمرے کا بھی کوئی دروازہ نہ تھا۔ ہر طرف سپاٹ دیواریں تھیں۔ عمران نے مشین گن کی نال اس نلکی کے بقایا حصے کی طرف کی جو ابھی تک دیوار میں موجود تھی اور ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز نے چند ہی لمحوں میں اس نلکی کے بقایا حصے کو بھی توڑ پھوڑ کر رکھ دیا اور اب دیوار میں موجود سوراخ میں سے باہر آسمان نظر آنے لگ گیا تھا۔ اور باہر طوفانی ہواؤں کا شور بھی نہ تھا۔

"کیپٹن شکیل! ۔۔۔ تم مجھے کاندھوں پر اٹھا لو ۔۔۔ میں باہر نکلتا ہوں ۔۔۔ پھر میں تمہیں باہر کھینچ لوں گا ۔۔۔ میرے خیال میں ہم باہر صحرا میں پہنچ جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے سر ہلا دیا۔ اور پھر سوراخ کے نیچے اکڑوں بیٹھ گیا۔ عمران اس کے کاندھوں پر چڑھا اور کیپٹن شکیل آہستہ آہستہ اٹھتا گیا۔ اس کا چہرہ عمران کا وزن اٹھانے کی وجہ سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ لیکن دیوار کا سہارا لے کر وہ اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا اور دوسرے لمحے عمران اچھل کر بازوؤں کے بل اوپر اٹھتا گیا اور پھر گھسٹ کر وہ اس سوراخ سے باہر نکل گیا۔

"آیئے مس جولیا" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مڑ کر جولیا سے کہا اور جولیا آگے بڑھ آئی۔ اس کا خیال تھا کہ کیپٹن شکیل دوبارہ نیچے بیٹھے گا لیکن کیپٹن شکیل نے بجائے نیچے بیٹھ کر اسے کندھوں پر اٹھانے کے جولیا کے دونوں بازو پکڑے اور دوسرے لمحے جولیا اس طرح فضا میں اٹھتی ہوئی اس کے کندھوں پر جا بیٹھی جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے پلاسٹک کی بنی ہوئی ہو۔

"ارے کمال ہے ۔۔۔ تم نے تو جولیا کو ایسے اٹھا لیا جیسے اس کا وزن ہی نہ ہو" ۔۔۔ نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران کا وزن اٹھانے کے بعد مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میں ویٹ لفٹنگ میں ورلڈ چیمپئن ہو گیا ہوں ۔۔۔ اب عمران کے مقابلے میں جولیا کا کیا وزن ہو سکتا ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے جولیا بھی اس سوراخ سے باہر پہنچ گئی۔ اوپر سے عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر کھینچ لیا تھا۔

"آؤ تنویر" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور اس بار وہ دوبارہ نیچے بیٹھ

گیا۔ اور چند لمحوں بعد تنویر اور اس کے باقی ساتھی بھی باہر پہنچ گئے۔ اب کمرے میں کیپٹن شکیل رہ گیا تھا۔

"آجاؤ کیپٹن" ــــ سوراخ میں سے جھانکتے ہوئے عمران کی آواز سنائی دی۔ وہ شاید سوراخ کے دہانے پر لیٹا ہوا تھا اس کا ایک ہاتھ سوراخ سے گذر کر نیچے کمرے میں لٹکا ہوا تھا۔ لیکن ابھی بھی بلندی خاصی تھی۔

"آپ میرا وزن کیسے کھینچیں گے" ــــ؟ کیپٹن شکیل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وزن ــ تو کیا واقعی تمہارا بھی وزن ہے ــــ یار شادی سے پہلے ہی اگر وزن دار ہو گئے ہو تو بعد میں کیا ہو گا ــــ جمپ لگا کر میرا ہاتھ پکڑ لو ــــ جلدی کرو" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر کیپٹن شکیل نے ہائی جمپ لگا کر عمران کا ہاتھ پکڑا اور دوسرے لمحے وہ اس طرح اوپر اٹھتا گیا جیسے کسی کرین نے اسے اوپر اٹھا لیا ہو۔

"کمال ہے ــــ آپ نے تو مجھے مس جولیا سے بھی وزن میں ہلکا کر دیا ہے" ــــ کیپٹن شکیل نے باہر آتے ہوئے ہنس کر کہا۔

عمران نے اسے جتنی آسانی سے باہر کھینچ لیا تھا۔ اس سے تو ظاہر یہی ہوتا تھا جیسے کیپٹن شکیل کا کوئی وزن ہی نہ ہو۔

"جولیا کے ساتھ مناسبت مت پیدا کرو ــــ ایسا نہ ہو کہ تنویر کا خیال بدل جائے اور پھر تم ــــ" عمران نے مسکرا کر کہا اور کیپٹن شکیل

RAFREXO@HOTMAIL.COM

قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

ہر طرف صحرا پھیلا ہوا تھا جس میں عام سی ہوا چل رہی تھی وہ خوفناک طوفانی ہواؤں کا کہیں وجود نظر نہ آ رہا تھا۔

"یہ طوفانی ہوائیں کہاں چلی گئیں" ــــ جولیا نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تنویر کے مقابلے میں کوئی طوفان بھلا کہاں ٹھہر سکتا ہے" ــــ عمران نے مسکرا کر کہا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگا۔

"اب کیا ہم نے صحرا سے باہر جانا ہے ــــ وہ لیبارٹری اور صفدر" ــــ؟ کیپٹن شکیل نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ کسی خاص مقصد کے تحت یہ طوفانی ہوائیں بند کی گئی ہیں ــــ اور اب ہم نے اس خاص مقصد کو تلاش کرنا ہے"۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔

"اوہ ــ ادھر جیپ کے ٹائروں کے نشانات" ــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس طرف کو دوڑنے لگا جدھر اس کی نظریں جمی ہوئی تھیں۔ وہ سب بھی عمران کے پیچھے دوڑنے لگے۔

"اوہ ــ کہیں کہیں نشانات موجود ہیں ــــ ورنہ ہوا نے انہیں مٹا دیا ہے ــــ آؤ ہمیں ان کا تعاقب کرنا ہے" ــــ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ سب عمران کے پیچھے ایک قطار کی صورت میں دوڑنے لگے۔

عمران کی تیز نظریں مٹے ہوئے جیپ کے ٹائروں کے نشانات بھی چیک کرتی جا رہی تھیں۔ اور صحرا میں ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ اچانک

ایک جگہ رُک گئے۔ یہاں جیپ کے نشانات خاصے گہرے تھے جیسے وہ یہاں کافی دیر رُکی رہی ہو۔

عمران غور سے ریت کو دیکھتا رہا۔ اور پھر اچانک اس نے بیٹھ کر اپنا ہاتھ ریت میں داخل کر دیا۔ وہ ریت کے اندر کسی چیز کو ٹٹول رہا تھا۔ تقریباً پانچ منٹ تک وہ ریت میں اِدھر اُدھر ہاتھ چلاتا رہا اور پھر اچانک اس کا ہاتھ کسی سخت چیز سے ٹکرایا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے انگلیوں کی مدد سے اس سخت چیز کا اندازہ لگایا۔ یہ کوئی ہینڈل سا تھا۔ عمران نے اسے پکڑ کر دائیں بائیں کرنا چاہا۔ لیکن وہ سختی سے اپنی جگہ پر جما ہوا تھا۔

پھر عمران نے اس کے کنارے پر ہاتھ رکھ کر اُسے زور سے نیچے دبایا تو دوسرے لمحے گڑگڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی صحرا کا سامنے کا حصہ یکلخت فضا میں کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھتا گیا۔ نیچے ایک پختہ سڑک جاتی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

اُسی لمحے دُور سے بے تحاشا گولیاں چلنے کی آوازیں انہیں سنائی دیں اور وہ سب چونک پڑے۔

"آؤ! ـــــ یہ شائد لیبارٹری کا کوئی خفیہ دروازہ ہے" ـــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے اس سڑک پر دوڑتا ہوا نیچے گہرائی میں اترتا چلا گیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑتے گئے۔ تیز فائرنگ کی آوازیں اب بھی مسلسل سنائی دے رہی تھیں اور پھر یکلخت ان آوازوں کے درمیان ایک انسانی چیخ سنائی دی اور عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ چیخ کی آواز وہ پہچان گیا تھا یہ یقیناً صفدر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کی آواز تھی۔

سڑک کے اختتام پر ایک دروازہ دکھائی دیا۔ جو کھلا ہوا تھا اور اس کے اندر ریت پر چلنے والی ایک بڑی سی سرخ رنگ کی جیپ کھڑی نظر آرہی تھی۔

جیپ کے قریب سے گذرتے ہوئے وہ ایک راہداری میں داخل ہوئے تو انہیں ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے دو افراد وحشیانہ انداز میں لڑ رہے ہوں۔ عمران کے دوڑنے کی رفتار یکلخت تیز ہو گئی۔ راہداری کے اختتام پر پہنچ کر وہ ٹھٹھک کر رُک گیا۔

"میں تمہاری بوٹیاں اُڑا دوں گا" ـــــ راہداری کے تنگ موڑ سے کرنل ٹاڈ کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران ـــ مشین گن سنبھالے اچھل کر آگے بڑھ گیا۔

دھماکہ ہوتے ہی صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پورے جسم میں آگ سی لگ گئی ہو اور تکلیف کی بے پناہ شدت کی وجہ سے ہی بے اختیار اس کے حلق سے چیخ سی نکل گئی۔ کمرے میں دوسری چیخیں بھی گونج رہی تھیں۔

صفدر کو ایک لمحے کے لئے تو ذہن پر اندھیرا سا چھاتا ہوا محسوس ہوا۔ لیکن دوسرے لمحے صفدر نے ہونٹ بھینچ کر سر کو جھٹکا اور شاید تکلیف کی شدت کی وجہ سے ہی اس کا ذہن اندھیرے میں نہ ڈوب سکا اور اسی لمحے اسے احساس ہوا کہ وہ تابوت کی بجائے فرش پر الٹا پڑا ہوا ہے۔ اور اس کے جسم کے مختلف حصوں خصوصاً پشت سے خون کے قطرے رِس رہے تھے۔ اور کمرے میں موجود چاروں افراد بری طرح پھڑک رہے تھے۔ اور ساتھ ساتھ چیخ رہے تھے۔

صفدر اچھل کر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ تابوت پھٹ گیا تھا اور اس کے شیشے کی کرچیوں نے اسے تو صرف معمولی سا زخمی کیا تھا جبکہ ڈاکٹر نالٹی اور اس کے ساتھی شیشے کی کرچیوں سے اس طرح زخمی ہوئے تھے جیسے ان پر گولیوں کی بارش کر دی گئی ہو۔ ڈاکٹر نالٹی کا جسم سب سے زیادہ زخمی تھا۔ اس کی حالت تو ایسے محسوس ہو رہی تھی جیسے اس کے پورے جسم کو چھلنی کر دیا گیا ہو۔ اور پھر صفدر کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ختم ہو گیا۔

صفدر اب باقی افراد کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ تینوں البتہ ڈاکٹر نالٹی کی نسبت کم زخمی تھے۔ لیکن وہ بھی مسلسل چیختے ہوئے فرش پر پڑے پھڑک رہے تھے۔ ان کی حالت بھی بے حد خراب تھی۔ صفدر نے اندازہ لگایا کہ ان میں سے صرف ایک آدمی کم زخمی ہے۔ وہ شاید بچ جائے باقی دو کی حالت خراب تھی۔ چنانچہ صفدر اسی کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا ــــــ؟" صفدر نے اس آدمی کے پھڑکتے ہوئے جسم کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر ڈکسن ــــ میں ڈاکٹر ڈکسن ہوں ــــ ڈاکٹر نالٹی نے بڑا ظلم کیا ہے ــــ گیس کی موجودگی میں ہوا کا دباؤ کنٹرول کرنے والا پلگ نکال دیا ــــ اس طرح شیشے کا تابوت پھٹ گیا ــــ اوہ! میں مر رہا ہوں ــــ میں مر رہا ہوں" ــــ اس آدمی نے بری طرح ایڑیاں رگڑتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر مزید کچھ پوچھتا، ڈاکٹر ڈکسن کے منہ سے خون کا فوارہ سا چھوٹ نکلا اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں چڑھ

گئیں اور ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے۔ شیشے کی کوئی کرچی یقیناً اس کے دل میں گھس گئی تھی۔

صفدر اُٹھ کھڑا ہوا اور پھر اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ کیونکہ باقی دو بھی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ختم ہو چکے تھے۔

صفدر خود مسلسل جسمانی اور ذہنی دباؤ کی وجہ سے نڈھال ہو رہا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو بمشکل سنبھالا دیا ہوا تھا۔

جب چاروں افراد ختم ہو گئے تو صفدر مُڑا اور اس نے ڈاکٹر ڈکسن کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ گو لباس پر خون کے بڑے بڑے دھبے موجود تھے لیکن بہرحال ننگا ہونے سے یہ لباس پھر بھی غنیمت تھا اس نے لباس اتار کر پہن لیا۔ اور پھر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے جسم پر زخم ضرور تھے لیکن وہ اتنے شدید نہ تھے کیونکہ تابوت کی دیواریں اور چھت پھٹ کر سائیڈوں میں پھیلے تھے۔ صرف نچلے حصے نے صفدر کو زخمی کیا تھا۔

صفدر دروازے سے باہر نکلا تو وہ ایک راہداری میں تھا راہداری سے گذرتا ہوا وہ آگے بڑھتا گیا۔ مختلف موڑ مُڑنے کے بعد وہ اچانک ایک کمرے کے دروازے پر رُک گیا۔ راہداری کا اختتام اسی دروازے پر ہوا تھا۔

یہ دروازہ اندر سے بند تھا۔ اور صفدر کو اندر سے ہلکی ہلکی بھنبھناہٹ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جیسے مشینری چلنے کی آواز ہو۔ صفدر نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر زور سے دستک دی۔

"کون ہے" ـــــ ؟ اندر سے ایک سخت آواز سنائی دی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"دروازہ کھولو ـــــ میں ڈاکٹر نالٹی ہوں" ـــــ صفدر نے ڈاکٹر نالٹی کے لہجے میں کہا۔

"اوہ باس! ـــ آپ" ـــــ اندر سے حیرت بھری آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ دروازے میں ایک نوجوان کھڑا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ نوجوان، صفدر کو دیکھ کر پیچھے ہٹتا، یکلخت صفدر اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے وہ نوجوان چیختا ہوا پلٹ کر صفدر کے سینے سے آلگا۔ صفدر نے اس کی گردن اور کمر کے گرد بازو ڈال دیئے تھے اور پھر وہ اُسے دھکیلتا ہوا کمرے کے اندر لے گیا۔ پورا کمرہ عجیب و غریب اور پیچیدہ مشینوں سے پُر تھا۔ یہ مشینیں ایسی تھیں کہ جیسے بڑے بڑے کمپیوٹر کام کر رہے ہوں۔ کمرے میں وہ نوجوان اکیلا تھا۔

"خبردار! ـــ اگر حرکت کی تو ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا"۔ صفدر نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اس نوجوان کی گردن پر بازو کا دباؤ بڑھا دیا اور نوجوان جو اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔

"تت ـــ تت ـــ تم کون ہو" ـــــ ؟ نوجوان کے حلق سے گھٹی گھٹی آواز نکلی۔

"پہلے اپنا نام بتاؤ ـــ جلدی" ـــــ صفدر نے بازو کو آہستہ سے جھٹکا دیتے ہوئے پوچھا۔

"ج ـــ ج ـــ جیرم ـــ میرا نام جیرم ہے" ـــــ نوجوان نے کراہتے ہوئے رُک رُک کر جواب دیا۔

"سنو جیرم! ___ میں نے لیبارٹری کے اندر داخل ہو کر ریڈ ٹاک کا فارمولا حاصل کرنا ہے ___ لیبارٹری کے سب افراد میرے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں ___ ڈاکٹر نالٹی، ڈاکٹر ڈکسن سب ___ اب بولو! ___ تم مرنا چاہتے ہو یا زندہ رہنا چاہتے ہو ___ ہاں یا نہ میں جواب دو۔ جلدی" ___ صفدر کے لہجے میں بھوکے بھیڑیئے کی سی غراہٹ تھی۔

"مم ___ مم ___ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں ___ مجھے مت مارو" جیرم نے بری طرح گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو سنو! ___ مجھے ریڈ ٹاک کا فارمولا دے دو ___ جلدی ___ ورنہ میں نے بازو کو ذرا سا اور جھٹکا دیا تو تمہاری گردن کی ہڈی ٹوٹ جائے گی" ___ صفدر کا لہجہ اور زیادہ کرخت ہو گیا۔

"فف ___ فف ___ فارمولا ___ وہ تو مین لیبارٹری کے اندر ہے ___ اور وہاں کوئی نہیں جا سکتا" ___ جیرم نے جواب دیا۔

"تو پھر تم چھٹی کرو ___ تمہارا کیا فائدہ" ___ صفدر نے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے بازو کا دباؤ بڑھا دیا۔

"رک ___ ر ___ رک جاؤ ___ مم ___ مت مارو ___ مم ___ میں بتاتا ہوں" ___ جیرم نے بری طرح پھڑکتے ہوئے کہا اور صفدر نے دباؤ کم دیا۔

"یہ سامنے والی مشین کے ذریعے دروازہ کھل جائے گا ___ مجھے مت مارو ___ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں" ___ جیرم نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

"چلو آگے بڑھو ___ اور سنو! ___ اگر تم نے کوئی شرارت کرنے کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کوشش کی تو پلک جھپکنے میں موت کے گھاٹ اتار دوں گا" ___ صفدر نے اسے مشین کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

جیرم مشین تک دوڑتا گیا اور پھر رک کر اس نے جلدی سے اپنے دونوں ہاتھوں سے بے اختیار اپنی گردن مسلنی شروع کر دی اور صفدر نے آگے بڑھ کر اپنی انگلی سیدھی کر کے اس کی پشت سے لگا کر دبا دی۔

"جلدی کرو ___ ورنہ گولی مار دوں گا" ___ صفدر نے غراتے ہوئے کہا اور جیرم نے جلدی سے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ مشین پر موجود سوئیاں تیزی سے حرکت کرنے لگیں۔ اسی لمحے مشین میں سے ایک مشینی سی آواز نکلی۔

"کوڈ بتاؤ ___ مین کمپیوٹر کو کوڈ بتاؤ" ___ مشینی آواز یہی فقرہ بار بار دوہرا رہی تھی۔

"کوڈ زیرو تھری۔ زیرو الیون تھرٹی فور ریڈ ٹاک زیرو سکس"۔ جیرم نے جلدی جلدی کہنا شروع کر دیا۔

"او کے ___ ریڈ ٹاک پی کاک" ___ مشینی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"نو ریڈ ٹاک بلیس" ___ جیرم نے جواب دیا۔

"او کے ___ ریڈ ٹاک بلیس ارسال کیا جا رہا ہے" ___ مشینی آواز نے جواب دیا اور مشین سے تیزی سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ اس کی سوئیاں ایک بار پھر ادھر ادھر تیزی سے حرکت کرنے لگیں اور بے شمار بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔

چند لمحوں بعد کھٹاک کی تیز آواز کے ساتھ مشین کے نچلے حصے میں ایک خانہ کھلا۔ لیکن وہ خالی تھا

"بیس کوڈ اینڈ ٹائم" ——— مشین میں سے وہی کمپیوٹر کی آواز نکلی۔

"ڈاکٹر ناٹسی ——— وَن زیرو وَن ٹائم وَن آور" ——— جیرم نے کہا۔ اور ایک بار پھر کھٹاک کی آواز سنائی دی اور ایک مائیکرو فلم یکلخت اچھل کر اس کھلے خانے میں آگری۔ اور جیرم نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اُسے اٹھا لیا۔

"یہ فارمولا ہے ——— ریڈ ٹاک کا فارمولا ——— لیکن ایک گھنٹے کے اندر اندر اسے واپس مشین میں ڈالنا ہوگا۔ ورنہ یہ واش ہو جائے گا" ——— جیرم نے کہا اور صفدر نے یکلخت زور سے جیرم کی گردن پر ضرب لگائی اور جیرم چیختا ہوا پہلو کے بل فرش پر گرا اور صفدر نے اس کے ہاتھ سے وہ مائیکرو فلم جھپٹ لی۔ اس نے اُسے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ اور پھر آگے بڑھ کر اس نے ایک بار پھر اٹھتے ہوئے جیرم کو گردن سے پکڑا اور فضا میں لٹکا لیا۔

"سنو جیرم! ——— اب تم مجھے اس لیبارٹری سے باہر نکلنے کا راستہ بتاؤ گے" ——— صفدر نے غراتے ہوئے اس کی گردن کو جھٹکا دیا ہی تھا کہ اچانک ایک کونے میں موجود مشین سے یکلخت سائرن کی سی آواز بلند ہونے لگی۔

"اوہ! ——— ایمرجنسی ڈور کھل رہا ہے" ——— جیرم نے چیختے ہوئے کہا اور صفدر نے یکلخت اس کی گردن چھوڑ دی۔

"کونسا ایمرجنسی ڈور" ——— ؟ صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کوئی ایمرجنسی ڈور کھول کر لیبارٹری میں داخل ہو رہا ہے ——— اوہ! ——— یہ تو نہیں کھل سکتا ——— کسی طرح نہیں کھل سکتا" ——— جیرم

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے بُری طرح چیختے ہوئے متوحش لہجے میں کہا۔

اور ابھی صفدر اس مشین کی طرف متوجہ ہی تھا کہ یکلخت جیرم اپنی جگہ سے اچھلا اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا کمرے کے آخری کونے تک پہنچ گیا۔ صفدر نے اس کے پیچھے دوڑ لگائی۔

"خبردار! ——— ہاتھ اٹھا دو ——— ورنہ بھون ڈالوں گا" ——— اچانک جیرم کے ہاتھوں میں ایک مشین گن نظر آنے لگی۔ یہ مشین گن نجانے کس مشین کی آڑ میں چھپی ہوئی تھی۔

صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے۔

"مڑ جاؤ ——— مجھے وہ فلم واپس مشین میں ڈالنی ہے ——— یہ ملک کا سب سے بڑا راز ہے ——— یہ میں کسی صورت باہر نہیں جانے دونگا ——— اور سنو! ——— میں ٹریگر دبا دونگا۔ اس لئے قطعاً بے حس و حرکت رہنا" ——— جیرم کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی وہ چونکہ سائنسدان تھا اس لئے اُسے اس لائن کے داؤ پیچ کا پوری طرح علم نہ تھا۔ ورنہ وہ فائر کر کے صفدر کا خاتمہ کر کے بھی فلم حاصل کر سکتا تھا۔ لیکن یا تو اناڑی پن کی وجہ سے اُسے خیال نہ آیا تھا یا پھر ہو سکتا ہے اُسے مشینری کے تباہ ہونے کا خطرہ ہو ——— یا پھر اُسے یہ خطرہ بھی ہو سکتا تھا کہ کہیں گولی اس فلم کو نہ لگ جائے۔ بہرحال جو کچھ بھی تھا اس نے فوری فائر نہ کھولا تھا۔

صفدر کو اس کا سایہ بتا رہا تھا کہ وہ بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا ہے۔ اور پھر جیسے ہی وہ قریب آیا، صفدر یکلخت بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے جیرم بُری طرح چیختا ہوا اچھل کر ایک مشین سے

جا ٹکرایا۔ جب کہ مشین گن صفدر کے ہاتھ میں تھی۔ اور دوسرے لمحے صفدر نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے فائر کھول دیا۔ اور جیرم جو مشین سے ٹکرا کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا یکلخت گھوم کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

صفدر نے فوری ٹریگر اس لئے دبا دیا تھا کہ اب وہ مزید وقت ضائع نہ کرنا چاہتا تھا۔ اس کے ذہن میں جیرم کی یہ بات موجود تھی کہ ایک گھنٹے بعد فلم خود بخود واش ہو جائے گی اور وہ اب ہر صورت میں اس گھنٹے میں اس فلم کا کچھ ایسا بندوبست کر لینا چاہتا تھا جس سے وہ فارمولا مکمل طور پر حاصل کر سکے۔

جیرم کا خاتمہ کرتے ہی صفدر تیزی سے دروازے کی طرف مڑنے ہی لگا تھا کہ اچانک اسے خیال آگیا کہ اسے یہ بات تو چیک کرنی چاہیے کہ یہ فلم واقعی اس قدر اہم ترین فارمولا ہے یا جیرم نے اس کے ساتھ ادبی فراڈ کیا ہے۔ کیونکہ جتنی آسانی سے اس قدر اہم فارمولا باہر آگیا تھا اس بات پر صفدر کو شک پڑ رہا تھا۔ لیکن وہ اسے چیک کیسے کرے یہ بات اس کے ذہن میں نہ آرہی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ اندر سے لاک کیا اور پھر اس نے مختلف مشینوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ مشینیں اسی طرح باقاعدہ کام کر رہی تھیں۔ ان کی کارکردگی میں ذرا برابر بھی فرق نہ آیا تھا۔

صفدر ہونٹ بھینچے ایک ایک مشین کے قریب رک رک کر ان پر لکھے ہوئے الفاظ پڑھتا۔ لیکن یہ ایسی زبان تھی کہ اسے تو صرف مختلف قسم کے پیچیدہ اور گنجلک سے ہندسے ہی لکھے نظر آرہے تھے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جب تقریباً تمام مشینوں کا جائزہ لینے کے بعد اسے کچھ سمجھ میں نہ آیا تو وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا کہ وہ جس طرح بھی ممکن ہو نہ صرف اس لیبارٹری سے نکلے بلکہ اس موسمیاتی سنٹر سے بھی باہر نکل جائے۔

ابھی صفدر دروازے تک پہنچا ہی تھا کہ یکلخت اسے باہر راہداری میں قدموں کی آواز سنائی دی اور صفدر تیزی سے دروازے کی اوٹ میں رک گیا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ قدموں کی آوازیں بتا رہی تھیں کہ آنے والوں کی تعداد صرف دو ہے۔

"یہ کوئی سائنسدان ہی ہو سکتے ہیں" ——— صفدر نے دل میں سوچا۔

اسی لمحے دروازے پر زور زور سے دستک ہوئی اور پھر ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"دروازہ کھول دو ——— میں ڈاکٹر آمتھ ہوں موسمیاتی سنٹر کا انچارج"۔

بولنے والے کا لہجہ خاصا کرخت تھا۔

اور صفدر کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ کرنل ٹاڈ بھی اس کے ہمراہ ہوگا۔ اور کرنل ٹاڈ کے متعلق اسے معلوم تھا کہ وہ ایک بلیک ایجنٹ ہے۔ ایسا آدمی بے حد ہوشیار ہوتا ہے۔ اس لئے اسے آسانی سے ڈاج بھی نہیں دیا جا سکتا تھا۔ اس لئے اس نے ان کے فوری خاتمے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے ہاتھ بڑھا کر نہ صرف یکلخت دروازہ کھول دیا بلکہ دوسرے لمحے اس نے ٹریگر بھی دبا دیا۔ اور اسی طرح ٹریگر دباتا ہوا وہ اچھل کر باہر آگیا۔ راہداری مشین گن کی فائرنگ اور دو انسانی چیخوں سے بیک وقت گونج اٹھی۔ راہداری میں دو ہی افراد

تھے اور دونوں ہلاک ہو چکے تھے۔ ان میں سے ایک تو ڈاکٹر اسمتھ تھا جبکہ دوسرے کو صفدر نہ پہچانتا تھا۔ یقیناً وہ کرنل ٹاڈ ہی ہو سکتا تھا۔

صفدر ان دونوں کے ہلاک ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا راہداری کے دوسرے سرے کی طرف لپکا۔ لیکن جیسے ہی وہ راہداری کا موڑ مڑا۔ اچانک ایک سائیڈ سے اس پر مشین گن کی فائرنگ ہوئی اور صفدر کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور صفدر اچھل کر فرش پر گرا اور رول ہوتا ہوا کافی آگے تک چلا گیا۔ گولی اس کی ران میں لگی تھی۔ لیکن رول ہونے کی وجہ سے وہ باقی گولیوں سے بچ نکلا۔

مشین گن بردار موڑ کی سائیڈ پر ہی موجود تھا۔ صفدر کے چیخ کر گرنے کی وجہ سے وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ اور اسی لمحے صفدر نے یکلخت اچھل کر سر کی ٹکر اس کے پیٹ میں ماری اور مشین گن بردار ٹکر کھا کر پشت کے بل نیچے گرا۔ لیکن پھر حیرت انگیز مہارت سے قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ البتہ مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گری تھی۔

صفدر ران میں گولی لگنے کی وجہ سے تیزی سے نہ اٹھ سکا اور اس آدمی نے یکلخت دونوں پیر جوڑ کر بڑے ماہرانہ انداز میں فلائنگ کک اٹھتے ہوئے صفدر کے سینے میں مارنی چاہی۔ لیکن صفدر اٹھتے اٹھتے یکلخت سائیڈ میں گرا اور فلائنگ کک مارنے والے کے دونوں پیر پوری قوت سے سامنے دیوار سے جا ٹکرائے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح واپس آیا جیسے گیند دیوار سے لگ کر واپس آتی ہے اور اس کے جسم نے صفدر کو پوری طرح چھاپ لیا۔ صفدر نے جسم کو دائیں طرف موڑ کر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اپنے آپ کو اس کے شکنجے سے بچانا چاہا۔ لیکن دوسرے آدمی نے یکلخت اس کی ناک پر بڑے بھرپور انداز میں ٹکر ماری اور صفدر کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ لیکن اس ٹکر سے پیدا ہونے والی شدید ترین درد نے لاشعوری طور پر اس کی دونوں ٹانگوں کو بجلی کی سی تیزی سے اوپر اٹھنے پر مجبور کیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے اوپر چھایا ہوا آدمی اچھل کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا اور صفدر سانپ کی سی تیزی سے پلٹا۔ لیکن وہ آدمی بھی مارشل آرٹ کا ماہر تھا۔ دیوار سے ٹکراتے ہی وہ یکلخت پلٹ کر صفدر سے لپٹ گیا اور اب وہ دونوں آدھے آدھے دھڑ پر کھڑے ایک دوسرے کو گرانے کے لئے پورا زور لگا رہے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے دو کوبرے سانپ اپنے پھن کو اٹھائے ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے ہوں۔ دونوں پر ہی وحشیانہ انداز چھایا ہوا تھا کیونکہ دونوں کو علم تھا کہ ہار کا مطلب سوائے موت کے اور کچھ نہیں ہے اچانک دوسرے آدمی نے اپنے جسم کو یکلخت پیچھے کی طرف ایک جھٹکے سے ہٹایا اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں کہنیاں مڑ کر پوری قوت سے صفدر کی پسلیوں میں گھس گئیں۔ اور صفدر کراہتا ہوا پشت کے بل فرش پر گر گیا۔ دوسرا آدمی کہنیاں موڑے پورے جسم کے وزن سے اوپر گرا۔ ساتھ ہی اس کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا“۔

لیکن اس بار صفدر اسے ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا۔ جیسے ہی وہ کہنیاں موڑے اس پر گرا۔ صفدر بجلی کی سی تیزی سے مڑ گیا اور وہ آدمی صفدر کے پہلو پر گرا اور اس کی دونوں کہنیاں پوری قوت سے

فرش سے جا ٹکرائیں۔

"ویل ڈن صفدر" ـــــ اچانک صفدر کو عمران کی مانوس آواز سنائی دی۔ اور صفدر کے جسم کو جھٹکا سا لگا پھر جیسے اس کے جسم میں کسی نے توانائی سے بھرپور انجکشن لگا دیا ہو۔ اس نے یکلخت اپنا بازو موڑ کر اپنے پر گرنے والے کی گردن پکڑی اور پھر فرش پر الٹ گیا۔ لیکن وہ آدمی بھی بے حد کایاں تھا۔ اس نے مڑتے مڑتے بھی صفدر کے پیٹ میں لات مار کر گھٹنا پوری قوت سے جڑ دیا۔ اور صفدر کی گرفت اس کی گردن پر ختم ہو گئی۔

"صفدر زخمی ہے عمران" ـــ صفدر کو جولیا کی آواز سنائی دی۔

"کوئی بات نہیں ـــــ بہرحال صفدر سپر ایجنٹ ہے ـــــ اب دیکھو کہ بلیک ایجنٹ اور سپر ایجنٹ میں سے وائٹ ایجنٹ کون ثابت ہوتا ہے" ـــــ عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

عمران کی بات سن کر صفدر سمجھ گیا کہ اس سے لڑنے والا کرنل ٹاڈ ہے۔ ایکریمیا کا بلیک ایجنٹ۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ لاشعوری طور پر زیادہ محتاط ہو گیا۔

جیسے ہی صفدر کی گرفت اس کی گردن پر ڈھیلی پڑی۔ کرنل ٹاڈ نے یکلخت اپنے جسم کو فضا میں اچھالا اور دوسرے لمحے وہ حیرت انگیز طور پر اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن صفدر نے یکلخت اپنی ایک ٹانگ جو زخمی نہ تھی قوس کی صورت میں گھما کر اس کی پنڈلیوں پر بھرپور ضرب لگائی اور کرنل ٹاڈ کے قدم اکھڑے اور وہ اچھل کر نیچے گرنے لگا۔ لیکن دونوں ہاتھ پیچھے رکھ کر اس نے اپنے آپ کو پوری طرح گرنے سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بچا لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جبکہ صفدر اس کے ہٹتے ہی تیزی سے گھسٹتا ہوا ایک طرف ہٹا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے یکلخت وہ فلم نکال کر ایک طرف کھڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف اچھال دی۔

"یہ فارمولا ہے ـــــ اس نے ایک گھنٹے کے اندر واش ہو جانا ہے ـــــ آپ اسے لے کر نکل جائیں" ـــــ صفدر نے چیختے ہوئے کہا اور فارمولے کا سن کر کرنل ٹاڈ جو دوبارہ صفدر پر چھلانگ لگا رہا تھا حیرت انگیز تیزی کے ساتھ فضا میں ہی پلٹا اور اس نے عمران پر حملہ کر کے اس سے فارمولا چھیننا چاہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا ایک بار پھر فرش پر آ گرا۔ عمران نے بڑے اطمینان سے اس کے سینے پر زوردار ضرب لگا کر اسے واپس پلٹا دیا تھا۔

"تنویر! ـــ تم کھڑے منہ دیکھ رہے ہو ـــــ صفدر زخمی ہے۔ وہ کھڑا نہیں ہو سکتا" ـــــ یکلخت جولیا نے چیخ کر کہا اور تنویر جو شاید پہلے سے ہی اس موقع کے انتظار میں کھڑا تھا بھوکے عقاب کی طرح فرش پر گرے ہوئے کرنل ٹاڈ پر جا پڑا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ قلابازی کھا کر کسی گیند کی طرح اڑتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

"ہٹ جاؤ تنویر! ـــ میں اب اس سے نمٹ لوں گا ـــــ اب فارمولا محفوظ ہاتھوں میں ہے" ـــــ صفدر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے یکلخت دونوں پیر سمیٹے اور پھر یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کی ران زخمی ہی نہ ہو۔

کرنل ٹاڈ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"سپر ایجنٹ کو اتنی دیر تو نہیں لگانی چاہئے صفدر" ــــ عمران کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کرنل ٹاڈ کے حلق سے یکلخت چیخ نکلی۔ اس بار صفدر نے واقعی حیرت انگیز داؤ کھیلا تھا۔ اس نے یکلخت اپنے اوپر والے جسم کو قوس کی صورت میں پیچھے کیا اور پھر جیسے ہی کرنل ٹاڈ نے اچھل کر اس پر فلائنگ کک لگانی چاہی جو کہ ایسے موقع پر انتہائی خطرناک ثابت ہوتی، صفدر نے یکلخت پہلو بدلا اور کرنل ٹاڈ کا جسم جیسے ہی فضا میں تیرتا ہوا اس کے اوپر آیا صفدر کے دونوں ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے اور کرنل ٹاڈ کی ایک ٹانگ تو سیدھی رہ گئی جب کہ دوسری یکلخت ضرب کھا کر نیچے کو مڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کا اوپر والا جسم تیزی سے خود بخود نیچے کی طرف جھکا اور صفدر نے اس کی سیدھی ٹانگ پکڑ کر تیزی سے موڑ دی اور دوسرے لمحے وہ لڑکھڑاتا ہوا پوری قوت سے اس کے اوپر جا گرا۔ کرنل ٹاڈ کا جسم مڑنے کی وجہ سے زمین سے ٹکرا کر رکا ہی تھا کہ صفدر کے اوپر گرنے کی وجہ سے وہ دائرے کی صورت میں ہو گیا یہ سب کچھ صرف پلک جھپکنے میں ہوا اور ساتھ ہی بلیک ایجنٹ کرنل ٹاڈ کے حلق سے پہلی بار خوفناک چیخ نکلی۔ مارشل آرٹ کا یہ سب سے مشکل اور خطرناک داؤ تھا۔ جس میں کبھی بھی ایک ماہر آدمی نہیں پھنستا لیکن صفدر نے جس حیرت انگیز پھرتی سے یہ داؤ لگایا تھا۔ وہ واقعی قابل داد تھی۔

کرنل ٹاڈ کی ریڑھ کی ہڈی کے بیک وقت کئی مہرے کڑکڑا کر ٹوٹ گئے اور ساتھ ہی اس کی وائیں ران جو پہلے نیچے گئی تھی کی ہڈی بھی دو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جگہ سے ٹوٹ گئی۔ اور وہ اس طرح فرش پر ڈھیر ہو گیا جیسے گول سی گٹھڑی پڑی ہوئی ہے۔ اور صفدر اس کے اوپر پڑا ہوا بری طرح ہانپ رہا تھا۔ اس خوفناک داؤ کو لگانے میں واقعی صفدر نے پوری انرجی صرف کر دی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ نیچے گرنے کے بعد اب اس میں حرکت کرنے کی بھی طاقت نہ رہی تھی۔

"یہ ہوئی نا بات!ــ دیکھا تنویر!ــ اسے کہتے ہیں مارشل آرٹ۔ یہ مارشل آرٹ کا سب سے مشکل داؤ ہے" ــــ عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے ہانپتے ہوئے صفدر کو سہارا دیتے ہوئے کرنل ٹاڈ کے جسم سے اٹھا کر علیحدہ کر دیا۔

کرنل ٹاڈ کا سانس رک چکا تھا۔ اور وہ اس خوفناک داؤ میں پھنس کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

"واقعی حیرت انگیز داؤ ہے ــــ میں نے اس کے متعلق سنا ضرور تھا لیکن آج تک اسے لگاتا نہ دیکھا تھا ــــ ویسے صفدر!ــ تم نے حیرت انگیز پھرتی سے کام لیا ہے ــــ میں تو اپنے آپ کو ہی مارشل آرٹ کا ماہر سمجھتا تھا لیکن تم تو واقعی چھپے رستم نکلے یار ــــ ویل ڈن" ــــ تنویر نے بڑے عقیدت مندانہ انداز میں آگے بڑھ کر صفدر کو سنبھال کر کھڑے ہونے میں مدد دیتے ہوئے کہا۔ اور صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

"ویل ڈن یار!ــ مجھے یہ داؤ سکھاؤ گے۔ پلیز" ــــ تنویر بے اختیار صفدر سے لپٹ گیا۔

"صفدر!ــ واقعی تم میری توقعات پر پورے اترے ہو۔ میں

جانتا ہوں کہ تم پوری ٹیم میں سب سے زیادہ مارشل آرٹ کے ماہر ہو ۔۔۔۔ لیکن جس قدر حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ زخمی ہونے کے باوجود تم نے کیا ہے ۔۔۔ شائد میں خود بھی ایسا نہ کر سکتا" ۔۔۔۔ عمران نے آگے بڑھ کر باقاعدہ صفدر کو تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ! ۔۔۔ آپ کے یہ الفاظ ہی میرا اصل انعام ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ فرط مسرت سے کھل اٹھا تھا۔ جب کہ جولیا صرف عقیدت مندانہ نظروں سے صفدر کو ایک ٹک گھورے جا رہی تھی۔ شائد اُسے یقین نہ آ رہا تھا کہ خاموش اور کم طبع صفدر اس قدر حیرت انگیز لڑاکا بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

صفدر کی ٹانگ سے ابھی تک خون نکل رہا تھا۔ عمران نے جھک کر اس کے زخم کا معائنہ کیا۔

" کوئی بات نہیں ۔۔۔ گولی اندر موجود نہیں ہے صرف زخم ہے۔ جولیا ! ۔۔۔ تم کوئی کپڑا باندھ دو زخم پر ۔۔۔ اور ہاں صفدر ! ۔۔۔ یہ فارمولا کیسے ملا ۔۔۔ اور وہ ایک گھنٹے والی بات کیا کر رہے تھے تم"۔ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔ اور جواب میں صفدر نے جیرم کے ساتھ ہونے والی گفتگو اور پھر اس کے مشین آپریٹ کرنے سے اس فارمولے کے باہر نکلنے تک سارے واقعات مختصر طور پر بتا دیئے جب کہ اس دوران جولیا صفدر کی قمیض کا ایک ٹکڑا پھاڑ کر اس کے زخم پر باندھنے میں مصروف رہی۔

" اوہ ! ۔۔۔ کہاں ہیں وہ مشینیں" ۔۔۔ ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔ اور صفدر نے راہداری کے آخر میں دروازے کی طرف اشارہ کر دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" تنویر ! ۔۔۔ تم نعمانی کا پتہ کرو۔ وہ پچھلی راہداری میں رک گیا تھا۔ اور دیکھو کہ لیبارٹری میں کوئی اور آدمی تو نہیں ہے ۔۔۔ اور جولیا ! تم صفدر کو سنبھال کر اس جیپ کی طرف لے چلو ۔۔۔ میں ابھی آ رہا ہوں"۔ عمران نے تیز لہجے میں اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیں اور خود دوڑتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں جیرم کی لاش پڑی تھی۔

" آؤ صفدر" ۔۔۔ جولیا نے صفدر کو سہارا دے کر چلنے کیلئے کہا۔

" کوئی بات نہیں مس جولیا ! ۔۔۔ اب میں آسانی سے چل سکتا ہوں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں اس طرف کو بڑھ گئے جہاں وہ سرخ رنگ کی بڑی سی ریت پر چلنے والی جیپ موجود تھی۔

" لیبارٹری میں اور کوئی آدمی نہیں ہے ۔۔۔ ایک کمرے میں البتہ چار آدمی مرے پڑے ہیں ان کے جسموں میں شیشے کی بے شمار کرچیاں گھسی ہوئی ہیں" ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد تنویر اور نعمانی نے واپس آ کر کہا۔

" وہ ڈاکٹر نالسٹی اور اس کے ساتھی ہیں ۔۔۔ انہوں نے مجھے تابوت میں بند کر دیا تھا۔ پھر نجانے کس طرح قدرت کو مجھ پر رحم آ گیا اور تابوت پھٹ گیا" ۔۔۔ صفدر نے جو پچھلی سیٹ پر آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور وہ سب چونک پڑے۔ لیکن دوسرے لمحے وہ طویل سانس لے کر رہ گئے کیونکہ دوڑ کر آنے والا عمران تھا۔

" میں نے فارمولا وقتی طور پر محفوظ کر لیا ہے۔ لیکن جلدی کرو۔ ہمیں یہاں سے فوری نکلنا ہے ۔۔۔ کیونکہ ایک مشین بتا رہی ہے کہ سپیشل فورس یہاں پہنچنے والی ہے۔ شائد کمپیوٹر نے کہیں کوئی اطلاع

"دے دی ہے" ——— عمران نے اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد جیپ مڑ کر اسی سڑک پر دوڑتی ہوئی کھلے ڈھکن نما حصے سے نکل کر صحرا میں پہنچ گئی۔ چونکہ جیپ مخصوص ساخت کی تھی اس لئے وہ ریت پر اس طرح دوڑ رہی تھی جیسے کوئی کار پختہ سڑک پر دوڑتی ہے۔ عمران نے اس کا رخ اس طرف رکھا تھا جس طرف آرلین قصبہ تھا اور عمران جانتا تھا کہ ڈیسی آسانی سے ان کی واپسی کا بندوبست کر سکتا ہے۔

"اب یہاں سے نکلیں گے کیسے" ——— ؟ جولیا نے جو عمران کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی تھی تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہم تو شاید نکل جائیں ——— لیکن تنویر کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب! ——— تنویر کیوں نہیں نکل سکتا" ——— ؟ جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کیونکہ مجنوں کا تو اصل ٹھکانہ ہی صحرا ہے۔ اس نے شہروں میں جا کر کیا کرنا ہے۔ کیوں تنویر" ——— عمران نے مسکرا کر کہا اور مڑ کر تنویر کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم اپنی فکر کرو۔ میری بات چھوڑو" ——— تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے بھلا کیا فکر ہو سکتی ہے۔ میری لیلیٰ تو میرے پاس بیٹھی ہے۔ اب میں تو ساری عمر اسی صحرا میں گذار سکتا ہوں" ——— عمران نے جواب دیا اور جولیا کے گھومتے ہوئے ہاتھ سے بچنے کیلئے اس نے تیزی سے سر سٹیئرنگ پر رکھ دیا اور ساتھ ہی جیپ میں قہقہے گونج اٹھے۔

ختم شد

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران اور فورسٹارز کا ایک ہنگامہ خیز ناول

بلاسٹرز

مکمل ناول

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

بلاسٹرز ——— پاکیشیا میں دھماکے کرنے اور دہشت گردی کرنے والا ایک خفیہ گروپ ——— جس نے پاکیشیا میں دہشت گردی کی انتہا کر دی۔

بلاسٹرز ——— جن کے دھماکوں سے سینکڑوں بے گناہ شہریوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے۔

بلاسٹرز ——— جن کی تلاش میں پولیس، انٹیلی جنس اور دوسرے سرکاری ادارے ناکام ہو گئے۔

بلاسٹرز ——— جن کی دہشت گردی سے پاکیشیا کی فضا خوف اور دہشت سے بھر گئی۔

فورسٹارز ——— پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خصوصی گروپ ——— جو بلاسٹرز کے مقابلے میں میدان میں اتر آیا۔

- کیا عمران اور فورسٹارز، بلاسٹرز کو تلاش کرنے اور ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب بھی ہو سکے ——— یا ——— ؟
- انتہائی پُرخطر جد وجہد ——— تیز رفتار ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور ناول ———